پیارے پیارے استاذ محترم کی اچھی پیاری پیاری دعا۔

محمد حبیب بن جعفر صاحب نے درجہ ثانیہ میں شرح مائۃ عامل اور ھدایۃ النحو
کو مکمل یاد کیا اور اس کو تحریر کر کے محفوظ کیا بڑی محنت سے اس
کو تکمیل تک پہنچایا اور روزانہ سبق یاد کر کے سنایا اب الحمدللہ وہ
اس کتاب کو دوسرے طلبہ کرام کو پڑھانے کی صلاحیت رکھتے ہیں
اللہ رب العلمین ان کو عالم باعمل بنائے اور اللہ تعالی ان سے اپنے
دین کی خدمت لے۔ آمین

احقر العباد
وسیم حسن مدنی العطاری۔

۲۶ جمادی الاخری ۱۴۴۰ھ
بمطابق 4 مارچ 2019ء
بروز پیر شریف (سوموار)

ھدایۃ النحو

اس کتاب پر مصنف نے اپنا نام نہیں لکھا لیکن
ایک قول کے مطابق اس کتاب کے مصنف
ابو حیان سراج الدین النحوی علیہ الرحمۃ اللہ
القوی ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس تسمیہ کی ترکیب پہلے ہوئی یہاں صرف تحقیق و فنا ہے

بِسْمِ: **باء** حرف جار ہے **اِسْمٌ** عربی کا مفرد ہے اس کا معنی ہے نام۔ اصل میں اِسْمٌ ہی ہے۔ حرف جار جب اس پر داخل ہو تو حرف جار نے اسے مجرور کر دیا۔

اِسْمٌ کا ہمزہ ہمزۂ وصلیہ ہے۔

ہمزہ وصلیہ وہ ہوتا ہے جو وصل کلام میں گر جائے حرف جار جب اِسْمٌ پر داخل ہوا تو ہمزۂ وصلیہ گر گیا بِسْمِ بن گیا۔

اللّٰہ: یہ وہ اسم جلالت اسم علم ہے جو اللہ کے لیے خاص ہے یہ نام اللہ کے علاوہ کسی کے لیے نہیں ہو سکتا اگر کسی بندے کے نام کے ساتھ یہ نام ہو تو اس کو عَبْدُ اللّٰہِ کہہ کر بلائیں گے بندے کو اللہ کہنا جائز نہیں ہے۔

اسم جلالت کی تعریف:

هُوَ عَلَمٌ لِذَاتِ الْوَاجِبِ الْوُجُوْدِ الْمُسْتَجْمِعِ لِجَمِيْعِ صِفَاتِ الْكَمَالِ

ترجمہ: وہ علم ہے جو ایسی ذات کے لیے (خاص) ہے جو واجب الوجود (جس کا وجود ضروری ہو عدم محال) ہے اور تمام صفات کمالیہ اس میں جمع ہیں (پائی جاتی ہیں)

اللہ عزوجل میں صرف اچھی صفات جو صفات کمالیہ ہیں وہی پائی جاتی ہے۔ جھوٹ بولنا وغیرہ اللہ کی صفت نہیں ہے۔

اللہ اسم جلالت: اس کے متعلق بہت سارے علماء نے یہ کہا ہے کہ یہ الف لام برائے تعریف کے ساتھ مرکب ہے۔

یہ اصل میں اس طرح الالٰہ تھا دوسرا ہمزہ جو لام کے بعد ہے اس کے ثقل کی وجہ سے اس کو حذف کر دیا تو اللّٰہ ہو گیا۔ اب اس دوسرے حذف شدہ ہمزہ کے عوض ایک اور لام لے آئے پہلے ل (لام) کو چھوڑ کر دوسرے دونوں لاموں کا آپس میں ادغام کر دیا تو اللّٰہ ہو گیا۔

دوسرا قول: دوسرا اول اصح (صحیح ترین) قول یہ ہے کہ یہ مرکب نہیں ہے بلکہ اسم علم ہے جو اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ خاص ہے۔

الرَّحْمٰن اللہ تعالیٰ کی صفت ہے رحم کرنے والا ہے۔

الرَّحِیْم پر مقدم کرنے کی وجہ:

الرَّحمٰن کو الرَّحِیم پر مقدم اس لیے کیا ہے کہ یہ زیادہ بلیغ ہے ایک تو یہ کہ اس میں زیادہ حروف ہیں الرحیم سے۔ رحمٰن میں میم کے بعد الف ہے اس لیے اس میں زیادہ حروف ہیں۔ اور حروف کی زیادتی معنیٰ کی زیادتی پر دلالت کر رہی ہے۔

اور **الرَّحمٰن** سے مراد اللہ تعالیٰ رحم کرنے والا ہے ہر چیز جو دنیا میں موجود ہے انسان اور حیوان مومن اور کافر دنیا میں

اور آخرت میں اللہ تعالیٰ ہر چیز پر رحم کرنے والا ہے دنیا میں اللہ ہر چیز کو رزق دیتا ہے چاہے انسان مسلمان ہو یا کافر۔ کافر پر بھی یہ اللہ کا رحم ہے کہ اس کو بھی اللہ رزق دیتا ہے ①

رحمٰن لفظ خاص ہے لیکن اس کا معنی عام ہے رحیم کی طرح ہے اس کا معنی یعنی دونوں کا معنی ایک ہی ہے رحم کرنے والا۔ اب ان دونوں سے مفہوم الگ الگ ہوتا ہے یعنی رحمٰن سے مراد ہر چیز پر رحم کرنے والا اور رحیم مومنوں کے ساتھ خاص ہے۔

الرَّحِیْمُ رحم کرنے والا ہے۔

رحیم سے بھی مراد رحم کرنے والا ہے لیکن یہ لفظ مومنوں کے لیے خاص ہے یعنی اللہ تعالیٰ آخرت میں صرف مومن مسلمانوں پر ہی رحم کرے گا کافروں پر نہیں کرے گا۔

① **رحمٰن**: اللہ تعالیٰ صرف دنیا میں کافر پر رحم کرتا ہے آخرت میں اللہ تعالیٰ کافر پر رحم نہیں کرے گا بہت سارے علماء نے یہ بات لکھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کافر پر رحم کرنے سے استثناء ہے۔

اور اگر اللہ تعالیٰ کافر پر رحم کرے گا تو اس سے مراد اللہ کا کافر پر یہی رحم ہے کہ اللہ کافر کو دوزخ میں ڈالے گا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا مالک، پالنے والا ہے۔

ترکیب: تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں۔

اَلْحَمْدُ مبتدا، لِ حرف جر اللّٰهِ اسم جلالت مجرور جار مجرور مل کر ظرف مستقر ثابِتٌ اسم فاعل کے اس میں هُوَ ضمیر اس کا فاعل اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر شبہ جملہ اسمیہ ہو کر خبر۔ مبتدا اور خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ

رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ تمام جہانوں کا رب۔

رب پر تینوں اعراب پڑھ سکتے ہیں۔ اگر

رَبُّ پڑھیں تو ترجمہ ہوگا وہ تمام جہانوں کا مالک ہے

رَبُّ مضاف الْعٰلَمِيْنَ مضاف الیہ۔ مضاف مضاف الیہ مل کر مرکب اضافی ہو کر خبر۔ هُوَ مبتدا محذوف ہے

هُوَ ضمیر مرفوع منفصل مبتدا۔ مبتدا اور خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ

رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ میں نے جانا تمام جہانوں کا رب ہے

ترکیب میں اس سے پہلے اَعْنِيْ فعل محذوف ہے۔

اَعْنِيْ فعل مضارع اَنَا ضمیر مرفوع متصل اس کا فاعل۔

رَبَّ مضاف الْعٰلَمِيْنَ مضاف الیہ۔ مضاف مضاف الیہ مل کر مرکب اضافی ہو کر مفعول بہ۔

فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اگر یہ اعراب پڑھیں تو یہ

یہ مرکب اضافی ہو کر اللہ اسم جلالت کی صفت بنے گا

لِ حرف جار اللّٰهِ موصوف رَبِّ مضاف الْعٰلَمِيْنَ

مضاف الیہ۔ مضاف مضاف الیہ مل کر مرکب اضافی ہو کر صفت۔ موصوف صفت مل کر مرکب توصیفی ہو کر مجرور جار مجرور مل کر ظرف مستقر ثابتٌ اسم فاعل کے اس میں هُوَ ضمیر اس کا فاعل۔ اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر شبہ جملہ اسمیہ ہو کر مبتدا کی خبر۔ مبتدا اور خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

اعتراض: اب اعتراض یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر الحمد للّٰہ کی ترکیب کر دی تو پھر ربِّ کیوں پڑھا۔

جواب: تو اس کا جواب یہ ہے کہ اسے پہلے لام محذوف ہے جو مضاف ہے اور ربِّ العٰلمین مضاف الیہ ہے۔ اس میں اضافت معنوی پائی جاتی ہے۔ اضافت معنوی کی تین قسموں میں سے ایک قسم یہ ہے کہ یہ اضافت لام کے ساتھ آتی ہے اب یہاں لا اضافت لام کے ساتھ آئی ہے جو محذوف ہے۔ اب مضاف الیہ چونکہ مجرور ہوتا ہے اس لیے رَبِّ پڑھا۔ اور عالَمِین اصل میں عَالَمُوْنَ تھا۔ مضاف الیہ کی جگہ پر آیا حالت جری میں ہے تب عَالَمِیْنَ ہے۔

رَبْ کی لغوی تعریف: لغت میں رب مالک کو کہتے ہیں۔

رَبْ کی اصطلاحی تعریف:

هُوَ الْمَوْجُوْدُ الْمُبْقِیْ وَلَا یُفْنِیْ۔

ترجمہ: وہ ذات جو موجود ہے باقی رہنے والی ہے فنا ہونے والی نہیں ہے
بعض علماء نے اس پر اختلاف کیا اور کہا رب خالق کو کہتے ہیں

ال: اَلْحَمْدُ اور اَلْعٰلَمِیْنَ میں الف لام استغراقی ہے۔

وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ اور انجام ہے متقی لوگوں کے لیے

عاقبت کی وضاحت: عاقبت کا معنی مطلق انجام ہوتا ہے۔ انجام اچھا بھی ہوسکتا ہے برا بھی اب یہاں متقین کے لیے ہے تو یہ انجام اچھا ہی ہے متقی کا انجام برا نہیں ہوسکتا

وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

ترجمہ: اور درود اور سلام نازل ہوں اس کے رسول محمد اور ان کی آل اور ان کے صحابہ اجمعین پر۔

الصَّلٰوةُ: کا لغوی معنیٰ دعا ہوتا ہے۔ اس سے مراد نماز بھی ہوتا ہے اور درود بھی ہوتا ہے۔ اگر

1) اس کی نسبت اللہ کی طرف کی جائے تو اسے مراد اللہ کی مخلوق پر رحمت ہوگی اور سرکار صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی اللہ رحم فرماتا ہے۔

2) اگر اس کی نسبت فرشتوں کی طرف ہو تو مراد فرشتے دعا کرتے ہیں اور سرکار صلی اللہ پر درود بھیجتے ہیں جیسا کہ مشہور روایت ہے کہ ستر ستر ہزار فرشتے صبح و شام سرکار کے روضے پر حاضری دیتے اور درود پڑھتے ہیں۔

3) اور انسان سرکار کی ذات پر درود پڑھتے ہیں ~~اگر~~ کی اللہ کی بارگاہ میں نماز پڑھتے یعنی عبادت کرتے ہیں۔

4) اگر اس کی نسبت حیوانات اور چرند پرند کی طرف کی جائے تو مراد یہ ہے کہ مخلوق اللہ کا ذکر کرتی ہے۔

السلام: اور سرکار پر سلام ہوں

نوٹ: سلام انبیاء کے لیے ہے یعنی جہاں بھی کسی
نبی کا نام آئے گا وہاں نام کے ساتھ علیہ السلام کہا جائیگا
جہاں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین
کا نام آئے گا وہاں ہر صحابی کے نام کے ساتھ رضی اللہ عنہ
کہا جائے گا۔

رضی اللہ عنہ اولیاء اللہ کے ناموں کے ساتھ
لگانا بھی جائز ہے اور یقیناً ہر صحابی اللہ کا ولی ہے۔

اگر رضی اللہ عنہ صحابی کے ساتھ ہوگا تو ترجمہ
ماضی کا ہوگا یعنی اللہ ان سے راضی ہوا اور یہ قرآن
مجید کی آیت سے ثابت ہے رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ

اگر رضی اللہ عنہ غیر صحابی کے لیے اللہ کے ولی کے لیے
ہو تو اس کا معنیٰ دعا والا ہوگا۔ یعنی اللہ تعالیٰ
ان سے راضی ہو۔

اسی طرح سے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی
اولیاء اللہ کے ناموں کے ساتھ خاص ہے اور یہ
دعا کے معنیٰ میں ہے یعنی ان پر رحم فرمائے۔

⇐ بعض لوگ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کے اہل بیت کے ناموں کے ساتھ علیہم السلام لگاتے
ہیں یہ طریقہ کار جائز ~~نہیں ہے~~ نہیں ہے
یہ طریقہ کار جائز نہیں ہے جو لفظ جس کے ساتھ خاص ہے
وہ اسی کے ساتھ لگانا چاہیے اگر اہل بیت پر سلام بھیجنا
مقصود ہو تو پہلے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

پر سلام بھیجنا ضروری ہے۔ ڈائریکٹ سرکار کی آل پر سلام نہیں بھیج سکتے پہلے ضرور سرکار کی ~~آل~~ ذات پر سلام بھیجنا ہے پھر سرکار کی آل پر سلام بھیجنا جائز ہو جائے گا۔

مثلاً اگر حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا پر سلام بھیجنا ہو تو یوں کہتے ہیں:

سَلَامُ اللّٰہِ عَلٰی اَبِیْہَا وَ عَلَیْہَا

لوگوں کی دلیل: جب لوگ ڈائریکٹ سرکار کی آل پر سلام بھیجتے ہیں مثلاً حضرت علی علیہ السلام کہتے ہیں تو ان لوگوں کو اگر کہا جائے کہ یہ جائز نہیں ہے تو جواب میں دلیل پیش کرتے ہیں کہ دیکھو نماز میں جو درود ہے تو اس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل اور سرکار کی ذات اور آپ کی آل پر درود ہے تو اس دلیل سے آل پر درود و سلام جائز ہے

جواب: ان کی اس دلیل کا جواب بھی اسی دلیل میں ہے اس درود میں بھی تو پہلے سرکار کی ذات پر درود ہے اور پھر سرکار کی آل پر ہے ڈائریکٹ نہیں تو اسی دلیل سے سرکار کی ذات پر درود بھیجنے کے بعد ہی آل پر درود جائز ہے ورنہ نہیں۔

عَلٰی حرف جار ہے اس نے رسول کے لام کو کسرہ دی ہے۔

رَسُول لغت میں فَعُول کے وزن پر المفعول کے معنی میں ہے جس کو بھیجا گیا ہو یعنی اللہ کی طرف سے بھیجا ہوا۔

رسول کی اصطلاحی تعریف۔

اصطلاحی تعریف: هُوَ مُذَكَّرٌ بَعَثَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى
اِلَى الْخَلْقِ لِتَبْلِيْغِ اَحْكَامِ الشَّرِيْعَةِ مَعَهُ
كِتَابٌ مُتَجَدِّدٌ

ترجمہ: وہ مذکر (یعنی مرد) ہوتا ہے
جس کو اللہ تعالیٰ نے نئی کتاب کے ساتھ شریعت
کے احکام کی تبلیغ کرنے کے لیے مخلوق کی طرف مبعوث کیا

نبی کی تعریف: مَنْ اُوْحِيَ اِلَيْهِ سَوَاءٌ نُزِّلَ
عَلَيْهِ الْكِتَابُ اَوْ لَمْ يُنْزَلْ

ترجمہ: جس کی طرف وحی کی جاتی ہے برابر ہے
کہ اس پر کتاب نازل ہو یا کتاب نازل نہ ہو۔

مُحَمَّدٍ یہاں اس پر جر اور رفع دونوں پڑھنے
جائز ہیں مُحَمَّدٌ اور مُحَمَّدٍ اگر جر پڑھے گا تو
یہ رسولہ کے لیے یا عطف بیان بنے گا یا بدل بنے گا
اور اگر رفع پڑھیں تو خبر بنے گا اس کی مبتدا هُوَ محذوف ہے
اور اگر نصب پڑھیں تو اَعْنِيْ فعل کا
مفعول بنے گا اس لیے منصوب ہوگا۔ (تینوں اعراب درست)

لفظ مُحَمَّدٌ کی لغوی تعریف

اَلتَّبْلِيْغُ فِيْ كَوْنِهٖ مَحْمُوْدًا

ترجمہ: جس کی تعریف کی جاتی ہے اس کے مقام پر
پہنچ جانا۔

اصطلاحی تعریف: عَلَمٌ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ
بْنِ هَاشِمِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ الْقُرَشِيِّ الْاَبْطَحِيِّ الْمِصْرِيِّ الْمَكِّيِّ
الْمَدَنِيِّ مَا نُسِخَتْ شَرِيْعَتُهٗ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

ترجمہ: نام ہے اللہ کے رسول بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف القریشی ہاشمی مکی مدنی جن کی شریعت قیامت تک باقی رہے گی۔

صحبہ: صیغہ واحد مذکر اسم مفعول ثلاثی مزید فیہ صحیح از باب تفعیل حروف اصلیہ ص ح ب

وآلِہٖ اور آپ کی آل ہیں۔

آل کے بارے میں اقوال درج ذیل ہیں۔

1) پہلا قول: بعض علماء کا یہ قول ہے کہ آل سے مراد سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات ہیں۔

2) دوسرا قول: بعض علماء کا یہ قول ہے کہ آل سے مراد سرکار کی ازواج اولاد نواسے نواسیاں سب شامل ہیں

3) تیسرا قول: بعض علماء کا یہ قول ہے کہ آل سے مراد سرکار کے تمام صحابہ کرام ہیں جیسا کہ حدیث میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو سرکار نے کہا کہ یہ میری آل میں سے ہیں۔

4) چوتھا قول: بعض علماء کا قول ہے کہ آل سے مراد تمام اہلِ مدینہ شریف ہیں۔

5) پانچواں قول: بعض نے کہا آل سے مراد سرکار کی ساری امت ہے

واَصحابِہٖ اَجمَعِین اور تمام صحابہ کرام ہیں۔

وَالْاَصْحَابُ جَمْعُ "صَحْبٍ" اَوْ "صَحِبٍ" اَوْ "صَاحِبٍ" وَهُوَ مَنْ شَرُفَ بِصُحْبَةِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ مَعَ الْاِيْمَانِ وَلَوْ سَاعَةً وَمَاتَ عَلَى الْاِسْلَامِ

ترجمہ: اور اصحاب جمع ہے صحب کی یا صحِب کی یا صاحب کی۔ وہ جس نے شرف پایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت کا حالت ایمان میں اگرچہ ایک ساعت ہو اور وہ مرا ہو اسلام پر۔

اس کتاب کو حمد و ثناء سے شروع کیوں کیا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث شریف میں آتا ہے یَقُوْلُ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم
كُلُّ اَمْرٍ ذِیْ بَالٍ لَا يُبْدَءُ فِيْهِ بِـ "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" فَھُوَ اَقْطَعُ
ہر وہ اچھا کام (ذی بال، ذی شان، محترم) جو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
کے ساتھ شروع نہ کیا جائے پس وہ ادھورا رہ جاتا ہے۔

خطبے کے ساتھ شروع کرنے کی بھی وجہ: خطبے سے اس لیے شروع کیا ہے کہ
سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: كُلُّ اَمْرٍ ذِیْ بَالٍ لَمْ يُبْدَءْ فِيْهِ بِحَمْدِ اللہِ
فَھُوَ اَقْطَعُ۔ ترجمہ: ہر وہ کام جو ذیشان (محترم) ہو اس کی ابتداء نہ کی
جائے کہ اس میں اللہ کی حمد ہو پس وہ ادھورا رہ جاتا ہے۔

تسمیہ کو خطبے سے مقدم کرنے کی وجہ: ان دونوں چیزوں سے
کتاب کی ابتداء کی گئی ہے تو ابتداء کی دو قسمیں ہیں۔

۱) ابتدائے حقیقی: ابتدائے حقیقی وہ ابتداء ہوتی
ہے جو مقصود پر مقدم ہو اور مقصود کے علاوہ ہو
اصل مقصود نحو کی کتاب ہے۔ تسمیہ مقصود نہیں ہے
مقصود کے علاوہ ہے اور مقصود پر مقدم بھی ہے۔

۲) ابتدائے اضافی: اب الحمد للہ (یعنی خطبہ) اس
میں ابتدائے اضافی ہے تعریف اس کی یہ ہے۔
جو مقصود پر مقدم ہو اور مقصود کے علاوہ سے مؤخر
ہو۔ اب خطبہ مقصود (کتاب) سے مقدم ہے اور مقصود
کے علاوہ (تسمیہ) سے مؤخر ہے۔

دوسری وجہ: دوسری وجہ قرآن کی اتباع ہے
یعنی قرآن مجید تسمیہ سے شروع ہوا اس اتباع سے
اس کتاب کو بھی تسمیہ سے شروع کیا گیا ہے۔

اما بعد: اس ساری حمد و ثناء کے بعد۔

ترجمہ: پس یہ مختصر مضبوط رسالہ ہے علم نحو میں
(یعنی نحو کے مقاصد)
میں نے اس میں نحو کے اہم ترین قواعد کافیہ کی
ترتیب پر جمع کیے۔ مُبَوَّبًا دونوں اعراب جائز ہیں
اگر **مُبَوِّبًا** پڑھیں تو جمعت کے بعد جو فیہ ہے
فی حرف جر۔ ہ ضمیر ذو الحال اور مبوبًا اس کا حال بنے گا
(اس حال میں کہ میں)
تو ترجمہ ہوگا باب بنانے والا اور فصلیں قائم کرنے والا
اگر **مُبَوَّبًا** پڑھیں تو ترجمہ ہوگا باندھا گیا اور
فصلیں بنایا گیا (یہ رسالہ)

ترجمہ: (اس رسالے کو میں نے) واضح عبارت کے ساتھ
تمام مسئلوں (نحوی قواعد) کی مثالوں کے
کے لکھنے کے ساتھ (لکھا) (ایراد کا مطلب لکھنا ہوتا ہے)
اور بغیر دلیلوں اور علتوں کا پیچھا کیے (لکھا)
تاکہ ابتدائی طالب علم کو (کے ذہن) مسائل کے سمجھنے
کے لیے (ابتدائی طالبعلم کے ذہن کو) تشویش (الجھن) میں
نہ ڈالا جائے اور میں نے اس کا نام ھدایۃ النحو
رکھا۔ یہ امید کرتے ہوئے کہ اس کے ذریعے اللہ
تعالیٰ طالبعلموں کو ہدایت عطا فرمائے اور میں نے اس
کو مقدمہ اور تین اقسام پر مرتب کیا
اللہ کی توفیق سے (مرتب کیا) جو مالک ہے غالب ہے بہت جاننے والا ہے

موقوف سے مراد یہی ہے کہ وہ مسائل مقدمہ کے بعد آتے ہیں لیکن یہاں یہ معنی نہیں۔ معنی یوں ہی ہے مسائل کا موقوف ہونا مقدمہ پر ہے

اما المقدمۃ بہرحال مقدمہ

بہرحال مقدمہ میں وہ ابتدائی چیزیں ہیں جن کو پہلے ذکر کرنا واجب ہوتا ہے تمام مسائل کا جن کا موقوف ہوتا ہے مقدمہ پر۔ پس اس میں تین فصلیں ہیں۔

مقدمہ کی وضاحت: مقدمہ کو ماخوذ کیا گیا ہے مقدمۃ الجیش سے۔ سابقہ ادوار میں جب جنگ ہوتی تھی تو جنگ سے کچھ وقت پہلے ایک چھوٹا سا لشکر یا ایک بندہ جا کر میدان جنگ کا معائنہ کرتا کہ ہم نے کہاں پڑاؤ کرنا ہے کہاں سے حملہ کرنا ہے ہم پر حملہ ہو گیا تو ہم نے کیا کرنا ہے تو اس لشکر یا اس آدمی کو مقدمۃ الجیش کہتے ہیں۔

اور یہاں کتاب کی ابتدائی چیزیں مراد ہیں اس کو مقدمۃ الکتاب کہیں گے

فصل پہلی فصل (مراد) ابتدائی باتیں ہے **النحو**. علم نحو

نحو کی تعریف: عِلْمٌ بِأُصُوْلٍ يُعْرَفُ بِهَا أَحْوَالُ أَوَاخِرِ الْكَلِمِ الثَّلَاثِ مِنْ حَيْثُ الْإِعْرَابِ وَالْبِنَاءِ وَكَيْفِيَّةُ تَرْكِيْبِ بَعْضِهَا مَعَ بَعْضٍ

ترجمہ: نحو ایسے اصولوں کا علم ہے جن کے ذریعے تینوں کلمات (اسم. فعل. حرف) کے آخر کے احوال معرب اور مبنی ہونے کی حیثیت سے پہچانے جاتے ہیں اور بعض کلمات کو بعض کے ساتھ جوڑنے کا طریقہ معلوم ہوتا ہے۔

علم نحو کی
غرض کی تعریف:
وَالْغَرَضُ مِنْهُ صِيَانَةُ الذِّهْنِ عَنِ الْخَطَاءِ اللَّفْظِيِّ فِي كَلَامِ الْعَرَبِ

ترجمہ: اور علم نحو کی غرض عرب کے کلام میں ذہن کی لفظی غلطی سے بچانا۔

موضوع: وَمَوْضُوعُهُ الْكَلِمَةُ وَالْكَلَامُ

ترجمہ: اور اس کا موضوع کلمہ اور کلام ہے۔

فَصْلٌ یہ فصل کلمہ کے بارے میں ہے۔

کلمہ کی تعریف:
اَلْكَلِمَةُ لَفْظٌ وُضِعَ لِمَعْنًى مُفْرَدٍ

ترجمہ: کلمہ وہ لفظ ہے جس کو معنی مفرد کے لیے بنایا گیا ہو

وضاحت:

ترجمہ: اور وہ تین اقسام میں منحصر ہے۔

سوال: کلمہ تین ہی اقسام میں کیوں منحصر ہے چار یا دو اقسام کیوں اس کی تین اقسام بنانے کی وجہ حصر بیان کریں

جواب: کلمہ کی تعریف وہ لفظ جو مفرد معنی کے لیے بنایا گیا ہو

اب کلمہ وہی لفظ ہے جو معنی مفرد پر دلالت کریگا یا نہیں۔

- اگر اپنے معنی پر دلالت کرے گا تو اس کی دو قسمیں بنیں گی
  - اس میں کام نہیں پایا جائے گا ← اگر کام نہ پایا گیا تو اسم ہوگا۔
  - یا کام پایا جائے گا ← اگر کام پایا گیا تو فعل ہوگا۔
- اگر مفرد معنی پر دلالت نہیں کرے گا تو ایک ہوگا۔ ← حرف

اب تعریف کے اعتبار سے اگر کلمہ کی وضاحت کی جائے تو وہ تین
ہی قسمیں بنتی ہیں چار یا دو یا سات سے نہیں بنتی

ترجمہ: اسم. فعل. حرف

ترجمہ: کیونکہ یا تو وہ اپنے معنی پر دلالت
نہیں کرے گا اور وہ حرف ہوگا یا اپنے معنی پر
دلالت کرے گا اور اس کا معنی تینوں زمانوں
میں سے کسی ایک کے ساتھ ملا ہوا ہوگا اور
وہ فعل ہوگا یا اپنے معنی پر دلالت کرے گا
اور اس کا معنی (کسی زمانے سے) ملا ہوا نہ ہوگا اور وہ اسم ہوگا

فَحَدُّ الِاسْمِ اسم کی تعریف

كَلِمَةٌ تَدُلُّ عَلَىٰ مَعْنًى فِي نَفْسِهَا غَيْرِ مُقْتَرِنٍ
بِاَحَدِ الْاَزْمِنَةِ الثَّلَاثَةِ

وہ کلمہ جو اپنے معنی پر دلالت کرے اور تینوں زمانوں
میں کسی ایک کے ساتھ ملا نہ ہوگا

ترجمہ: میں جانتا ہوں (تین زمانے) ماضی. حال. اور مستقبل
جیسا کہ مرد اور علم (نام)

اس کی علامتیں اس کے متعلق خبر کا درست ہونا (مسند الیہ ہونا)
زید قائمٌ زید مسند الیہ قائمٌ مسند۔
اور مضاف ہونا جیسا کہ زید کا غلام
لام تعریف کا داخل ہونا جیسا کہ الرجل (مرد)
جر اور تنوین کا ہونا جیسا کہ بزیدٍ
تثنیہ اور جمع اور موصوف اور تصغیر اور نداء کا ہونا پس بے شک
ان میں سے ہر ایک اسم کا خاصہ ہے۔

اخبار عنہ کا معنیٰ (اس کے متعلق خبر دینے کا معنیٰ) یہ ہے کہ وہ محکوم علیہ ہوگا اس پر حکم لگایا گیا ہوگا کیونکہ وہ فاعل یا مفعول یا مبتدا ہوگا (جو مسند الیہ ہوتا ہے)

نوٹ: محکوم علیہ کو مسند الیہ اور محکوم بہ کو مسند بہ یا مسند کہتے ہیں۔

اسم نام رکھنے کی وجہ:

ترجمہ: کہ اس کا نام رکھا گیا اسم کیونکہ وہ دونوں قسموں پر بلند ہے بنا کہ اس معنی پر کہ وہ علامت ہے

اسم کے دونوں معنیٰ ہیں

- وِسْمٌ (علامت) کوفیوں کے نزدیک
- سِمُوٌ (بلندی) بصریوں کے نزدیک

1. اگر وِسْمٌ سے بنا ہیں تو واؤ کو حذف کر کے اس کی جگہ ہمزہ لگائیں
2. اگر سِمُوٌ سے بنا ہیں تو واؤ کو حذف کر کے شروع میں ہمزہ مکسور لگائیں اور سین (س) کو ساکن کر دیں۔

کلمہ مقسم ہوتا ہے (جسے قسمیں بنتی ہیں)

اسم — قسیمیں — فعل — قسیمیں — حرف

1. اگر کلمہ کے اعتبار سے دیکھیں تو یہ تینوں قسمیں ہیں۔
2. اگر ان تینوں کا آپس میں اعتبار کیا جائے تو یہ آپس میں قسیمیں ہیں۔

مثال: جس طرح باپ کے بیٹے ہوتے ہیں اور وہ آپس میں بہن بھائی ہوتے ہیں۔

اسم کے دونوں قسموں سے بلند ہونے کی وجہ:

اسم اس وجہ سے دونوں قسموں سے بلند ہے کہ
اسم مسند الیہ بھی بنتا ہے اور مسند بھی بنتا ہے۔
فعل صرف مسند بنتا ہے۔ اور
حرف نہ مسند بنتا ہے نہ مسند الیہ بنتا ہے۔
جیسے اللّٰہ غَنِیٌّ اس میں اللّٰہ اسم جلالت مسند الیہ ہے اور
غَنِیٌّ اسم مسند ہے۔ ضَرَبَ زَیْدٌ اس میں ضَرَبَ
فعل مسند ہے اور زَیْدٌ مسند الیہ ہے۔

وَحَدُّ الْفِعْلِ فعل کی تعریف:

كَلِمَةٌ تَدُلُّ عَلٰى مَعْنًى فِيْ نَفْسِهَا دَلَالَةً مُقْتَرِنَةً بِزَمَانٍ ذٰلِكَ الْمَعْنٰى كَ. ضَرَبَ. يَضْرِبُ. اِضْرِبْ

ترجمہ: وہ کلمہ جو اپنے معنی پر دلالت کرتا ہے اس کا معنی زمانے سے ملا ہوا ہو جیسا کہ ضرب یضرب

علامت اس کی علامتیں۔

اخبار بہ ہو نہ کہ اخبار عنہ۔ کہ اس کے
ساتھ خبر دینا درست ہو نہ کہ اس کے متعلق۔
قد. سین. سوف اور جزم کا داخل ہونا
ماضی اور مضارع کی طرف گردان ہونا
اور وہ امر یا نہی ہوگا
اور ملنا ضمائر بارزہ مرفوع کا جیسا کہ
ضَرَبْتُ میں ضمیر مرفوع متصل بارز ہے۔
اور تاء تانیث ساکنہ کا ہونا جیسا کہ ضَرَبَتْ
اور نون تاکید کا ہونا۔

لیس بے شک یہ سارے فعل کے خواص (خاصے) ہیں۔

خاصہ کی تعریف:

خَاصَۃُ الشَّیْءِ مَا یُوْجَدُ فِیْہِ وَلَا یُوْجَدُ فِیْ غَیْرِہٖ ۝

ترجمہ: کسی شے کا خاصہ وہ ہے جو اسی میں پایا جائے اس کے علاوہ میں نہ پایا جائے۔

اخبار بہ کا معنیٰ: اس کے ساتھ خبر دینے کا معنیٰ یہ ہے کہ وہ ہوجاتا ہے محکوم بہٖ (جس کے ذریعے حکم لگایا گیا ہو)

نوٹ: محکوم علیہ (جس کے متعلق خبر دینا حکم لگانا درست ہو) کو مسند الیہ ~~اور~~ کہتے ہیں۔

محکوم بہٖ (جس کے ذریعے حکم لگایا گیا ہو) (جس کے ذریعے حکم لگانا درست ہو) کو مسند بہٖ یا مسند کہتے ہیں۔

ضَرَبَ زَیْدًا اس میں ھُوَ ضمیر بھی مسند الیہ اور زیدًا مفعول بھی مسند الیہ ہے صرف فعل مسند ہے۔

فعل کی وجہ تسمیہ: فعل کو اس کے اصل اسم کی وجہ سے نام دیا گیا اور وہ مصدر ہے۔ کیونکہ مصدر وہ حقیقت میں فاعل کا فعل ہے

(مثلاً زید نے عمرو کو مارا۔ اس میں مارنا (مصدر) حقیقتاً زید کا فعل ہے)

وحد الحرف: حرف کی تعریف:

کَلِمَۃٌ لَا تَدُلُّ عَلٰی مَعْنًی فِیْ نَفْسِھَا بَلْ تَدُلُّ

عَلٰی مَعْنًی فِیْ غَیْرِھَا:

ترجمہ: وہ کلمہ جو اپنے معنی پر دلالت نہیں
کرتا بلکہ کسی دوسرے کے معنی میں اس پر دلالت کرتا ہے
(یعنی کسی دوسرے سے مل کر معنی پر دلالت کرتا ہے)
جیسا کہ اس کی مثال میں۔

پس بے شک وہ ابتداء کے معنی میں ہے۔
پس وہ اس (ابتداء کے معنی) پر دلالت نہیں کرتا مگر
بعد میں اس چیز کے ذکر کرنے کے کہ جب اسے ابتداء ہو
(یعنی مِنْ سے جب ابتداء ہو کسی چیز کی) اور وہ چیز مِنْ
کے بعد ذکر ہو تب مِنْ ابتداء کے معنی پر دلالت کرے گا)
جیسا کہ بصرہ اور کوفہ۔ اس کی مثال۔ (مثلاً)
تو کہتا ہے ترجمہ: میں نے بصرہ سے کوفہ تک سیر کی۔

عَلَامَتُهٗ اس کی علامت۔
کہ نہ اس کا اخبار عنہ (اس کے متعلق خبر دینا) ہونا
اور نہ اس کا اخبار بہ (اس کے ذریعے خبر دینا) ہونا
درست ہو۔

اور نہ ہی وہ اسماء کی علامتوں کو قبول
کرے گا اور نہ ہی افعال کی علامتوں کو
قبول کرے گا۔

(یعنی حرف وہ ہے جس میں اسم اور فعل کی
کوئی علامت نہ ہو)

بحوالہ تسہیل النحو۔

ترجمہ: اور حرف کے کلامِ عرب میں فوائد ہیں جیسا کہ دو اسموں کے درمیان رابطہ پیدا کرنا۔
(اسموں کو ملانا۔ تعلق پیدا کرنا)
اس کی مثال   زید گھر میں ہے۔
اور دو فعلوں کے درمیان رابطہ پیدا کرنا
اس کی مثال   میں ارادہ کرتا ہوں کہ تُو مارے
یا ایک اسم اور فعل کے درمیان رابطہ پیدا کرنا
اس کی مثال   میں نے مارا لکڑی کے ساتھ
یا دو جملوں کے درمیان رابطہ پیدا کرنا
اس کی مثال   اگر زید میرے پاس آتا تو میں اس کی عزت کرتا
~~اس کی~~ اس کے علاوہ اس کے بہت سارے فوائد ہیں جن کو آپ تیسری قسم میں جان لیں گے، ان شاءاللہ

حرف کی وجہ تسمیہ:
اور اس کا نام حرف اس لیے رکھا گیا کہ یہ کلامِ عرب میں کنارے یعنی طرف میں واقع ہوتا ہے اس لیے کہ یہ مسند اور مسند الیہ کی طرح مقصود بالذات نہیں ہوتا۔
(مقصود بالذات صرف مبتدا اور خبر یا فعل فاعل وغیرہ ہوتے ہیں حروف کا کوئی خاص مقصد نہیں ہوتا)

کلام کی تعریف: اَلْکَلَامُ لَفْظٌ تَضَمَّنَ کَلِمَتَيْنِ بِالْإِسْنَادِ

ترجمہ: کلام وہ لفظ ہے جو دو جملوں کو اسناد کے ساتھ شامل ہو۔ (دو جملوں کے اسناد کے ضمن میں ہو)

اسناد کی تعریف:

وَالْاِسْنَادُ نِسْبَةُ اِحْدَی الْکَلِمَتَیْنِ اِلَی
~~اِلٰی~~ اِلَی الْاُخْرٰی بِحَیْثُ تُفِیْدُ الْمُخَاطَبَ
فَائِدَةً تَامَّةً یَصِحُّ السُّکُوْتُ عَلَیْهَا۔

ترجمہ: اسناد سے مراد دو کلموں میں سے ایک کی نسبت دوسرے کی طرف کرنا اس طور پر کہ مخاطب کو فائدہ حاصل ہو ایسا فائدہ جو مکمل ہو (تامہ) اور اس پر خاموشی حاصل کرنا درست ہو

مثالیں: زید کھڑا ہے اور زید کھڑا ہوا۔

(جملہ کم سے کم دو کلمات کا مجموعہ ہوتا ہے اور ان کے درمیان نسبت تامہ ہونی ضروری ہے۔ یعنی وہ مرکب تام ہونا ناقص نہیں ہو۔ غُلَامُ زَیْدٍ۔ زید کا غلام۔ اب میں ہمیں بات سمجھ نہیں آئی یہ جملہ ناقصہ ہے اس کو جملہ نہیں کہیں گے۔ زید قائم جملہ تامہ ہے)

جملہ کی تعریف:
جملہ کی وہی تعریف ہے جو کلام کی ہے کلام کو جملہ کہتے ہیں

اَلْجُمْلَةُ لَفْظٌ تَضَمَّنَ کَلِمَتَیْنِ بِالْاِسْنَادِ

جملہ وہ لفظ ہے جو کلموں کو اسناد کے ساتھ شامل ہو۔

جملہ کی وجہ تسمیہ
اس کا نام رکھا گیا ہے جملہ بس جان لیا گیا کہ کلام حاصل نہیں ہوتا یا کلام کی تعریف حاصل نہیں ہوتی سوائے دو اسموں کے (یعنی دو اسم ملیں گے تب ہی جملہ بنے گا)

جیسا کہ اس کی مثال زید کھڑا ہے اور اس کا نام رکھا گیا جملہ اسمیہ۔

یا (جملہ حاصل نہیں ہوتا) سوائے ایک فعل اور ایک اسم کے
جیسا کہ اس کی مثال زید کھڑا ہوا۔
اور اس کا نام رکھا گیا ہے جملہ فعلیہ۔

جملہ حاصل ہونے کی وجہ: کیونکہ ان دونوں صورتوں کے علاوہ مسند اور مسند الیہ اکھٹے نہیں پائے جاتے (یہاں اذ تعلیلیہ ہے) اور جملے کے لیے ان دونوں کا ہونا ضروری ہے۔

لَا بُدَّ لا کا مطلب ہے نہیں بُدَّ کا مطلب ہے چارہ یعنی اس کے علاوہ چارہ نہیں مرادیہ کہ ان کا ہونا ضروری ہے تو ترجمہ ہوگا ضروری ہے۔

اعتراض: پس اگر یہ کہا جائے کبھی کبھی ٹوٹ جاتا ہے یہ قاعدہ حرف نداء سے۔
(یعنی اوپر جو قاعدہ بیان ہوا کہ کلمہ میں یا دو اسم ہونگے یا ایک فعل و اسم تو یہ قاعدہ ٹوٹتا ہے۔ کبھی کبھی ایک حرف اور ایک اسم سے بھی جملہ مکمل ہوتا ہے)
جیسا کہ اس کی مثال اے زید۔

جواب: ہم نے کہا (ہم نے جواب دیا)
• حرف نداء قائم مقام ادعو اور اطلب ہے اور وہ فعل ہے پس اس پر نہیں ٹوٹا (یعنی یہ اعتراض نہیں ہے)
یا زید میں یا بمعنی ادعو فعل۔ اور زید اسم ہے۔ یہاں فعل اور اسم سے مل کر جملہ بنا ہے۔

اور جب ہم اس مقدمہ سے فارغ ہوئے پس ہمیں چاہیے کہ ہم شروع کریں تین اقسام اور اللہ توفیق دینے والا اور مدد کرنے والا ہے۔

القسم الاول پہلی قسم اسم کے بارے میں ہے اور تحقیق اس کی تعریف گزر چکی۔

اور وہ تقسیم ہوتی ہے معرب اور مبنی کی طرف (اس کی دو قسمیں ہیں)

پس چاہیے کہ ہم اس کے احکام دو بابوں اور ایک خاتمہ میں ذکر کریں۔

الباب الاول: پہلا باب اسم معرب کے بارے میں ہے اور اس میں ایک مقدمہ اور تین مقاصد اور ایک خاتمہ ہے۔

پس مقدمہ میں فصلیں ہیں۔

فصل پہلی فصل اسم معرب کی تعریف کے بارے میں ہے

اسم معرب کی تعریف:

هُوَ كُلُّ اِسْمٍ رُكِّبَ مَعَ غَيْرِهٖ وَلَا يُشْبِهُ مَبْنِيَ الْاَصْلِ

ترجمہ: اسم معرب سے مراد ہر وہ اسم جو غیر سے مرکب ہو (یعنی دوسرے سے مل کر بنا ہو) اور وہ مبنی الاصل کے مشابہ نہ ہو۔

مبنی مراد (۳) (میں نے جانا) حرف، امر حاضر اور ماضی

اس کی مثال قام زید میں زیدٌ معرب ہے نہ کہ صرف زید (کیونکہ وہ اکیلا ہے مرکب نہیں ہے)

نوٹ: اس جملے میں زید معرب ہے قام فعل ہے عامل ہے اس نے اپنے معمول زید کو رفع دیا اور اس کی جگہ عامل تبدیل ہونے سے زیدًا اور زیدٍ بھی ہو سکتا ہے

صرف زیدٌ معرب نہیں ہے کیونکہ یہ کسی دوسرے سے مرکب نہیں اور معرب کی تعریف یہی ہے کہ دوسرے سے مرکب ہو زید چونکہ دوسرے سے مرکب نہیں اس لیے معرب نہیں۔

ترجمہ: اور تمام ھٰؤُلاءِ میں ھٰؤُلاءِ معرب نہیں ہے کیونکہ اس میں تشبیہ پائی جاتی ہے (حرف کی)

نوٹ: ھٰؤُلَاءِ مبنی ہے کیونکہ اس کی حرف کے ساتھ تشبیہ ہے۔ کیونکہ حرف بھی وہی ہوتا ہے جو اکیلا اپنے معنیٰ پر دلالت نہیں کرتا بلکہ غیر کا محتاج ہوتا ہے غیر سے مل کر معنیٰ دیتا ہے مثلاً مِنْ کا معنیٰ سے نہیں ہے بلکہ اس کا معنیٰ ابتداء ہے۔ اور اِلیٰ کا معنیٰ تک نہیں بلکہ اِلیٰ کا معنیٰ انتہاء ہے۔ اسی طرح ھٰؤُلاءِ اسمِ اشارہ بھی اپنا معنیٰ نہیں دیتا بلکہ غیر کا محتاج ہوتا ہے۔ اس کا مشار الیہ ہونا ضروری ہے جب یہ مشار الیہ سے ملے گا تب یہ اپنا معنیٰ دے گا۔

ھٰؤُلاءِ معرب نہیں بلکہ (مبنی) ہے کیونکہ یہ مرکب نہیں معرب وہ ہوتا ہے جو غیر سے مرکب ہو۔

~~اس کا~~ **ترجمہ:** اس کا نام رکھا گیا متمکن (پر دوام)

ترجمہ: اس کا حکم یہ ہے کہ اس کا آخر تبدیل ہو جائے گا عوامل کے تبدیل ہونے کے ساتھ یہ اختلاف یا لفظاً ہوگا یا تقدیراً ہوگا۔

لفظاً کی مثال: جاءنی زیدٌ۔ رایت زیدًا۔ مررت بزیدٍ

تقدیراً کی مثال: میرے پاس موسیٰ آیا جاءنی موسیٰ۔ رایت موسیٰ

اعراب کی تعریف:

اَلْاِعْرَابُ مَا بِهٖ يَخْتَلِفُ آخِرُ الْمُعْرَبِ

اعراب وہ (شی) جس کے ساتھ معرب کا آخر تبدیل ہوتا ہے جیسا کہ ضمہ فتحہ کسرہ۔ واؤ الف یاء

اسم کا اعراب تین قسموں پر ہے رفع نصب جر
اور عامل جس کے ساتھ رفع نصب یا جر آئے (جسکے ذریعے)
اور اسم میں سے محل اعراب وہ حرف اخیر ہے۔
جیسا کہ مذکورہ مثال قام زید میں قام
عامل اور زید معرب ہے اور ضمہ اعراب ہے
اور دال محل اعراب ہے
اور تو جان لے کہ بے شک کلام عرب میں معرب
نہیں ہے مگر صرف دو چیزیں اسم متمکن اور
فعل مضارع (یعنی یہ دونوں ہی معرب ہیں)
اور عنقریب دوسری قسم میں اس کا حکم آئے گا ان شاء اللہ

یہ فصل اسم معرب کے اعراب کے بارے میں ہے۔ (اسم معرب کی اقسام)

اور وہ نو قسمیں ہیں۔
پہلی یہ کہ رفع ضمہ کے ساتھ ہوگا اور نصب فتحہ
کے ساتھ ہوگا اور جر کسرہ کے ساتھ ہوگی۔
اور اس کو خاص کیا گیا ہے مفرد منصرف صحیح کے ساتھ
اور نحویوں کے نزدیک وہ یہ ہے کہ اس کے آخر
میں حرف علت نہیں ہوتا جیسا کہ زید
اور اس کو خاص کیا گیا جاری مجریٰ صحیح کے ساتھ
(جاری مجریٰ صحیح کو قائمقام صحیح بھی کہتے ہیں۔ اس کو
قائم مقام صحیح کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ صحیح نہیں ہوتا کیونکہ
اس کے آخر میں حرف علت ہوتا ہے اور صحیح کے قائمقام
اس لیے ہوتا ہے اس کا اعراب مفرد منصرف صحیح کی طرح ہوتا)

نحوی صحیح اور صرفی صحیح میں فرق: نحویوں کے

نحوی کہتے ہیں کہ صحیح وہ کلمہ ہے جس کے آخر میں حرف علت نہ ہو
صرفی کہتے ہیں جس میں نہ حرف علت ہو نہ ہمزہ ہو اور
نہ ایک جنس کے دو حروف ہوں۔
ترجمہ: اور وہ جاری مجری صحیح ہوگا اور وہ اس کے
آخر میں واؤ یا یاء ہوگا اور اس سے ماقبل ساکن ہوگا
جیسا کہ دلو ظبی
اور مخصوص کیا گیا ہے اس کو جمع مکسر منصرف کے ساتھ
جیسا کہ رجالٌ
جیسا کہ تو کہتے ہیں میرے پاس زید، ڈول، ہرن اور مرد آئے
میں نے زید ڈول ہرن اور مردوں کو دیکھا
میں زید ڈول ہرن اور مردوں کے پاس سے گزرا۔

حالت رفعی ضمہ سے نصبی فتحہ سے اور جری کسرہ سے آنے کی وجہ:

حالت رفعی ضمہ سے آنے کی وجہ یہ ہے کہ معرب اگر مرفوعات
میں سے ہوگا تو ضمہ سے آئے گا۔ جاءَ زیدٌ زیدٌ فاعل ہے
فاعل مرفوعات میں سے ہے تو اس کی حالت رفعی ضمہ سے آئے گی
حالت نصبی فتحہ سے اس لیے آئے گی معرب منصوبات
سے کوئی چیز بنے گا جیسے ضربَ زیدٌ عمرواً اس میں
عمرواً چونکہ مفعول بہ بن رہا ہے اور مفعول بہ منصوبات
میں سے ہے تب اس کی حالت نصبی فتحہ سے آئے گی۔
حالت جری کسرہ سے آنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ معرب
مجرورات میں سے کوئی ہوگا جیسے مررتُ بزیدٍ
میں زید حالت جری میں مجرورات میں سے ہے۔

نوٹ: اسم معرب کے اعراب کی نو (۹) قسمیں درج ذیل ہیں

1) مفرد منصرف صحیح
قائم مقام صحیح
جمع مکسر منصرف
ان کا اعراب لفظی ہوتا ہے اور تنوین کے ساتھ ہوتا ہے جبکہ الف لام نہ ہو۔ تینوں کے اعراب ایک جیسے ہوں گے۔

2) جمع مونث سالم: حالت رفعی ضمہ، نصبی اور جری کسرہ سے اعراب لفظی ہوگا

3) غیر منصرف: حالت رفعی ضمہ لفظی حالت نصبی و جری فتحہ لفظی سے آئے گی

4) اسمائے ستہ مکبرہ: اعراب الحرف ہوتا ہے اور لفظی ہوتا ہے (و ا ی) سے

5) تثنیہ اور ملحقات: اعراب الحرف۔ حالت رفعی (ا) نصبی و جری یاء لفظی سے

6) جمع مذکر سالم: اعراب الحرف لفظی ہوتا ہے۔ حالت رفعی واؤ، نصبی و جری یاء

7) اسم منقوص: حالت رفعی و جری ضمہ تقدیری سے حالت نصبی فتحہ لفظی سے آتی ہے۔

~~حالت رفعی میں واؤ یاء سے پہلے چونکہ ضمہ نہیں آسکتا~~

(حالت رفعی میں چونکہ یاء پر ضمہ پڑھنا ثقیل ہے اس لیے ضمہ کو گرا کر ساکن کیا تو ضمہ تقدیری ہے اور حالت جری میں یاء کا ماقبل بھی مکسور ہے اور ویسے بھی یاء پر کسرہ ثقیل ہے اس لیے کسرہ کو گرا کر یاء ساکن کر دی تو کسرہ تقدیری ہو گی اور یاء فتحہ کو چونکہ قبول کر لیتی ہے یاء پر فتحہ پڑھنا ثقیل نہیں ہے اس لیے یاء کا اعراب نصبی میں لفظی ہے

8) اسم مقصور اس میں تینوں اعراب تقدیری پڑھیں گے

9) جمع مذکر سالم جب یاء متکلم کی طرف مضاف ہو۔

اعراب کی دوسری قسم: کہ اس کی حالت رفع ضمہ کے ساتھ ہوگی اور حالت نصبی اور جری کسرہ کے ساتھ ہوگی

حالت ترجمہ کرنے کی وجہ: اصل عبارت یوں ہے
الرفع بالضمة تو اس کا عام ترجمہ یوں ہے رفع ضمہ کے ساتھ
اس کا ترجمہ یوں نہیں کیا جاتا۔
اور یہاں پر الرَّفْعُ کے اوپر جو الف لام ہے،
یہ الف لام تعریف کا نہیں ہے اور نہ ہی یہاں رفع
کو معرفہ کرنے کی کوئی وجہ ہے۔ لہذا
یہ الف لام عوض مضاف الیہ ہے اور یہاں
حَالَتُہٗ مضاف محذوف ہے۔ اس لیے
یہاں پہ ترجمہ یہ کریں گے اس کی حالت رفعی ضمہ کے ساتھ

ترجمہ: اور اس کو جمع مونث سالم کے ساتھ
خاص کیا گیا ہے تو کہتا ہے وہ مسلمان عورتیں
ہیں میں نے مسلمان عورتوں کو دیکھا۔
میں مسلمان عورتوں کے پاس سے گزرا۔

اعراب کی تیسری قسم:
یہ کہ اس کی حالت ضمہ کے ساتھ اور حالت
نصبی اور جری فتحہ کے ساتھ ہوگی۔
اور اس کو خاص کیا گیا ہے غیر منصرف کے ساتھ
جیسا کہ عُمَرُ تو کہتا ہے عمر میرے پاس آیا
میں نے عمر کو دیکھا میں عمر کے پاس سے گزرا۔

اعراب کی چوتھی قسم: یہ کہ اس کی حالت رفعی
واؤ کے ساتھ حالت نصبی الف کے ساتھ اور

حالت جری یاء کے ساتھ آئے گی۔

اور اس کو خاص کیا گیا ہے اسمائے ستہ کے ساتھ اس حال میں کہ وہ مکبرہ ہوں واحد ہوں مضاف ہوں یاء متکلم کے علاوہ کی طرف۔

اور وہ ہیں اخوک اور ابوک اور ھنوک اور حموک اور فوک اور ذومال

جیسا کہ تو کہتا ہے۔ میرے پاس تیرا بھائی آیا۔ میں نے تیرے بھائی کو دیکھا میں تیرے بھائی کے پاس سے گزرا

اسی طرح باقی (قیاس) ہیں۔

اعراب کی پانچویں قسم:

یہ کہ اس کی حالت رفعی الف کے ساتھ حالت نصبی اور جری یاء ماقبل مفتوحہ کے ساتھ ہو گی۔

اور خاص کیا گیا ہے اس کو تثنیہ کے ساتھ اور کلا کے ساتھ جب وہ ضمیر کی طرف مضاف ہو اور اثنان اور اثنتان کے ساتھ

مثال تو کہتا ہے میرے پاس دو مرد آئے وہ دونوں ...

میں نے دو مردوں کو دیکھا میں دو مردوں کے پاس سے گزرا

اعراب کی چھٹی قسم: کہ اس کی حالت رفعی واؤ

ماقبل مضموم سے حالت نصبی و جری یاء ماقبل مکسور سے ہو گی۔ اور اس کو خاص کیا گیا ہے جمع مذکر سالم کے ساتھ جیسے کہ اس کی مثال مسلمون

اولو اور عشرون سے نظیر (ان جیسے) (یعنی ثلاثون اربعون خمسون وغیرہ)

تو کہا ہے میرے پاس مسلمان آئے اور بیس اور مال والے آئے میں نے مسلمانوں کو اور بیس کو اور مال والوں کو دیکھا۔ میں مسلمانوں اور بیس اور مال والوں کے پاس سے گزرا۔

فائدہ : ترجمہ:

تو جان لے کہ نون تثنیہ ہمیشہ مکسور رہو گا اور جمع سالم کا نون ہمیشہ مفتوح ہو گا۔ اور کلاھما ~~[illegible]~~ اور اضافت کے وقت یہ دونوں نون گر جاتے ہیں

کلاھما : نوٹ: یہ تثنیہ کے حکم میں ہے اس کا واحد نہیں ہوتا۔ اس کا معنیٰ دونوں ہے

ترجمہ: میرے پاس زید کے دو غلام اور مصر کے مسلمان آئے

اعراب کی ساتویں قسم:

حالت رفعی ضمہ تقدیری کے ساتھ حالت نصبی فتحہ تقدیری کے ساتھ حالت جری کسرہ تقدیری کے ساتھ ہوگی۔ اور اس کو خاص کیا گیا ہے اسم مقصور کے ساتھ۔ اور وہ کہ جس کے آخر میں الف مقصورہ ہو جیسا کہ عصا۔ جمع مذکر سالم کے علاوہ یاء متکلم کی طرف مضاف ہو۔ جیسا کہ غلامی

تو کہتا ہے میرے پاس عصا آیا اور میرا غلام میں نے عصا دیکھا اور اپنا غلام۔

اور میں عصا کے پاس سے گزرا اور اپنے غلام کے پاس سے

آٹھویں قسم کا اعراب:

یہ کہ اس کی حالت رفعی ضمہ تقدیری کے ساتھ حالت جری کسرہ تقدیری کے ساتھ ہو گی۔ اور حالت نصبی فتحہ لفظی کے ساتھ ہو گی۔ اور اس کو خاص کیا گیا ہے اسم منقوص کے ساتھ۔

اسم منقوص کی تعریف:

وہ جس کے آخر میں یاء ہو اور اس کا ماقبل مکسور ہو جیسا کہ قاضی

تو کہتا ہے کہ میرے پاس قاضی آیا۔ میں نے قاضی کو دیکھا۔ میں قاضی کے پاس سے گزرا۔

نانویں قسم:

یہ کہ اس کی حالت رفعی واؤ تقدیری حالت نصبی و جری یاء لفظی سے ہو گی۔

اور خاص کیا گیا ہے اس کو جمع مذکر سالم کی طرف جو یاء متکلم کی طرف مضاف ہو۔

تو کہتا ہے میرے پاس مسلمان آیا اس میں واؤ تقدیری ہے

تعلیل: یہ اصل میں مسلموی تھا واؤ اور یاء جمع ہوئے ان میں سے پہلا ساکن ہے تو واؤ کو یاء سے بدل دیا اور یاء کا یاء میں ادغام کر دیا اور ضمہ کو یاء کی مناسبت سے کسرہ سے بدل دیا پس مسلمیّ ہو گیا

میں نے مسلمان کو دیکھا

میں مسلمان کے پاس سے گزرا

اصل میں مُسلِمُونَ ی تھا۔ نون جمع گر گیا تو مُسْلِمُوی واؤ ساکن کو یاء سے بدل کر ادغام کر دیا تو مُسْلِمِيَّ ہو گیا۔

فصل اسم معرب کی دو قسمیں ہیں۔

منصرف: وَهُوَ مَا لَيْسَ فِيْهِ سَبَبَانِ اَوْ وَاحِدٌ يَقُوْمُ مَقَامَهُمَا مِنَ الْاَسْبَابِ التِّسْعَةِ کزید

ترجمہ: اور جس میں (وہ اسم معرب) منع صرف کے نو اسباب میں سے دو سبب یا ایک سبب جو دو کے قائم مقام ہو نہ پایا جائے جیسے زَیْدٌ اور اس کا نام رکھا گیا اسم متمکن۔

وحکمہ اور اس کا حکم

اَنْ تَدْخُلَهُ الْحَرَكَاتُ الثَّلٰثُ مَعَ تَنْوِيْنٍ

ترجمہ: کہ اس پر تینوں حرکات تنوین کے ساتھ داخل ہوں گی تو کہا جائے جاءنی زید ۔ رایت زیدا مررت بزید

غیر منصرف: وَهُوَ مَا فِيْهِ سَبَبَانِ اَوْ وَاحِدٌ مِنْهَا يَقُوْمُ مَقَامَهُمَا

ترجمہ: اور غیر منصرف وہ ہے جس میں منع صرف کے دو سبب پائے جائیں یا ایک ایسا سبب پایا جائے جو دو سببوں کے قائم مقام ہو۔

نو اسباب یہ ہیں۔ عدل وصف تانیث معرفہ عُجمہ جمع ترکیب الف ولون زائدتان وزن فعل ۔

وحکمہ: اَنْ لَّا يَدْخُلَهُ الْكَسْرَةُ وَالتَّنْوِيْنُ

ترجمہ: کہ اس پر کسرہ اور تنوین داخل نہیں ہوتے۔

وَيَكُوْنُ فِيْ مَوْضِعِ الْجَرِّ مَفْتُوْحًا اَبَدًا

اور جر کی جگہ میں ہمیشہ فتح ہوگا۔ تو کہا جائے جاءنی احمد رایت احمد مررت باحمد

اَمَّا الْعَدْلُ
کہ جو عدل ہے (یہ ہے)

فَهُوَ تَغْيِيْرُ اللَّفْظِ مِنْ صِيْغَتِهِ الْاَصْلِيَّةِ اِلٰى صِيْغَةٍ اُخْرٰى تَحْقِيْقًا اور تَقْدِيْرًا

ترجمہ: پس وہ لفظ کو اپنی اصلی حالت سے دوسری حالت میں تحقیقی طور پر یا تقدیری طور پر تبدیل کرنا ہے۔

اور عدل ہمیشہ (کبھی بھی (اصلاً)) وزن فعل کے ساتھ جمع نہ ہوگا

اور علمیت کے ساتھ جمع ہوگا جیسے عُمَرُ اور زُفَرُ

(عُمَرُ پر شروع سے کلام عرب میں کبھی کسرہ اور تنوین آئے ہی نہیں ہیں۔ یہ شروع سے کلام عرب میں غیر منصرف ہی شمار کیا جاتا ہے۔ یہ کسی سے بنا نہیں ہے اور نہ ہی اسکے کوئی اصلی حروف ہیں اور ایک قول کے مطابق یہ عامر اسم فاعل سے بغیر کسی قاعدہ صرفی (بغیر تحقیق کے) بنایا ہے اور اس لحاظ سے اس میں منع صرف کا ایک سبب عدل پایا جا رہا ہے اور دوسرا یہ کہ یہ علم ہے اس لیے یہ غیر منصرف ہے)

اور عدل جمع ہوگا وصف (یعنی صفت) کے ساتھ جیسا کہ ثُلَاث اور مَثْلَث اور اُخَر اور جُمَع۔

(یہ ثلاث اور مثلث اصل میں ثلاثۃ ثلاثۃ تھے۔ ان کا معنیٰ ہے تین تین)۔ جب ان دو کو جمع کر کے مثلث بنا دیا تو بھی معنیٰ وہی رہا یعنی تین تین۔ کیونکہ حروف کی زیادتی

معنیٰ کی زیادتی پر دلالت کرتی ہے اب مثلث وغیرہ ایک تو یہ صفت کے صیغے ہیں اور ایک ان کو بغیر کسی قاعدہ کے ایک صیغے سے پھیر کر دوسرا بنایا گیا یعنی عدل پایا گیا تب یہ غیر منصرف ہیں)

(اُخَرُ یہ اُخریٰ اسم تفضیل مونث سے بنا ہے اس میں تانیث پائی جا رہی ہے تو یہ غیر منصرف ہے۔)

(جُمَعُ یہ جمع ہے جمعاء یا جمعاوات وغیرہ کی اس طرح کی بہت ساری مثالیں ہیں یہ جمع ہے لہٰذا ان دونوں میں دو دو سبب منع صرف پائے جاتے ہیں)

اَلوصف: جو وصف ہے لیس وہ کبھی بھی علمیت کے ساتھ جمع نہیں ہوتا

شرطہ: اس کی شرط یہ ہے کہ اصل میں اس کی ایجاد وصفی معنیٰ کے لیے ہو۔ جیسا کہ اسود اور ارقم غیر منصرف ہیں۔ اگرچہ یہ سانپوں کے نام ہو گئے کیونکہ اصل میں یہ وصفی معنیٰ کے لیے ہی ہیں

(اسود سے مراد کالا سانپ اور ارقم سے مراد چتکبرہ یعنی جس کا رنگ کالا ہو اور اس میں سفید دھبے ہوں)

اور مررت بنسوۃ اربعٍ میں اربع منصرف ہے باوجود اس کے کہ یہ صفت اور وزن فعل ہے اس کے اصل میں وصف کے نہ ہونے کی وجہ سے۔

نوٹ: اَسْوَدُ اور ارقم یہ دونوں غیر منصرف ہیں ان کی وصفیت علمیت کے ساتھ جمع نہیں ہوتی ان کے غیر منصرف ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ان میں ایک وصفت (صفت یعنی رنگ) پایا جاتا ہے اور دوسرا وزن فعل (اَفْعَلُ) پایا جاتا ہے ۔

اور اربع غیر منصرف اس لیے نہیں ہے کہ اس میں صرف ایک سبب وزن فعل ہے اور دوسرا جو وصفیت کا سبب ہے وہ عارضی ہے اربع کو صفت کے لیے وضع نہیں کیا گیا بلکہ اس کو اسم عدد تعداد کو بیان کرنے کے وضع کیا گیا ہے۔

اما التانیث: یہ کہ تانیث لفظی تاء کے ساتھ ہوگی پس اس کے لیے شرط یہ ہے کہ وہ علم ہوگا۔ جیسے طلحۃ اور اسی طرح سے تانیث معنوی پھر معنوی یہ ہے کہ وہ تین حرفی ہو اور درمیان والا حرف ساکن ہو غیر عجمی ہو جائز ہے کہ وہ منصرف ہو یا چھوڑ دیا گیا ہو اسے (غیر منصرف ہو) آسانی کی وجہ سے اور دو سببوں کے پائے جانے کی وجہ سے۔ جیسا کہ ھِنْدٌ (اس ھند میں دو سبب پائے جاتے ہیں تانیث اور علم) (یعنی اگر منصرف ہوگا تو اسے آسانی سے پڑھا جائے گا۔ اور غیر منصرف ہوگا تو اس میں دو سبب پائے جائیں گے) اور اگر یہ (مذکورہ شرائط) نہ ہوں تو واجب ہے کہ وہ منع ہو (یعنی غیر منصرف ہوگا) جیسا کہ زینب (یہ تین حرف سے زائد تانیث اور عجمہ ہے) اور سقر (علم وعجمہ تانیث) اور ماہ و جور (یہ علم ہیں ان کا درمیان ساکن ہے) اور تانیث جو الف مقصورہ کے ساتھ ہو جیسے حبلیٰ اور الف ممدودہ کے ساتھ جیسے حمراء ضروری طور پر ان دونوں کا منصرف ہونا منع ہے اس لیے کہ الف دو سببوں کے قائم مقام ہوتا ہے تانیث اور اس کا لزوم ہونا (یعنی الف مقصورہ ممدودہ تانیث کے ساتھ لازم ہے)

مثلاً اَحۡمَدُ

اَمَّا التَّعْرِیْفُ: پس (بہرحال) معرفہ پس منع صرف کے اسباب میں اس کا اعتبار نہ ہوگا مگر علمیت کے ساتھ۔ (یعنی معرفہ اعتبار صرف علم ہے۔ معرفہ جب علم ہوگا تب منع صرف کا سبب ہوگا ورنہ نہیں) اور وہ وصف کے علاوہ کے ساتھ جمع ہوگا۔

اَمَّا الْعُجْمَۃُ: پس اس کے لیے شرط یہ ہے کہ وہ عجمہ میں علم ہوگا اور تین حروف سے زائد ہوگا جیسا کہ ابراھیم یا تین حرفی ہوگا تو درمیان والا حرف متحرک ہوگا جیسے کہ شَتَرُ پس لِجَامٌ منصرف ہے کیونکہ وہ علم نہیں۔ (علم ایک خاص اور متعین چیز کا نام ہوتا ہے لجام خاص چیز نہیں تمام گھوڑے اور خچر سب کے لیے ایک ہی ہوتا ہے) اور نُوْحٌ منصرف ہے کیونکہ اس کے درمیان والا حرف ساکن ہے۔

اَمَّا الْجَمْعُ: کہ جو جمع ہے پس اس کے لیے شرط یہ ہے کہ وہ جمع منتہی الجموع کا صیغہ ہو (یعنی جس جمع کی انتہاء ہو چکی ہو اب مزید اس کی جمع نہ بن سکے)

منتہی الجموع کی تعریف: یہ کہ اس کے الف جمع کے بعد دو حرف ہوں گے جیسا کہ مَسَاجِدُ یا ایک حرف ہوگا اور وہ مشدد ہوگا مثلاً دوَابٌّ یا تین حروف ہوں گے اور درمیان والا حرف ساکن ہوگا وہ ھاء کو قبول کرنے والا نہ ہو (یعنی گول تاء والا نہ ہو) جیسے مَصَابِیْحُ پس صیاقلۃ اور فرازنۃ (دو قوموں کے نام)

منصرف ہیں کیونکہ یہ ھاء کو قبول کرنے والے ہیں۔

قاعدہ: اور وہ بھی (جمع) دو سببوں کے قائم مقام ہوتا ہے اس میں بھی ایک سبب جمعیت اور دوسرا اس کا لازم ہو (لزومیت) ہے

اور منتہی ہے کہ وہ ایک ~~عہدہ~~ اور مرتبہ جمع مکسر ہو پس گویا کہ وہ دو مرتبہ جمع ہے (مسجد سے مساجد جمع مکسر بن گیا اب اس سے مزید جمع مکسر نہیں بن سکتی بلکہ جمع مذکر سالم مساجدون بن جائے گی)

اما الترکیب: پس یہ کہ ترکیب اس کے شرط یہ ہے کہ وہ بغیر اضافت و اسناد کے علم ہو جیسا کہ بعل بک

پس عبداللہ منصرف ہے (اضافت کی وجہ سے)
اور معدیکرب غیر منصرف ہے (صحابی کا نام ہے)
اور شاب قرناھا مبنی ہے۔

اما الالف والنون الزائدتان:

یہ الف و نون زائدتان دونوں اسم میں (واقع) ہوں گے پس ان کے لیے شرط یہ ہے کہ وہ علم ہوں جیسا کہ عمران اور عثمان
پس سعدان بوٹی کا نام منصرف ہے علمیت کے نہ ہونے کی وجہ سے

قاعدہ: اور اگر یہ دونوں صفت میں ہوں
پس اس کے لیے شرط یہ ہے کہ اس کی مونث فعلانۃ کے وزن پر نہ ہو

جیسا کہ سکران لیس ندمان منصرف ہے ندمانۃ کے پائے جانے کی وجہ سے۔

اما وزن الفعل یہ کہ وزن فعل ہے۔

لیس اُن کی شرط یہ ہے کہ وہ فعل کے ساتھ خاص ہو لیس وہ اسم میں نہ پایا جاتا ہو سوائے اس کے کہ وہ نقل کیا گیا ہو فعل سے (یعنی جب پایا جائے گا تو فعل سے نقل کیا گیا ہوگا) جیسا کہ شَمَّرَ (گھوڑے کا نام) اور ضُرِبَ (ھارب جانے والے شخص کو کہتے ہیں)

اور اگر یہ فعل کے ساتھ خاص نہ ہو تو واجب ہے کہ وہ حروف مضارع میں سے کوئی ایک اس کے شروع میں ہوگا اور اس پر ھاء داخل نہ ہوگا۔

جیسا کہ اَحْمَدُ (یہ اسم فعل کے ساتھ خاص نہیں ہے اسم بھی ہے) یشکر. تغلب نرجس (یہ سب نام ہے اور فعل بھی ہیں صرف اسم کے ساتھ خاص نہیں ہیں (یہ سارے غیر منصرف ہیں)

لیس یَعْمَلُ منصرف ہیں کیونکہ یہ ھاء کو قبول کرتا ہے جیسا کہ ان کا قول

ناقۃ یعملۃ (کام کرنے والی اونٹنی)

اور جان لے کہ ان میں سے ہر ایک جس میں علمیت شرط ہے اور وہ ہے مونث تاء کے ساتھ اور مونث معنوی اور عجمہ اور ترکیب اور وہ اسم جس میں الف ولون زائدتان ہو

یا وہ جس میں علمیت شرط نہیں ہے اور وہ صرف ایک سبب کے ساتھ جمع ہو سکتا ہے اور وہ علم معدل اور وزن فعل ہے۔

جب انھیں نکرہ بنا دیا جائے تو وہ منصرف ہو جائے گا
کہ ان میں سے جو پہلی قسم ہے وہ پس اسم باقی
ہوگا بغیر کسی سبب کے اور دوسری قسم پس
وہ صرف ایک سبب پر باقی ہوگا۔ تو کہتا ہے
میرے پاس طلحہ اور ایک اور طلحہ آیا (پہلی قسم)
عمر اور دوسرا عمر کھڑا ہوا (دوسری قسم)
احمد نے اور دوسرے احمد نے مارا

قاعدہ: ۲ ایک جو منصرف نہیں ہے جب
اسے مضاف کر دیا جائے یا اس پر الف لام داخل
ہو پس اس پر کسرہ داخل ہوتا ہے۔
جیسے مررت باحمدکم یا مررت بالاحمد

(طلحہ غیر منصرف تھا۔ اس میں دو سبب تانیث اور
علمیت پائے جاتے تھے لیکن جب اسے نکرہ بنا دیا۔ تو یہ
بغیر کسی سبب کے اسم باقی رہ گیا اب جب اسے علمیت
ختم ہوئی تو تانیث ختم ہو گئی۔ اور عُمَرُ میں
وزن فعل اور علمیت تھے جب علمیت کو ختم کیا تو
وزن فعل صرف ایک سبب باقی رہ گیا۔

جاء طلحۃ و طلحۃ آخر یہ پہلی قسم کی مثال ہے اس
میں جو پہلا طلحہ ہے وہ غیر منصرف ہے کیونکہ وہ معرفہ ہے اور
اور علمیت اس میں شرط ہے۔ اور دوسرا طلحہ نکرہ ہے اس کو علمیت سے
نکال دیا تو یہ منصرف بن گیا کیونکہ جب اس میں سے علمیت کو نکال دیا تو
دوسرا سبب تانیث والا خود بخود نکل گیا اور یہ منصرف ہو گیا۔
جاء عمرُ و عمرٌ آخر اس میں دوسرا عمرٌ یہ علم معدول ہے اس میں
علمیت تھا لیکن جب اس کو نکرہ کر دیا تو اس میں ایک سبب باقی رہ گیا ہو گیا
علم معدول تو ایک سبب کے پائے جانے سے غیر منصرف نہیں ہوتا تو یہ منصرف

اَلْمَقْصَدُ الْاَوَّلُ

اسماء مرفوعات آٹھ اقسام کے ہیں
فاعل اور وہ مفعول جس کے فاعل کو ذکر نہ کیا گیا ہو
(یعنی نائب فاعل) اور مبتدا۔ اور خبر۔
اور اِنّ اور اَنّ جیسے (یعنی حروف مشبہ بالفعل) ~~کا اسم~~ کی خبر
اور کان اور اس جیسے (یعنی افعال ناقصہ) کا اسم
اور ما و لا مشبہتان بلیس کا اسم
اور لا لنفی جنس کی خبر

فاعل کی تعریف:

اَلْفَاعِلُ كُلُّ اِسْمٍ قَبْلَهٗ فِعْلٌ اَوْ صِفَةٌ اُسْنِدَ اِلَيْهِ عَلٰى مَعْنٰى اَنَّهٗ قَائِمٌ بِهٖ لَا وَقَعَ عَلَيْهِ

ترجمہ: ہر وہ اسم جس سے پہلے فعل یا صفت کا صیغہ ہو اس فعل یا صفت کے صیغے کی اسناد اس (اسم) کی طرف کی گئی ہو کہ وہ فعل یا صفت کا صیغہ اس کی وجہ سے قائم ہو نہ کہ وہ فعل یا صفت کا صیغہ اس پر واقع ہو۔

مثلاً قام زید وزید ضارب ابوہ عمراً
ما ضرب زید عمرا

نوٹ: اب اس تعریف کو آسانی سے یاد کرنے کے لیے یوں بھی لکھ سکتے ہیں

1) وہ اسم جس سے پہلے فعل یا صیغہ صفت ہو۔ جیسے قام۔ ضارب
2) اس فعل یا صیغہ صفت کی اسناد اس کی طرف ہو کھڑے ہونے کی نسبت زید کی طرف
3) اسناد اس طور پر ہو کہ اس کی وجہ سے فعل قائم ہو۔ زید موجود ہے تبھی وہ کھڑا ہوا ہے۔
4) نہ کہ فعل اس پر واقع ہو۔ جیسے کہ ضارب ابوہ میں زید کے باپ کی وجہ سے فعل قائم ہے۔ اس کے باپ پر فعل واقع نہیں جس پر فعل واقع ہو وہ مفعول ہوتا ہے جیسے عمراً

فاعل کے قواعد:

قاعدہ 1

قواعد: ہر فعل کے لیے ضروری ہے کہ اس کا فاعل مرفوع مظہر ہو (ظاہر) جیسے ذھب زید یا ضمیر بارز ہو جیسے ضربت زید ا یا ضمیر مستتر ہو جیسے زید ذھب

قاعدہ نمبر 2: اگر فعل متعدی ہو تو اس کا ایسے ہی مفعول بہ بھی ہو گا
(متعدی وہ فعل ہوتا ہے جس میں مفعول بہ کی ضرورت ہوتی ہے ضرب زید عمرا) (متعدی میں دو بندے ہوتے ہیں)
(اگر لازم کو متعدی بناتا ہو تو اس کو باب افعال کے وزن پر لے آتے ہیں)

قاعدہ نمبر 3: اگر فاعل اسم ظاہر ہو تو فعل ہمیشہ ہمیشہ ~~اسم ظاہر ہو گا~~ واحد ہو گا
ضرب زید. ضرب الزیدان . ضرب الزیدون

قاعدہ نمبر 4: اور اگر فاعل اسم ضمیر ہو تو فعل واحد کے لیے واحد ہو گا۔ زید ضرب
اگر فاعل اسم ضمیر تثنیہ ہو تو فعل ہمیشہ تثنیہ ہو گا
الزیدان ضربا
اگر فاعل اسم ~~ظاہر~~ ضمیر جمع ہو تو فعل ہمیشہ جمع ہو گا الزیدون ضربوا۔

قاعدہ نمبر 5: اگر فاعل مونث حقیقی ہو وہ مونث جس کے مقابلہ میں مذکر حیوان ہو اور فعل و فاعل کے درمیان فاصلہ نہ ہو تو ہمیشہ فعل مونث لایا جائے گا قامت ھند

قاعدہ نمبر 6: اگر تو فاصلہ کرے (یعنی فعل و فاعل کے درمیان فاصلہ ہو یعنی مفعول وغیرہ آجائے) پس تجھے اختیار ہے کہ تو مذکر لائے یا مونث لائے
جیسے ضرب الیوم ھند اور اگر تو چاہتا ہے تو اسے کہتا ہے ضربت الیوم ھند

قاعدہ نمبر 7: اگر مونث غیر حقیقی ہو تو (یعنی مونث لفظی ہو) تو اسی طرح ہے۔
یعنی اگر وہ مونث جس کے مقابل نر جاندار نہ ہو تو اس کے لیے قاعدہ نمبر 6 ہے یعنی فعل و فاعل کے درمیان اگرچہ فاصلہ نہ ہو تو تب بھی اختیار ہے کہ مونث لائیں یا مذکر لائیں۔
جیسے طلعت الشمس اور اگر تو چاہے تو کہتا ہے طلع شمس
اور یہ قاعدہ اس لیے کہ اگر فعل کی نسبت اسم ظاہر کی طرف ہو

قاعدہ نمبر 8: اگر مونث لفظی ہو اور اس کی نسبت اسم ضمیر کی طرف کی گئی ہو تو تو فعل ہمیشہ مونث ہو گا۔ جیسے الشمس طلعت

قاعدہ نمبر 9: اگر فاعل جمع مکسر ہو تو وہ مونث غیر حقیقی کی طرح ہے یعنی فعل کو مذکر و مونث دونوں طرح لا سکتے ہیں۔
جیسے تو کہتا ہے قام الرجال اور چاہتا ہے تو تو کہتا ہے قامت الرجال
اور الرجال قامت
اور اس میں الرجال قاموا لیکن بھی جائز ہے۔

قاعدہ نمبر 10: جب (فاعل اور مفعول) دونوں اسم مقصور ہوں اور التباس کا خوف ہو

(یعنی فاعل و مفعول کی پہچان نہ ہو سکتی ہو۔ پڑھنے والا فاعل کو
مفعول اور مفعول کو فاعل پڑھ لے) تو فاعل کو مفعول پر
مقدم کرنا واجب ہے جیسے ضرب موسیٰ عیسیٰ۔ موسیٰ نے عیسیٰ کو مارا

قاعدہ نمبر 11: اگر فاعل و مفعول دونوں
اسم مقصور ہوں اور ان میں التباس کا خوف نہ ہو
تو مفعول کو فاعل پر مقدم کرنا جائز ہے۔
جیسے اکل الکمثری یحییٰ۔ یحییٰ نے امرود کھایا۔
اور ضرب عمرواً زید۔ زید نے عمرو کو مارا

قاعدہ نمبر 12: جب قرینہ پایا جائے
تو فعل کو حذف کرنا بھی جائز ہے
(یعنی صرف فاعل ذکر کر دینے سے مکمل بات سمجھ آ جائے۔
جیسے کوئی کہے۔ من ضرب کس نے مارا تو
اس کے جواب میں کہا "زید" تو مراد یہ ہے زید نے مارا یہاں فعل حذف ہے

قاعدہ نمبر 13: اور اسی طرح فعل اور فاعل
دونوں کو اکٹھا حذف کرنا بھی جائز ہے۔
جیسے کوئی کہے اقام زید کیا زید کھڑا ہوا۔
اس کے جواب میں کہا نَعَمْ جی ہاں۔

قاعدہ نمبر 14: اور کبھی کبھی جب فعل
مجہول ہو تو اس کے فاعل کو حذف کیا جاتا ہے
اور مفعول کو اس کی جگہ رکھ دیا جاتا ہے۔
جیسے ضُرِبَ زیدٌ۔ یہ ضَرَبَ خالدٌ زیداً
سے فعل مجہول ضُرِبَ بنایا اور فاعل (خالدٌ) کو
حذف کر کے مفعول کو فاعل کی جگہ رکھ دیا۔

تنازع فعلین کی تعریف ۔

اِذَا تَنَازَعَ الْفِعْلَانِ فِي اِسْمٍ ظَاهِرٍ بَعْدَهُمَا اَيْ اَرَادَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنَ الْفِعْلَيْنِ اَنْ يَعْمَلَ فِي ذَالِكَ الْاِسْمِ ۔

تنازع الفعلین کی بحث

اور وہ متفرقات میں سے دوسری قسم ہے ۔

جب دو فعل اپنے بعد ایک اسم ظاہر میں جھگڑا کریں یعنی ان دونوں فعلوں میں سے ہر ایک یہ ارادہ کرے کہ وہ اسم ظاہر میں عمل کرے تو بے شک ان کی چار صورتیں ہیں ۔ **پہلی صورت:** یہ کہ وہ دونوں صرف فاعلیت میں جھگڑا کریں۔ ضربنی و اکرمنی زید ۔

دوسری صورت: یہ کہ وہ دونوں صرف مفعولیت میں جھگڑا کریں۔ ضربت و اکرمت زیدا ۔

تیسری صورت: یہ کہ وہ دونوں فاعلیت اور مفعولیت میں جھگڑا کریں پہلا فاعل کا تقاضا کرے اور دوسرا مفعول کا تقاضا کرے ضربنی و اکرمت زیدا

چوتھی صورت: چوتھا (تیسری) کے برعکس ہے - یہ کہ وہ دونوں فاعلیت اور مفعولیت کا تقاضا کریں اور پہلا مفعول کا اور دوسرا فاعل کا تقاضا کرے ضربت و اکرمنی زید ۔

عمل دینے کا قاعدہ:

تو جان لے کہ ان تمام صورتوں میں پہلے فعل کو عمل دینا جائز ہے اور دوسرے فعل کو عمل دینا جائز ہے - (یعنی چاروں صورتوں میں کسی بھی فعل کو عمل دینا جائز)

امام فراء کا اختلاف:

پہلی اور تیسری صورت میں دوسرے فعل کو عمل دینے میں اختلاف ہے۔

ضربنی و اکرمنی زید اور ضربنی و اکرمت زیدا

یعنی ان دو صورتوں میں دوسرے فعل کو اپنے اسم سے عمل دینے میں اختلاف ہے

یعنی اگر پہلی صورت میں عمل دے دیں تو ضرب کا فاعل کون بنے گا۔ اور تیری میں مفعول

امام فراء کی دلیل: امام فراء فرماتے ہیں کہ اگر اس طرح کریں تو۔

دو غلط چیزیں (خرابیاں) لازم آتی ہیں۔

پہلی یہ ہے کہ یا تو فاعل کو حذف کیا گیا ہوگا۔ جیسے ضربنی واکرمنی میں زید کو اکرمنی کا فاعل بنا دیں۔ تو ضرب کا فاعل حذف ماننا پڑے گا۔

یا فاعل کے ذکر کرنے سے پہلے ضمیر ہوگی۔ (بغیر ذات کے ضمیر ذکر کر دینا)

ضربنی واکرمنی زید میں اگر زید کو اکرم کا فاعل بنا دیں تو ضرب کا فاعل زید کو محذوف ماننا پڑے گا۔

ضرب ھو زید اب یہاں یہاں فاعل ذکر ہی نہیں گو تو زید کو محذوف ماننا پڑے گا۔

اور یہ دونوں صورتیں ممنوع ہیں۔

عمل دینے کے عام قاعدے کی وضاحت:

(یہاں امام فراء کے اختلاف والی بات ختم ہوگئی اب یہاں وہ ہی عام قاعدہ والی سابقہ بات چل رہی ہے)

اور یہ اختلاف جائز ہے یعنی چاروں صورتوں میں کسی بھی فعل کو عمل دینا یہ تو جائز ہے اور جس کو پسند (اختیار) کیا گیا ہے پھر اس میں بصریوں اور کوفیوں کا اختلاف ہے

بصریوں کا قول: بصری بیشک وہ دوسرے فعل کو عمل دینا پسند کرتے ہیں دوسرے فعل کے قریب اور پڑوسی ہونے کی وجہ سے۔

(یعنی دوسرا فعل فاعل کے قریب اور پڑوسی ہوتا ہے اس لیے اس کو عمل دینا پسندیدہ ہے)

کوفیوں کا قول: کوفی پہلے فعل کو عمل دینا پسند کرتے ہیں مقدم اور حقدار ہونے کی وجہ سے (یعنی پہلے فعل نے پہلے آنے کی وجہ سے پہلے پایا)

قاعدہ: پس اگر تو دوسرے فعل کو عمل دے پس تو نظر کر (یعنی خیال کر) کہ پہلا فعل فاعل کا تقاضا کرے گا پس تو پہلے فعل میں ضمیر کو فاعل بنائے گا جیسا کہ تو کہتا ہے دونوں فعلوں کے متفق ہونے میں

ضربنی واکرمنی زید ضرباني واکرمني الزيدان ۔

ضربوني واكرمني الزيدون ۔

اور اگر وہ دونوں مختلف ہوں یعنی ایک فاعل اور دوسرا مفعول چاہتا ہو ضربنی واکرمت زیدا

ضرباني واكرمت الزيدين ضربوني واكرمت الزيدين

قاعدہ: اگر وہ دونوں فعل افعال قلوب میں سے نہ ہوں اور پہلا فعل مفعول کا تقاضا کرے وہ دونوں فعل متفق ہوں تو پہلے فعل کا مفعول حذف مانیں گے

ضربت واکرمت زیدا ۔ ضربت واکرمت الزیدین

ضربت واکرمت الزیدین ۔

اور اگر دونوں فعل مخالف ہوں پھر بھی پہلے فعل کا مفعول حذف مانیں گے

ضربت واکرمنی زید ۔ ضربت واکرمنی الزیدان

ضربت واکرمنی الزیدون

قاعدہ: اگر وہ دونوں فعل افعال قلوب میں سے ہوں تو پہلے فعل کے لیے مفعول کو ظاہر کرنا واجب ہے جیسے تو کہتا ہے حسبنی منطلقا وحسبت زیدا منطلقا

کیونکہ افعال قلوب میں مفعول کو حذف کرنا اور اضمار
مفعول قبل ذکر جائز نہیں ہے یہ وہ مذہب ہے جو بصریوں کا ہے

قاعدہ: اگر کوفیوں کے مذہب کے مطابق تو
پہلے فعل کو عمل دے تو پس تو خیال کر کہ دوسرا فعل اگر
فاعل کا تقاضا کرے تو تو دوسرے فعل کے لیے ضمیر کو فاعل مانے گا
جیسا کہ وہ دونوں فعل متفق ہیں تو کہتا ہے۔
ضربنی و اکرمنی زید۔ ضربنی و اکرمانی الزیدان۔ ضربنی و اکرمونی الزیدون
اور اگر وہ دونوں مخالف ہوں پھر بھی یہی قاعدہ ہے۔
ضربت و اکرمنی زیدا۔ ضربت و اکرمانی الزیدین۔

قاعدہ: اگر پہلے فعل کو عمل دیں اور دونوں
فعل افعال قلوب میں سے نہیں ہیں اور دوسرا فعل
مفعول کا تقاضا کرتا ہے۔ تو اس کی دو صورتیں جائز ہیں۔
① مفعول کو حذف کرنا ② ضمیر کو لانا
اور جو دوسری صورت (ضمیر کو لانا) ہے اس کو پسند کیا گیا
ہے تاکہ وہ لفظوں میں مراد کے قریب ہو۔

مفعول کو حذف کرنے کی صورت:

پس دونوں فعلوں کے متفق ہونے کی صورت میں تو کہتا ہے۔
ضربت و اکرمت زیدا۔ ضربت و اکرمت الزیدین
ضربت و اکرمت الزیدین۔
اور مخالف ہونے کی صورت میں۔
ضربنی و اکرمت زید۔ ضربنی و اکرمت الزیدان
ضربنی و اکرمت الزیدون۔

2) ضمیر کو لانے کی صورت:

پس دونوں فعلوں کے متفق ہونے کی صورت میں تو کہتا ہے
ضربت و اکرمتہ زیدا۔ ضربت و اکرمتھما الزیدین
ضربت و اکرمتھم الزیدین

دونوں فعلوں کے مخالف ہونے کی صورت میں۔
ضربنی و اکرمتہ زید ضربنی و اکرمتھما الزیدان
ضربنی و اکرمتھم الزیدون۔

قاعدہ: پس اگر وہ دونوں فعل افعال قلوب میں سے ہوں پہلے فعل کو عمل دیا گیا ہو دوسرا فعل مفعول چاہتا ہو تو مفعول ظاہر لانا ضروری ہے۔
حسبنی و حسبتھما منطلقین الزیدان منطلقا
مفعول ظاہر اس لیے لائیں گے کہ حسبنی اور حسبتھما دونوں منطلقا کے بارے میں جھگڑ رہے ہیں۔
تو نے پہلے فعل کو عمل دیا وہ حسبنی ہے اور دوسرے میں مفعول کو ظاہر کر دیا۔

قاعدہ: (اعتراض و جواب) پس اگر تو نے منطلقین کو حذف کر دیا اور تو کہتا ہے حسبنی و حسبتھما الزیدان منطلقا
تو اس میں افعال قلوب میں دو مفعولوں میں سے ایک مفعول پر اقتصار کرنا لازم آئے گا اور جائز نہیں ہے

قاعدہ: (اعتراض اور جواب)
اور اگر تو نے دوسرے فعل میں مفعول ثانی کی جگہ ضمیر لائی تو وہ خالی نہیں ہوگا کہ ضمیر مفرد کی ہو
جیسے حسبنی و حسبتھما ایاہ الزیدان منطلقا

ہے اس لیے کہ وہ مفعول ثانی مفعول اول کے مطابق نہیں ہو
گا۔ اور وہ مفعول اول ھما ضمیر ہے تیرے قول میں
حسبتھما اور یہ اس طرح جائز نہیں ہے۔
یا وہ ضمیر تثنیہ کی ہوگی جیسے
حسبنی و حسبتھما ایاھما الزیدان منطلقاً
اس طرح اس تثنیہ والی ضمیر کا مفرد لفظ کی طرف
لوٹنا لازم آئے گا اور وہ مفرد لفظ منطلقاً ہے
جو تنازع میں واقع ہوا۔ اور اس طرح یہ بھی
جائز نہیں (تثنیہ کی ضمیر کا واحد کی طرف لوٹنا)

قاعدہ سابقہ اور تمام اعتراضات کے جواب

اور جب مفعول کو حذف کرنا اور ظاہر کرنا (دونوں) جائز نہیں جیسا کہ تو نے جان لیا کہ مفعول کو ظاہر کرنا واجب ہے۔

فصل مفعول کے بارے میں:

مفعول کی تعریف: (نائب الفاعل)

مَفْعُوْلٌ: مَا لَمْ يُسَمَّ فَاعِلُهٗ مفعول وہ جس کے فاعل کو ذکر نہ کیا گیا ہو
وَهُوَ كُلُّ مَفْعُوْلٍ حُذِفَ فَاعِلُهٗ وَاُقِيْمَ هُوَ مَقَامَهٗ

ترجمہ: اور وہ ہے ہر وہ مفعول کہ جس کے فاعل کو حذف کیا گیا ہو اور اس کو فاعل کے قائم مقام لایا گیا ہو
(یعنی فاعل کو حذف کر کے مفعول کو فاعل کی جگہ پر لایا گیا ہو)

جیسے ضُرِبَ زَیْدٌ زید مارا گیا۔

نائب الفاعل کا حکم:

نائب الفاعل کے فعل کا واحد تثنیہ اور جمع ہونے میں

اور فعل کے مذکر اور مونث ہونے میں قیاس ہے۔
جو تو نے فاعل میں جان لیا۔
(یعنی نائب الفاعل کے فعل کا مذکر و مونث واحد تثنیہ جمع ہونے میں وہی حکم ہے جو فاعل کے فعل کا حکم ہے)۔

فصل مبتدا اور خبر کے بارے میں:

~~وہ دونوں اسماء مجرد ہیں~~ وہ دونوں اسماء عوامل لفظیہ سے خالی ہیں ان میں سے پہلا مسند الیہ اور اس کا نام مبتدا رکھا گیا اور دوسرا مسند بہ ہے اس کا نام خبر رکھا گیا۔ جیسا کہ زیدٌ قائمٌ

عامل: ان دونوں میں عامل معنوی ہوگا

دونوں کی اصل: مبتدا کی اصل یہ ہے کہ وہ معرفہ ہوگا اور خبر کی اصل یہ ہے کہ وہ نکرہ ہوگی۔

اور وہ نکرہ کہ جب اس کی صفت لائی جائے تو جائز ہے کہ وہ مبتدا واقع ہو۔ جیسا کہ اس کی مثال:
ولعبدٌ مومنٌ خیرٌ من مشرکٍ
(اب اس مثال میں عبد نکرہ تھا جب اس کی صفت لائی تو یہ مبتدا واقع ہوگیا)

اور اسی طرح جب کسی اور وجہ سے نکرہ کی تخصیص کردی جائے (تو بھی نکرہ مبتدا بن سکتا ہے) ورنہ ذیل صورتوں میں نکرہ مبتدا بن سکتا ہے۔

پہلی صورت: ارجلٌ فی الدار ام امراۃ
ترجمہ: کیا گھر میں مرد ہے یا عورت؟
(اب اس صورت میں ایک شخص نے کیا گھر میں

مرد ہے یا عورت۔ تو ان دونوں میں سے کوئی ایک ہے۔
تو جو ایک ہے وہ خاص ہوا (معرفہ ہو گیا) تو اس صورت
میں معطوف علیہ معطوف ملکر مبتدا اور فی الدار خبر بنیں گے۔
اگر حرف عطف کی وجہ سے ایک خاص ہوا تو وہ معرفہ ہو کر مبتدا بن گیا

دوسری صورت: وما احد خیر منک
تم میں سے کوئی ~~ایک بھی~~ کوئی بہتر ہیں۔
(اب اس میں احد ایک چیز ہے وہ خاص ہو گئی)۔
(اب اس مثال میں نکرہ (احد) پر نفی داخل ہے
نکرہ پر نفی داخل ہو تو تخصیص کا فائدہ دیتا ہے)

تیسری صورت: شر اھر ذاناب
کتے کا بھونکنا بہت برا ہے۔
اس میں حصر پایا جا رہا ہے۔ پہلے نکرہ ہے اور اس کے بعد
صفت (عظیم) محذوف ہے۔
قاعدہ: نکرہ پہ تنوین ہو تو تعظیم کے لیے آتی ہے۔
اور مبتدا بنتی ہے۔

چوتھی صورت: فی الدار رجل۔
جار مجرور مبتدا اور رجل خبر ہے۔

پانچویں صورت: سلام علیک۔
یہاں سلام میں یاء اضافت محذوف ہے۔
نکرہ اضافت کی وجہ سے مبتدا بنے گا۔

قاعدہ: اگر دو اسموں میں سے پہلا معرفہ ہو
اور دوسرا نکرہ ہو تو معرفہ کو مبتدا اور نکرہ کو خبر بنا
جیسا کہ اس کی مثال گزر چکی (زید قائم)

قاعدہ: اگر دونوں معرفہ ہوں تو تجھے اختیار ہے (پس تو بنا) ان دونوں میں سے جس کو تو چاہتا ہے مبتدا اور دوسرے کو خبر بنا دے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ الحسن و محمد نبینا۔ ہو اا دصرابونا۔

قاعدہ: (خبر کے قواعد) اور کبھی کبھی خبر جملہ اسمیہ ہوتی ہے۔ جیسے زید ابوہ قائم۔

2: یا خبر جملہ فعلیہ ہوتی ہے۔ زید قام ابوہ

3: یا خبر جملہ شرطیہ ہوتی ہے۔
جیسے زید ان جاءنی فاکرمتہ۔

4: یا جملہ ظرفیہ ہوتا ہے۔ زید خلفک اور عمرو فی الدار

ظرف کا متعلق اکثر نحویوں کے نزدیک ظرف کا متعلق جملہ فعلیہ ہوتا ہے اور وہ ہے استقر مثلاً تو کہتا ہے: زید فی الدار اس کا متعلق (مقدر) زید استقر فی الدار ہے

اور اس (خبر) جملے میں ایک ضمیر کا ہونا ضروری ہے جو مبتدا کی طرف لوٹے۔ جیسے کی مذکورہ مثال میں ہ اور قرینہ پائے جانے کے سبب اس ضمیر کو حذف کرنا بھی جائز ہے۔ گندم ایک من درہم کے ساتھ ہے
یہ جملہ اصل میں السمن منوان (منہ) بدرھم تھا۔ قرینہ پائے جانے کی وجہ سے منہ کو حذف کر دیا۔
گندم کا پیمانہ ساٹھ درہم کے ساتھ ہے۔
یہ اصل میں البر الکر منہ بستین درھم تھا۔

قاعدہ: اور کبھی خبر مبتدا پر مقدم ہوتی ہے فی الدار زید۔

قاعدہ: اور ایک مبتدا کی کئی خبریں بھی جائز ہیں

زید عالم فاضل عاقل۔

مبتدا کی قسم ثانی: تو جان لے کہ مبتدا کی دوسری قسم ہوتی ہے وہ مسند الیہ نہیں ہوتی اور وہ صفت ہوتی ہے۔ (کیونکہ اسناد حرف پہلی مبتدا کی طرف سے ہوتی ہے) اور وہ حرف نفی کے بعد واقع ہوتی ہے ما قائم زید یا وہ حرف استفہام کے بعد واقع ہوتی ہے أقائم زید اس شرط کے ساتھ کہ صفت کا صیغہ اسم ظاہر کو رفع دے۔ مثلاً ما قائم الزیدان أقائم الزیدان

بخلاف اس کے کہ ما قائمان الزیدان۔

پہلا قاعدہ: اگر صفت کا صیغہ اور اسم ظاہر دونوں مفرد ہوں تو جس کو چاہیں مبتدا اور جس کو چاہیں خبر بنا دیں۔

دوسرا قاعدہ: اگر صفت کا صیغہ اور اسم ظاہر میں مطابقت نہ ہو یعنی ایک واحد اور دوسرا تثنیہ یا جمع ہو تو صیغہ کو مبتدا۔ اور اسم ظاہر کو خبر بنائیں۔

تیسرا قاعدہ: اگر دونوں تثنیہ یا دونوں جمع ہوں تو صیغہ صفت کو خبر اور اسم ظاہر کو مبتدا بنائیں گے۔

فصل حروف مشبہ بالفعل کے بارے میں:

جو مرفوعات میں سے پانچویں اِنَّ اور اس جیسے کی خبر ہے اور وہ آن، کان، لکن، لیت اور لعل ہیں۔ پس یہ حروف مبتدا اور خبر پر داخل ہوتے ہیں مبتدا کو نصب دیتے ہیں اور اس کا نام ان کا اسم رکھا گیا۔

اور خبر کو رفع دیتے ہیں۔ اور اس کا نام ان کی خبر رکھا گیا۔
لیس ان کی خبر بھی وہ اس کے داخل ہونے کے بعد مسند
ہوتی ہے۔ إن زيد اقائمٌ

ان کی خبر کا حکم: خبر کا حکم یہ ہے کہ وہ مفرد یا
جملہ یا معرفہ یا نکرہ ہوتی ہے جیسا کہ مبتدا کی
خبر کا حکم ہے۔

خبر مقدم: اور اس کی خبر کو اس کے اسم پر مقدم کرنا
جائز نہیں سوائے اس کے کہ جب وہ ظرف ہو۔
إن في الدار زيد (اس کی وجہ یہ ہے)
کہ ظرف میں قوت ہوتی ہے۔

فصل: افعال ناقصہ کے بارے میں:

کان اور اس جیسے تمام کا اسم مرفوع ہوتا ہے۔ اور
وہ یہ ہیں صار اصبح۔ امسی اضحی ظل بات
راح اض وعاد ، غدا ، ومازال ومابرح
ومافتی مانفك . مادام لیس۔

قاعدہ: بس یہ افعال بھی اسی طرح مبتدا
اور خبر پر داخل ہوتے ہیں۔
بس مبتدا کو رفع دیتے ہیں اور اس کا نام رکھا
گیا ہے کان کا اسم
اور خبر کو نصب دیتے ہیں اور اس کا نام رکھا گیا
ہے کان کی خبر۔

قاعدہ: بس کان کا اسم اس کے داخل ہونے
کے بعد مسند الیہ ہوتا ہے کان زید قائماً

قاعدہ: اور ان تمام میں سے ہر ایک کی خبر کو اس کے اسم پر مقدم کرنا جائز ہے۔ کان قائما زید

قاعدہ: اور اسی طرح سے پہلے نو میں تفنس فعل (یعنی خبر کو فعل سے مقدم کرنا بھی جائز ہے قائما کان زید

قاعدہ: خبر کو ان تمام افعال سے پہلے مقدم کرنا جائز نہیں ہے جن کے شروع میں ما ہوتا ہے لیس یہ نہ کیا جائے قائما ما زال زید۔

قاعدہ: اور لیس کی تقدیم و تاخیر میں اختلاف ہے۔ ان افعال کے بارے میں باقی کلام قسم ثانی میں آئیگا ان شاء اللہ

فصل: ماولا مشبہ بلیس کے اسم کے بارے میں۔

ماولا مشبہ بلیس کا اسم بھی مرفوع ہوتا ہے۔ اور وہ بھی ان دونوں کے داخل ہونے کے بعد مسند الیہ ہوتا ہے ما زید قائما لا رجل افضل منک

قاعدہ: لا کو نکرہ کے ساتھ خاص کیا گیا ہے اور ما معرفہ اور نکرہ دونوں کے ساتھ عام ہے۔

فصل: لائے نفی جنس کی خبر کے بارے میں:

لائے نفی جنس کی خبر بھی مرفوع ہوتی ہے۔

قاعدہ: اور وہ اس کے داخل ہونے کے بعد بھی مسند ہوتا ہے لا رجل قائم

المقصد ثانی

مقصد ثانی منصوبات کے بارے میں ہے اسمائے منصوبہ کی بارہ قسمیں ہیں مفعول مطلق اور بہ اور فیہ اور لہ اور معہ اور حال۔ اور تمیز اور مستثنیٰ اور إنّ اور اس جیسوں کا اسم اور کانَ اور اس جیسوں کی خبر اور ایسا (لا کا) اسم منصوب ہوگا جس نفی جنس کا ہو۔ اور ایسے ما و لا کی خبر جس کی لیس کے ساتھ مشابہت ہو

وہ لا جو جنس کی نفی کے لئے ہو

مفعول مطلق کی تعریف:

وَهُوَ مَصْدَرٌ بِمَعْنَىٰ فِعْلٍ مَذْكُورٍ قَبْلَهُ

وہ مصدر ہے جو اپنے سے پہلے والے فعل کا ہم معنی ہو

مفعول مطلق کے احکام: اقسام

نمبر1 اور اس کو ذکر کیا جاتا ہے تاکید کے لیے جیسے ضربت ضربا

نمبر2 یا قسم کو بیان کرنے کے لیے میں قاری کے بیٹھنے کی طرح بیٹھا

نمبر3 یا عدد کو بیان کرنے کے لیے میں ایک بار یا دو بار یا بہت مرتبہ (بیٹھا)

نمبر4 اور کبھی کبھی مفعول مطلق فعل مذکور کے لفظ کے غیر کے ساتھ آتا ہے (یعنی مصدر اور ماقبل مذکورہ فعل دونوں کا معنی ایک ہوتا ہے لیکن لفظ ایک نہیں ہوتا) (یعنی ہم معنی ہوتا ہے اور ہم لفظ نہیں ہوتا)

قعدت جلوسا و انبت نباتا

نمبر5: اور کبھی کبھی مفعول مطلق کے فعل کو جوازی طور پر قرینہ کے قائم ہونے کی وجہ سے حذف کیا جاتا ہے۔

جیسا کہ آنے والے کے لیے تیرا قول آنا بہتر ہے یعنی قَدِمْتَ قُدُوْمًا خَیْرَ مَقْدَمٍ تیرا آنا بہتر ہو۔

اور کبھی مفعول مطلق کے فعل کو وجوبی طور پر سماعی حذف کیا جاتا ہے۔ (کیونکہ یہ اصول ہے جو زبان بولی جاتی ہے اس کے قواعد کو مدنظر رکھا جاتا ہے اس کے خلاف نہیں اور اگر یہاں افعال کو ذکر کریں تو عرب کی مخالفت ہوتی ہے)

سقیا۔ سقاک اللہ سقیا اللہ تجھے خوب تروتازہ رکھے

شکرا شکرتک شکرا میں تیرا خوب شکرادا کرتا ہوں

حمدا وحمدتک حمدا میں تیری خوب احمد کرتا ہوں

رعیا رعاک اللہ رعیا اللہ تیری خوب رعایت فرمائے۔

مفعول بہ کی تعریف:

اَلْمَفْعُوْلُ بِهٖ وَهُوَ اِسْمٌ مَا وَقَعَ عَلَيْهِ فِعْلُ الْفَاعِلِ

مفعول بہ وہ اسم ہے جس پر فاعل کا فعل واقع ہو

جیسے ضرب زید عمرا۔ ⇐ اور کبھی کبھی مفعول بہ فاعل پر مقدم ہوتا ہے۔ جیسے ضرب عمرا زید

⇐ اور کبھی کبھی مفعول بہ کے فعل کو جوازی طور پر قرینہ کے قائم ہونے کی وجہ سے حذف کیا جاتا ہے جیسے اس کے جواب میں زید کہنا کہ جس نے کہا۔ مَنْ اَضْرِبُ (میں کس کو ماروں)

⇐ اور چار جگہ پر فعل کو حذف کرنا واجب ہے۔ پہلی جگہ سماعی ہے (سماعی وجوبی یعنی اس کو اسی طرح پڑھنا واجب ہے جس طرح عرب سے سنا ہے)

اس کی مثالیں امرأۃً ونفسَہ یہاں اترک فعل محذوف ہے اصل میں اترک امرأۃً ونفسہ تھا (چھوڑ دے مرد کو اپنے نفس سے بچ)

والتحو خیرًا لکم اصل میں والتحو عن التثلیث اور واقصدوا خیرًا لکم تھا۔ تین خداؤں سے بچو اور بھلائی کا ارادہ کرو۔

اھلا وسھلا اصل میں اتیتَ اھلًا ووطئتَ سھلًا تھا۔

تو اپنے گھر والوں کے پاس آنا اور مٹی کو نرم کرنا (روندنا) مبارک ہو

دوسری جگہ **تحذیر ہے** (ڈرانا) تعریف:

وَھُوَ مَعْمُوْلٌ بِتَقْدِیْرِ اِتَّقِ تَحْذِیْرًا مِمَّا بَعْدَہٗ

ترجمہ: وہ معمول ہے جو لفظ اِتَّقِ کے مقدر ہونے کے ساتھ اس سے ڈرانے کے لیے ہو جو اس کے بعد ہے

اس کی مثال: ایاکَ والاسدَ (شیر سے بچ)

اس کی اصل اتقاکَ والاسد (تو شیر سے بچ) ہے۔

یا محذر منہ مکرر ذکر کیا جاتا ہے مثال الطریقَ الطریقَ

تیسری جگہ: مَا اُضْمِرَ عَامِلُہٗ عَلٰی شَرِیْطَۃِ التَّفْسِیْرِ

وہ جس کے عامل کو تفسیر کے شرط پر پوشیدہ رکھا گیا ہو

تعریف: ھُوَ کُلُّ اِسْمٍ بَعْدَہٗ فِعْلٌ اَوْ شِبْہُہٗ یَشْتَغِلُ ذٰلِکَ الْفِعْلُ عَنْ ذٰلِکَ الْاِسْمِ بِضَمِیْرِہٖ اَوْ مُتَعَلِّقِہٖ بِحَیْثُ لَوْ سُلِّطَ عَلَیْہِ ھُوَ مُنَاسِبُہٗ لَنَصَبَہٗ۔

ترجمہ: ہر وہ اسم جس کے بعد فعل یا شبہ فعل ہو اور وہ فعل اس اسم سے بے رغبتی رکھتا ہو ضمیر میں عمل کرنے کی وجہ سے یا اپنے متعلق کی وجہ سے اس طور پر (اس طرح سے) کہ اگر وہ اس پر مسلط کیا گیا ہو یا اس کا مناسب (کے ساتھ نسبت رکھتا ہو) ہو تو اس کو نصب دے دے۔

زَیْدًا ضَرَبْتُہٗ بے شک زید منصوب ہے۔ فعل محذوف کے جو پوشیدہ ہے

ضربت

ضربت ہے۔ جس کی تفسیر بعض والا مذکورہ فعل کرتا ہے اور

وہ ضربتہ ہے۔ اور یہ باب بہت فروع (مشکل) ہے۔

چوتھی قسم: المُنادیٰ منادیٰ کی تعریف:

المُنادیٰ وَھُوَ اِسمٌ مَدعُوٌّ بِحَرفِ النِّدَاءِ لفظاً

وہ اسم جس کو حرف نداء کے ذریعے لفظاً پکارا گیا ہو۔

جیسے یا عبدَ اللہ اے عبد اللہ یعنی میں عبد اللہ کو پکارتا

ہوں اور حروف نداء اَدعُو کے قائمقام ہوتے ہیں (اَتَوَجَّہُ

اِلَیکَ تجھی میں تیری طرف توجہ کرتا ہوں) اور نداء کے حروف پانچ ہیں

یا۔ ایا۔ ھیا۔ ای اور ھمزہ مفتوحہ

قاعدہ اور کبھی کبھی حروف نداء کو لفظاً حذف کیا جاتا ہے

جیسے یوسف اعرض عن ھذا۔ یہ اصل میں یا یوسف تھا

اے یوسف تو اسے اپنا منہ پھیر لے۔

تو جان لے کہ منادیٰ اقسام میں ہے۔ (قانون ہیں)

مبنی کا اعراب: پس اگر منادیٰ مفرد معرفہ ہو تو علامت رفع پر مبنی ہو

گا۔ جیسے ضمہ اور اس جیسے اور۔ جیسے یا زیدُ۔ یا رجلُ۔ یا زیدان۔ یا زیدون

(مفرد معرفہ سے مراد مضاف یا مشابہ مضاف نہ ہو)

کسرہ: کسرہ دی جائے گی منادیٰ لام استغاثہ کے ساتھ مجرور ہو

گا جیسے یا لَزَیدٍ (اے زید میری مدد کر)

فتحہ: منادیٰ کو فتحہ دی جائے گی الحاق کی الف کے ساتھ

یا زیدا (یہاں الف الحاق کے لیے زائد ہے)

معرب منادیٰ کے اعراب: نصب: منادیٰ کو نصب دیا جائے گا اگر

وہ مضاف ہو یا عبد اللہ یا مشابہ مضاف ہو یا طالعاً جبلاً

(اے پہاڑ پر چڑھنے والے) مشابہ مضاف وہ جو اپنے مابعد کا

محتاج ہوتا ہے جیسے طالعاً جب ذکر کیا تو اب یہ محتاج ہے کہ اس کے بعد کوئی نہ کوئی ضرور آئے گا۔

یا نکرہ غیر معین کے لیے بھی منادیٰ منصوب ہوتا ہے۔ جیسے اندھے کا قول یا رجلاً خذ بیدی (اے مرد میرا ہاتھ پکڑ) (اگر بینا آدمی آنکھوں والا کسی شخص کو پکارے گا۔ یا رجلُ کہے گا تو وہ ایک مخصوص فرد کو کہے گا تو وہ شخص معرفہ ہوگا اور اگر نابینا کسی کو پکارے گا تو یا رجلاً کہے گا یعنی بہت سارے آدمیوں میں سے کسی کو بھی کہے گا پکارے گا)

قاعدہ: اور اگر معرفہ ہو لام کے ساتھ تو کہے جائے مرد کے لیے یا ایھا الرجل اور عورت کے یا ایتھا المرأۃ (وہ رجل جو الف لام کی وجہ سے معرفہ ہے تو اس کو حرف یا کے ساتھ پکارنا اس لیے نہیں جائز کیونکہ وہ پہلے سے معرف باللام اور اس کا معرف بالنداء یاء داخل کر دیں تو ایک ہی اسم پر دو آلہ تعریف آ جائیں گے وہ جائز نہیں ہے۔

ترخیم المنادیٰ: وَهُوَ حَذْفٌ فِي آخِرِهِ لِلتَّخْفِيفِ
اور منادیٰ کے آخر میں ترخیم جائز ہے اور وہ اس کے آخر میں تخفیف کیلئے حذف کرنا ہے کقولک۔ مالک کے بارے میں یا مال۔ اور منصور سے یا منص۔ عثمان سے یا عثم

ترخیم کا اعراب: منادیٰ مرخم کے آخر میں ضمہ اور حرکت اصلیہ (دونوں) جائز ہیں۔ جیسے تو کہتا ہے یا حارثُ۔ یا حارُ۔ یا حارِ اور تو جان لے کہ بھی یا حرف نداء میں سے

مندوب: بھی مندوب کے لیے بھی استعمال کیا جاتا ہے (جس پر رویا جاتا ہے) هُوَ الْمُتَفَجَّعُ عَلَيْهِ بِيَا أَوْ وَا اور گریہ وزاری کرنا ہے اس پر یا کے ساتھ یا وا کے ساتھ

جیسے یا زیداہ اور وا زیداہ

قاعدہ: واؤ مندوب کیلئے خاص ہے اور یاء ندا اور مندوب دونوں کیلئے مشترک ہے

اعراب: معرب اور مبنی ہونے کے بارے میں اس کا حکم منادیٰ کی مثل ہے۔

فصل اَلْمَفْعُوْلُ فِیْهِ مفعول فیہ

هُوَ اِسْمٌ مَا وَقَعَ فِعْلُ الْفَاعِلِ فِیْهِ مِنَ الزَّمَانِ وَالْمَکَانِ

مفعول فیہ وہ اسم ہے جس جگہ یا زمانے میں فاعل کا فعل واقع ہو۔ اور اس کا نام رکھا گیا ہے ظرف

ظرف زمان کی دو قسمیں: ہیں مبھم اور محدود

ظرف مبھم: وَهُوَ مَا لَا یَکُوْنُ لَهٗ حَدٌّ مُعَیَّنٌ

وہ جس کی حد مقرر نہ ہو جیسے دھر اور حین

ظرف محدود: وَهُوَ مَا یَکُوْنُ لَهٗ حَدٌّ مُعَیَّنٌ

وہ جس کی حد مقرر ہو جیسے دن۔ رات۔ مہینہ۔ سال

قاعدہ: اور ان میں سے ہر ایک ظرف زمان مبھم ہو یا محدود منصوب ہوگا فی کے مقدر ہونے کے ساتھ (یعنی منصوب ہوگا اور اسے پہلے حرف جار فی مقدر ہوگا لفظاً ظاہر نہیں ہوگا)۔ جیسے صمت دھرا و سافرت شھرا

یعنی صمت فی دھر۔ و سافرت فی شھر

ظروف مکان: ظروف مکان کی اس طرح دونوں قسمیں ہیں۔

ظرف مکان مبھم: وَهُوَ مَنْصُوْبٌ اَیْضًا بِتَقْدِیْرِ فِیْ۔

اور وہ بھی اسی طرح حرف جار فی کے مقدر ہونے سے منصوب ہوگا جلست خلفك و امامك (اصل میں جلست فی خلفك و امامك)

ظرف مکان محدود: وَهُوَ مَا لَا یَکُوْنُ مَنْصُوْبًا بِتَقْدِیْرِ فِیْ بَلْ لَا بُدَّ

وہ حرف جار فی کے مقدر ہونے سے منصوب نہ ہوگا بلکہ فی کو ذکر کرنا ضروری ہے

جلست فی الدار و فی السوق۔ و فی المسجد۔

فصل: المفعول لہ تعریف: هو اسمٌ مَا لِاَجْلِه يَقَعُ الفعلُ المذكورُ قَبلَهٗ. وہ اسم ہے جو اپنے سے پہلے واقع ہونے والے فعل کا سبب بنے۔ اور وہ منصوب ہوگا لام کے مقدر ہونے کے ساتھ

ضربتہ تادیباً میں نے اسے ادب سکھانے کے لیے مارا یعنی ادب کے لیے

میں جنگ سے بزدلی کی وجہ سے بیٹھا یعنی بزدلی کی وجہ سے

زجاج کا مذہب وہ مصدر ہے جو اسے مقدر ہو ادبتہ تادیباً۔ (معنی و ہی ہوگا)

فصل المفعولُ معَه تعریف: هُوَ مَا يُذكَرُ بَعدَ واوٍ بمعنی مع لِمُصَاحبة ~~فعل المفعول~~ معمولِ الفعل.

وہ جس کو فعل کے معمول کے ساتھ ہونے کے لیے ایسی واؤ کے بعد ذکر کیا جائے جو مع کے معنی میں ہو۔ اس کی مثال جاء البرد و الجبات جئتُ انا و زیداً یعنی سردیوں کے ساتھ اور زید کے ساتھ۔

قاعدہ: پس اگر فعل لفظاً موجود ہو اور عطف جائز ہو تو (عطف جائز ہونے سے مراد یہ ہے کہ کسی فعل کے ساتھ ضمیر متصل ہو اور اس کے بعد ضمیر منفصل ذکر کی گئی ہو تو وہاں عطف جائز ہوتا ہے) اس میں دو صورتیں جائز ہیں نصب اور رفع۔

مثال جئتُ انا و زیداً اور زیدٌ یہاں فعل کے ساتھ ضمیر مرفوع متصل اور منفصل دونوں ہیں اب جو واؤ کے بعد اسم مستقل آ رہا ہے اس پر رفع اور نصب دونوں جائز ہیں۔

میں آیا زید کے ساتھ یا میں اور زید دونوں آئے۔

قاعدہ: اگر عطف جائز نہ ہو تو نصب کو متعین کیا جائے گا جئتُ وزیداً میں زید کے ساتھ آیا۔

(اگر فعل کے ساتھ ضمیر مرفوع متصل ہو اور اس کے بعد منفصل ہو یا مستقل اسم ہو گا تو عطف جائز ورنہ نہیں ہے)

قاعدہ: اگر فعل معنوی اور عطف جائز ہو تو عطف کو
تعین کیا جائے گا (یعنی واؤ کو عاطفہ پڑھیں گے) ما لزید و عمرو
ما لزید و عمرو اس سے پہلے حصل فعل محذوف ہے۔ اس نے کیا میں
کیا زید سے اور عمرو سے۔ ما تصنع لزید و عمرو تو زید اور عمرو کیلئے کیا

قاعدہ: اگر عطف جائز نہ ہو تو نصب کو خاص کیا جائے گا۔
یعنی واؤ بمعنی مع پڑھیں گے۔ ما لک و زیدا (اب یہاں
ضمیر متصل تو ہے لیکن اس کے بعد منفصل یا کوئی مستقل اسم نہیں ہے
ما لک و زیدا تو کیا کرتا ہے زید کے ساتھ۔ اس لیے کہ ما تصنع
ما شانک و زیدا تیری زید کے ساتھ کیا شان ہے۔

نوٹ: ما لک و زیدا شرح میں قاعدہ لکھا ہے کہ
ضمیر مجرور متصل پر عطف ضمیر کے اعادہ کے بغیر جائز نہیں ہے
مثلاً اگر عطف لگائیں گے تو زید سے پہلے بھی ل جارہ
لگائیں گے۔ ما لک و لزید۔ اب اگر صرف ضمیر
مجرور ہے اور اسم کے بعد واؤ اور پھر اسم مستقل ہے تو
عطف جائز نہیں اور نصب متعین ہے یہاں واؤ
بمعنی مع ہی ہے۔ ما لک و زیدا

الحالُ

تعریف: الحالُ لفظٌ یدلُّ علی بیانِ هیئۃِ الفاعلِ اوِ المفعولِ بہٖ او کلیہما

ایسا لفظ جو فاعل یا مفعول بہ یا دونوں کی صورت کو بیان کرنے پر دلالت کرے
جاءنی زید راکبا۔ ضربت زیدا مشدودا۔ (باندھنے کی حالت
لقیت عمرا راکبین میں عمرو سے ملا اس حال میں کہ ہم دونوں سوار تھے

فاعل معنوی: اور کبھی کبھی فاعل معنوی ہوتا ہے زید فی الدار قائما
(زید کھڑا ہونے والا ہے گھر میں) اس لیے اس کا معنی ہے زید استقر فی الدار قائما

مفعول بہٖ معنوی: اور اسی طرح مفعول بہٖ بھی معنوی ہوتا ہے
ھذا زید قائما۔ پس یہ تک اس کا معنیٰ ہے مشار الیہ کھڑا ہے
اور زید ہے۔ حال میں عامل فعل ہوتا ہے معنیٰ فعل ہوتا ہے

نوٹ: زید فی الدار قائما۔ اس میں زید مبتدا
بن رہا ہے لیکن ترجمہ زید گھر میں کھڑا ہونے والا ہے
اب کھڑا ہونے والا چونکہ زید ہے تو وہ فاعل (معنوی) ہے
ھذا زید قائما۔ یہ زید کھڑا ہے۔ اس طرح اس میں زید مفعول ہے
اب اس مشار الیہ سے پہلے انبہ میں خبر دیتا ہوں یا
اشیر میں اشارہ کرتا ہوں۔ عقل فاعل ہے اور زید مفعول
ہے (ذو الحال حال) اب یہ فعل فاعل ملکر جملہ ہو کر خبر بنے گا۔

قاعدہ ۲: حال ہمیشہ نکرہ ہوتا ہے اور ذو الحال اکثر معرفہ
ہوتا ہے تو نے مذکورہ مثالیں دیکھی ہیں۔

قاعدہ ۳: پس اگر ذو الحال نکرہ ہو تو حال کو ذو الحال پر مقدم
کرنا واجب ہے جاءنی راکبا رجل **وجہ**: اس کی وجہ یہ ہے
تاکہ حالت نصبی صفت کا التباس نہ ہو جیسا کہ
(اس لیے کہ موصوف پہلے اور صفت بعد میں آتی ہے)
تو کہتا ہے رایت رجلا راکبا (اس کو موصوف صفت میں دو چیزوں کی مطابقت ہے)

قاعدہ نمبر ۵: اور کبھی کبھی حال جملہ خبریہ ہوتا ہے
جاءنی زید وغلامہ راکبا یا یرکب غلامہ
⇐ اس کی مثال جس کا عامل فعل معنوی تھا۔ مثلاً ھذا زید قائما

قاعدہ نمبر ۶: اور کبھی کبھی قرینہ کے قائم ہونے کے ساتھ
عامل کو حذف کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ تو مسافر کو کہتا ہے سالماً غانماً
یعنی تو اس حال میں لوٹ کر آ کہ تو سلامتی والا غنی ہو

فصل التمییز: تعریف: هُوَ نَكِرَةٌ تُذْكَرُ بَعْدَ مِقْدَارٍ مِنْ
عَدَدٍ أَوْ كَيْلٍ أَوْ وَزْنٍ أَوْ مَسَاحَةٍ أَوْ غَيْرِ ذٰلِكَ مِمَّا فِيْهِ إِبْهَامٌ
تَرْفَعُ ذٰلِكَ الْإِبْهَامَ: وہ اسم نکرہ جس کو عدد سے کیل
سے وزن اور مساحت یا اس کے علاوہ کسی اور چیز سے
مقدار کے بعد ذکر کیا جائے اس ابہام کو دور کرنے کے لیے جو اس میں ابہام ہے
عندی عشرون درهما۔ دو قفیز گندم۔ دو من گھی۔ دو جریب زمین
روئی اور کھجوریں اسی کی مثل مکھن

> اور کبھی کبھی مقدار کے علاوہ سے ابہام کو دور کرنے کے لیے آتا ہے۔
یہ سونے کی انگوٹھی ہے۔ یہ سونے کا کنگن ہے۔
اور یہ (مقدار سے ابہام دور کرنے کی چیز کی تمییز) اکثر
مکسورہ ہوتی ہے یعنی هذا خاتم حدید بھی پڑھ سکتے ہیں۔

> اور کبھی کبھی جملے کے بعد نسبت سے ابہام کو
دور کرنے کے لیے واقع ہوتا ہے۔ زید اپنے مزاج سے اپنے علم کی وجہ سے اور باپ کے اعتبار سے خوش ہے۔

فصل المستثنیٰ: لَفْظٌ يُذْكَرُ بَعْدَ إِلَّا وَأَخَوَاتِهَا لِيُعْلَمَ
أَنَّهُ لَا يُنْسَبُ إِلَيْهِ مَا نُسِبَ إِلَى مَا قَبْلَهَا۔
ترجمہ: مستثنیٰ وہ لفظ ہے جو اِلّا اور اس جیسوں کے بعد ذکر کیا
جائے تاکہ جان لیا جائے کہ بے شک جو چیز اس کی طرف منسوب
کی گئی ہے وہ اس کے پہلے والے کی طرف منسوب نہیں ہے۔
اس کی دو قسمیں ہیں **مستثنیٰ متصل:** وَهُوَ مَا أُخْرِجَ عَنْ مُتَعَدِّدٍ بِ
إِلَّا وَأَخَوَاتِهَا: وہ جس کو اِلّا اور اس جیسوں کے ذریعے تعدد سے نکالا گیا ہو
(جاءنی القوم إلا زیدا) **مستثنیٰ منقطع:** هُوَ الْمَذْكُورُ بَعْدَ إِلَّا وَأَخَوَاتِهَا
غَيْرَ مُخْرَجٍ عَنْ مُتَعَدِّدٍ لِعَدَمِ دُخُولِهِ فِي الْمُسْتَثْنٰى مِنْهُ
وہ جس کو اِلّا اور اس جیسوں کے بعد ذکر کیا گیا ہو تعدد سے خارج نہ ہونا
کے سلسلہ ذریعے کیونکہ وہ مستثنیٰ منہ میں داخل نہ تھا۔

مستثنیٰ کا اعراب: مستثنیٰ کے اعراب کی چار اقسام ہیں

پہلی قسم: اگر مستثنیٰ متصل ہو اور الا کے بعد کلام موجب میں واقع ہو یا مستثنیٰ منقطع ہو جیسا کہ گزر چکا یا (حرف استثناء مستثنیٰ منہ سے پہلے آجائے ما جاءنی الا زیدا احد

یا مستثنیٰ خلا اور عدا کے بعد ہو تو اکثر کے نزدیک منصوب ہوگا یا ما خلا۔ ما عدا۔ لیس اور لا یکون کے بعد ہو تو منصوب ہوگا۔

دوسری قسم: اگر کلام غیر موجب میں اِلّا کے بعد ہو۔

کلام غیر موجب کی تعریف: هُوَ كُلُّ كَلَامٍ يَكُوْنُ فِيْهِ نَفْيٌ وَنَهْيٌ وَاسْتِفْهَامٌ **ترجمہ:** ہر وہ کلام جس میں نفی نہی یا استفہام ہو اور مستثنیٰ منہ مذکور ہو تو اس میں دو وجہیں جائز ہیں۔

نصب اور جو اس سے پہلے ہے اس کو بدل لیں۔ ما جاءنی احد الا زیدا و الا زید

اگر مستثنیٰ مفرغ ہو الا کے بعد کلام غیر موجب اور مستثنیٰ منہ مذکور نہ ہو تو اس کا اعراب عوامل کے مطابق ہوگا۔

ما جاءنی الا زید۔ ما مررت الا بزید۔

تیسری قسم: اور اگر غیر۔ سواء۔ سوی اور حاشا کے بعد ہو تو اکثر کے نزدیک مجرور ہوگا۔ جاءنی القوم غیر زید

چوتھی قسم: غیر کا اعراب: اور تو جان لے کہ غیر کا اعراب اس مستثنیٰ کے اعراب کی طرح ہے جو اِلّا کے ساتھ ہو جاءنی القوم غیرَ زیدٍ و غیرَ حمارٍ۔ وما جاءنی غیرَ زیدٍ القوم و ما جاءنی احد غیرُ زید و غیرَ زید۔ وما جاءنی غیرُ زید و ما رایت غیرَ زید۔ و ما مررت بغیرِ زید

اور تو جان لے کہ بے شک لفظ غیر صفت کے لیے وضع کیا گیا ہے اور کبھی کبھی استثناء کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

جیسا کہ لفظ اِلَّا استثناء کے وضع کیا گیا ہے اور کبھی کبھی صفت کے لیے استعمال کیا جاتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا قول۔
اگر سوائے اللہ کے دو خدا ہوتے تو وہ دونوں فساد کرتے۔
یعنی اللہ کے علاوہ اور اسی طرح تیرا کہنا لا الٰہ الا اللہ۔

کان کی خبر کے متعلق فصل:

کان اور اس جیسوں کی خبر ان حروف کے داخل ہونے کے بعد مسند ہوتی ہے۔

حکم: اور اس کا حکم مبتدا کی خبر کے حکم کی طرح ہے مگر یہ کہ کان کی خبر کو کان کے اسم پر مقدم کرنا جائز ہے۔ معرفہ ہونے کے ساتھ اور مبتدا کی خبر میں نہیں کان القائم زید

ان اور اس جیسوں کے اسم کے متعلق فصل۔

ان اور اس جیسوں کا اسم ان کے داخل ہونے کے بعد مسند الیہ ہوتا ہے اِنَّ زیداً قائمٌ

فصل: اَلْمَنْصُوْبُ بِلَا الَّتِیْ لِنَفْیِ الْجِنْسِ هُوَ الْمُسْنَدُ اِلَیْهِ بَعْدَ دُخُوْلِهَا یَلِیْهَا نَكِرَةٌ مُضَافًا

منصوب ہوگا وہ لا جو جنس کی نفی کے لیے ہو وہ اس کے داخل ہونے کے بعد مسند الیہ ہوگا اور ملا ہوا ہوگا مفرد نکرہ مضاف کے ساتھ لا غلام رجل فی الدار۔ یا مشابہ مضاف ہوگا لا عشرین درهماً فی الکیس

قاعدہ: پس اگر لا کے بعد مفرد نکرہ ہو تو مبنی علی الفتح ہوگا لا رجل فی الدار

قاعدہ: اور اگر لاء نفی جنس کا اسم مفرد معرفہ ہو تو مرفوع ہوگا اور لا کو ایک اور اسم کے ساتھ تکرار کے ساتھ لانا واجب ہے لا زید فی الدار ولا عمرو

قاعدہ: اور اگر لائے نفی جنس کا اسم نکرہ ہو تو اس اسم اور لا کے درمیان فاصلہ ہو تو بھی لا کو ایک اسم کے ساتھ لانا واجب ہے لا فیها رجل ولا امراۃ۔

لاحول ولا قوۃ الا باللہ کی پانچ ترکیبیں:

یعنی لائے نفی جنس میں جب اسم کی تکرار ہو اور دونوں
اسم کا فاصلہ نہ ہو تو پانچ وجہیں جائز ہیں۔

دونوں کو فتح دینا: لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰه

دونوں کو رفع دینا: لَاحَوْلٌ وَلَاقُوَّةٌ اِلَّا بِاللّٰه

پہلے کو فتح اور دوسرے کو نصب دینا: لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةً اِلَّا بِاللّٰه

پہلے کو فتح اور دوسرے کو رفع دینا: لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةٌ اِلَّا بِاللّٰه

پہلے کو رفع اور دوسرے کو ~~نصب~~ فتح دینا: لَاحَوْلٌ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰه

قاعدہ: اور کبھی کبھی قرینہ کے قائم ہونے کے ساتھ لا کے اسم
کو حذف کیا جاتا ہے لاعلیک یعنی تمہارے اوپر کچھ بھی نہیں ہے

فصل: یہ فصل ما و لا مشبہتان بلیس کی خبر کے بارے میں ہے
وہ مسند ہوتا ہے ان کے داخل ہونے کے بعد۔
(اس کا مطلب یہ ہے کہ جب یہ حروف داخل ہوں گے
تب ہی وہ مسند بنے گا۔ یہ مطلب نہیں کہ وہ پہلے
سے مسند ہے تو ان کے داخل ہونے سے کیا فرق پڑا)

ما زید قائما ۔ لا رجل حاضرا

درج ذیل تین صورتوں میں ما و لا کا عمل باطل ہوتا ہے

1) اگر خبر الا کے بعد واقع ہو ما زید الا قائم
2) یا خبر اسم سے پہلے آجائے ما قائم زید
3) یا ما کے بعد اِن زائدہ ہو ما اِن زید قائم

جیسا کہ آپ نے مثالوں میں دیکھا۔ یہ جو کچھ بیان ہوا حجازی لوگ ہے
بنو تمیم کہتے ہیں کہ یہ ~~مطلقا~~ اصلاً کوئی عمل نہیں کرتے بنو تمیم کے شاعر کا قول
وَمُهَفْهَفٍ كَالْغُصْنِ قُلْتُ لَهُ انْتَسِبْ فَأَجَابَ مَا قَتْلُ الْمُحِبِّ حَرَامُ
یہاں ما کے بعد (قتل المحب) اس کا اسم اور (حرامُ) خبر ہے۔ خبر
منصوب ہونی تھی لیکن مرفوع ہے

المقصد الثالث فی المجرورات

اسماء مجرورہ یہ صرف مضاف الیہ ہیں۔

مضاف الیہ کی تعریف: هُوَ کُلُّ اِسْمٍ نُسِبَ اِلَیْهِ شَیْءٌ بِوَاسِطَةِ حَرْفِ الْجَرِّ لَفْظًا اَوْ تَقْدِیْرًا

ترجمہ: وہ اسم جس کی طرف کوئی شے حرف جر تقدیری یا لفظی کے واسطے سے منسوب کی گئی ہو۔ مررت بزید۔

اس ترکیب کو نحویوں کی اصطلاح میں اس طرح ترکیب تعبیر کیا جاتا ہے جار مجرور۔

یا تقدیراً غلام زید اس کو مقدر کیا جاتا ہے غلام لزید نحویوں کی اصطلاح میں یہ مضاف مضاف الیہ کی ترکیب نحوی

قاعدہ: واجب ہے مضاف کو تنوین سے خالی کرنا یا جو اس کے قائم مقام ہو اس سے خالی کرنا اور وہ دو چیزیں ہیں نون تثنیہ اور جمع جاءنی غلام و غلاما زید و مسلمو مصر

اضافت کی دو قسمیں ہیں۔ معنویہ اور لفظیہ

اضافت معنویہ: هُوَ اَنْ تَکُوْنَ الْمُضَافُ غَیْرَ صِفَةٍ مُضَافَةٍ اِلٰی مَعْمُوْلِهَا

مضاف صفت کا صیغہ نہ ہو جو اپنے معمول کی طرف مضاف ہو اور وہ یا تو بمعنی لام ہوگا غلام زید یا بمعنی من ہوتا ہے خاتم فضۃ یا تو بمعنی فی ہوتا ہے صلوۃ اللیل۔

اضافت معنویہ کے فوائد: اس اضافت کا فائدہ ہے مضاف کا معرفہ ہو جانا اگر اس کی معرفہ کی طرف مضاف کی جائے جیسے غلام زید میں زید معرفہ ہے اگر اس کی طرف اضافت کی تو غلام بھی معرفہ ہو گیا یا پھر مخصوص کرنے کے لیے آتا ہے اگر اس کی نکرہ کی طرف اضافت کی جائے

غلام رجل

انکرہ مخصوصہ

(1) لفظ میں تخفیف کا مطلب ہے کہ تنوین گر جاتی ہے اور نون تثنیہ یا نون جمع ہو تو وہ بھی گر جاتا ہے۔

اضافت لفظیہ: فَھِیَ اَنْ یَکُوْنَ الْمُضَافُ صِفَۃً مُضَافَۃً اِلٰی مَعْمُوْلِھَا جو صفت کا صیغہ ہو اور اپنے معمول کی طرف مضاف ہو

(انفصال کی تقدیر میں ہوتی ہے)
اور یہ تقدیری ہونے میں منفصل (الگ الگ) ہوگا

ضَارِبُ زَیْدٍ۔ (اس کو ضارب زیدٌ عمراً بھی پڑھ سکتے ہیں۔ زید مضاف الیہ فاعل ہے اگر مرفوع پڑھیں گے اور فاعل بنائیں گے تو معمول بہ ضروری ہوگی کیونکہ یہ فعل متعدی ہے۔)

حَسَنُ الْوَجْہِ۔ حسن مضاف الوجہ مضاف الیہ فاعل

نوٹ: صفت کے تمام صیغوں میں ضمیر ہمیشہ پوشیدہ ہوتی ہے

ترجمہ: اس کا فائدہ صرف لفظ میں ہوتا ہے (تخفیف میں) (1)
اور تو جان لے کہ بے شک جب تو اسم صحیح یا جاری مجریٰ صحیح کو یائے متکلم کی طرف مضاف کرے گا اس کے آخر کو کسرہ دے گا اور یاء کو ساکن کر دے یا اس کو فتحہ دے جیسے غلامِی دلوِی ظبیِی
اور اگر اس اسم کے آخر میں الف ہو تو ثابت رہتا ہے جیسے عصای و رحای

یہ ھذیل کے خلاف ہے جیسے عصیّ اور رحی
اور اگر اس اسم کے آخر میں یائے مکسور رہو جو اس کے ماقبل ہے اس یاء کا ادغام اس یاء میں کیا جائے گا۔ اور دوسری یاء کو فتحہ دے دے تاکہ دونوں میں التقائے ساکنین لازم نہ آئے جیسے فی القاضی میں تو کہتا ہے قاضیّ
اور اگر اس اسم کے آخر میں واؤ ہو اور اس

واؤ کا ماقبل مضموم ہو تو اس واؤ کو یاء سے بدل دے اور تو وہی عمل کرے جو ابھی تو عمل کیا ہے۔ (یعنی یاء کا یاء میں ادغام کر کے دوسری یاء کو فتحہ دے دے) جیسے تو کہے جاءنی مسلمی

اور اسمائے ستہ مکبرہ جب یائے متکلم کی طرف مضاف ہوں تو کہے اخی ابی فمی حمی اکثر نحویوں کے نزدیک اور فمی ایک قوم کے نزدیک اور ذو ضمیر کی طرف مضاف نہیں ہوتا اصلاً (بلکہ اسم ظاہر کی طرف مضاف ہوتا ہے) اور شاعر کا قول انما یعرف ذا الفضل من الناس ذووہ لوگوں میں سے فضیلت والے اور کمال والے آدمی کو فضیلت اور کمال والے ہی پہچانتے ہیں۔

وہ شاذ ہے (1) اور جب تو ان اسمائے ستہ کو اضافت سے جدا کرے تو کہے اب اخ فم حم هن اور ذو کو اضافت سے جدا نہیں کیا جائے گا یقیناً ان مذکورہ تمام اسماء کا استعمال حرف جر مقدر ہونے کی صورت میں ہے بہرحال وہ اسم جس میں حرف جر لفظوں میں مذکور ہو لیس اس کا بیان قسم ثالث میں آئے گا (2)

(1) اس سے مراد یہ ہے کہ ذو اسم ضمیر کی طرف مضاف ہو یہ کم ہی ہوتا ہے جیسے مذکورہ شعر میں ہوا۔

(2) اضافت جو بھی ہوتی ہے اس میں حرف جر مقدر ہوتا ہے یہ تمام صورتیں حرف جار مقدر ہونے کی ہیں اور جس اسم میں حرف جار ظاہر ہو وہ آگے بیان کیا جائے گا

الخاتمہ یہ خاتمہ توابع کے بارے میں ہے

تو جان لے کہ بے شک جو اسمائے معربہ گزر چکے
ان کا اعراب اصل کے سبب سے ہوتا ہے بایں
طور پر کہ عوامل ان پر داخل ہوتے ہیں مرفوعات منصوبات اور مجرورات میں سے

التابع: کبھی کبھی اسم کا اعراب ماقبل کی اتباع
میں ہوتا ہے اور اس کا نام رکھا جاتا ہے التابع۔
کیونکہ وہ اعراب میں ماقبل کے تابع (اتباع کرتا) ہوتا ہے
اور ہر وہ دوسرا کلمہ جس کو سابقہ اسم کے اعراب سے
ایک ہی جہت سے معرب کیا گیا ہو۔
اور تابع کی پانچ قسمیں ہیں۔ صفت۔ عطف بالحروف
تاکید بدل اور عطف بیان

النعت: صفت

تَابِعٌ يَدُلُّ عَلَى مَعْنًى فِي مَتْبُوعِهٖ

صفت سے مراد وہ تابع ہے جو اپنے متبوع کے معنی پر دلالت کرے
جاءنی رجل عالم یا پھر اپنے متبوع کے متعلق کے معنی
پر دلالت کرے جاءنی رجل عالم ابوہ اس کا نام بھی صفت ہے

پہلی قسم: میں وہ اتباع کرتا ہے اپنے متبوع ~~کے~~
کی دس چیزوں میں اعراب کے اعتبار سے تعریف تنکیر
واحد تثنیہ جمع تذکیر و تانیث جاءنی رجل عالم

دوسری قسم: بے شک جو اتباع کرتا ہے اپنے متبوع کی
وہ صرف پانچ چیزیں ہیں۔ اعراب اور تعریف، تنکیر
جیسے اللہ کا قول۔ مِن هٰذِهِ القَرْيَةِ الظَّالِمِ

صفت کے چار فوائد

پہلا فائدہ: اگر تابع متبوع دونوں نکرہ ہوں تو متبوع کو نکرہ مخصوصہ کرنے کا فائدہ دیتا ہے۔ جاءنی رجل عالم (رجل نکرہ جب عالم کی صفت اس کے ساتھ تو جاہل سارے نکل گئے اور یہ خاص ہو گیا)

دوسرا فائدہ: اگر دونوں معرفہ ہوں تو موصوف کی وضاحت کرنے کے لیے آتا ہے جاءنی زید الفاضل (موصوف پہلا ہی معرفہ ہے اس کی مزید وضاحت ہو گئی کہ زید فاضل ہے دوسرا زید نہیں جو فاضل ہو گئی۔)

تیسرا فائدہ: اور کبھی کبھی جب موصوف معرفہ بھی ہوتا ہے اس کی وضاحت بھی ہوتی ہے تو صرف ثناء اور تعریف کے لیے آتا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

چوتھا فائدہ: مذمت اور برائی کے لیے آتی ہے

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

پانچواں فائدہ: تاکید کے لیے آتا ہے۔

نفخۃ واحدۃ۔ ایک نفخۃ۔ (ۃ واحد کی علامت ہے اور آگے واحد آ گیا تو تاکید ہو گئی)

قاعدہ: اور تو جان لے کہ بے شک نکرہ کی صفت جملہ خبریہ کے ساتھ لائی جاتی ہے۔

مررت برجل ابوہ عالم او قائم ابوہ

قاعدہ: ضمیر نہ موصوف ہوتی نہ اس کے ذریعے صفت لگائی جاتی ہے۔

عطف بالحروف

تابع ینسب الیہ ما نسب الی متبوعہ وکلاھما مقصودان بتلک النسبة

معطوف سے مراد وہ تابع ہے کہ اس کی طرف وہ چیز منسوب کی جائے جو اس کی متبوع کی طرف منسوب کی گئی ہو اور وہ دونوں نسبت میں مقصود ہوں اور اس کا نام رکھا گیا ہے عطف النسق

معطوف کی شرط: اس کی شرط یہ ہے کہ اس کے درمیان اور اس کے متبوع کے درمیان حروف عاطفہ میں سے کوئی ایک حرف ہو عنقریب قسم ثالث میں ان کا ذکر آئے گا۔

قاعدہ نمبر 1: جب ضمیر مرفوع متصل پر عطف ڈالا جائے تو ضمیر مرفوع منفصل کے ساتھ اس کی تاکید لانا واجب ہے ضربت انا وزید اور اگر معطوف اور ضمیر مرفوع متصل کے درمیان فاصلہ کیا گیا ہو تو ضمیر مرفوع منفصل نہیں لائی جائے گی۔ ضربت الیوم وزید۔

وجوہات: ضمیر مرفوع متصل پر منفصل کا عطف اس لیے لایا کہ ت ضمیر ضربت کے ساتھ ملی ہوئی ہے مستقل اسم نہیں ہے۔ اب ایک اور ضمیر لائی تب ان پر عطف جائز ہوگا۔

اور الیوم ضمیر متصل کے بعد ایک مستقل اسم ہے تب عطف جائز [ہے]

قاعدہ نمبر 2: اور جب ضمیر مجرور پر عطف کیا جائے تو اسی حرف جر کا اعادہ واجب ہے۔ مررت بک وبزید

وجہ: اس لیے کہ حروف جارہ کمزور عامل ہیں یہ جب ایک اسم پر داخل ہوتے ہیں اس پر ہی عمل کرتے ہیں دوسرے پر نہیں کر سکتے ہیں اسی لیے ضمیر مجرور متصل نہیں ہوتی۔ حرف جر اسی پر عمل کرے گا جو اس کے ساتھ ملا ہوا ہوگا اس کے علاوہ کسی پر نہیں کرے گا۔

قاعدہ نمبر ۳: تو جان لیجئے کہ معطوف معطوف علیہ کے حکم میں ہوتا ہے میری مراد جب معطوف علیہ (پہلا) کسی چیز کی صفت ہو یا معاملے کی خبر ہو یا صلہ ہو یا حال ہو تو لیس معطوف (دوسرا) بھی اس طرح خبر. صفت وغیرہ ہوگا

ضابطہ: اس کے لیے ضابطہ یہ ہے کہ بے شک وہ اس حیثیت سے کہ معطوف کو معطوف علیہ کی جگہ رکھنا جائز ہو عطف جائز ہو اور اس حیثیت سے نہ ہو تو مذکورہ عام چیز جائز نہیں ہے۔

قاعدہ نمبر ۴: دو مختلف عواملوں کے معمولوں پر عطف جائز ہے اگر معطوف علیہ مجرور ہو اور مقدم ہو۔ اور اسی طرح معطوف بھی۔ فی الدار زیدٌ والحجرۃِ عمروٌ (اب معطوف علیہ مجرور ہے اور مقدم ہے۔ اس میں الدّار الگ معمول ہے اور الحجرۃ الگ معمول ہے اور دونوں کا عامل بھی الگ الگ ہے۔ الدار کا عامل فا ہے اور الحجرۃ کا عامل بھی فی ہے لیکن محذوف ہے اب یہ وہ والا فی نہیں بلکہ ایک اور فی ہے۔ اگر یہ فی والا فی ہوتا تو اس کا اعادہ واجب ہوتا۔ لہذا یہ دوسرا فی ہے اب دو الگ الگ معمول اور الگ الگ عامل ہیں مجرور و مقدم ہے تو عطف جائز ہے)

اور اس مسئلے میں دو اور مذہب ہیں۔

امام فراء کے نزدیک مطلقاً جائز ہے (مقدم اور جار مجرور نہ ہو)

امام سیبویہ کے نزدیک مطلقاً جائز نہیں۔

التاکید

تابعٌ یَدُلُّ علیٰ تقریرِ المتبوعِ فیما نُسِبَ الیہِ اَوْ علیٰ شمولِ الحکمِ لِکلِّ فردٍ مِن افرادِ المتبوعِ۔

وہ تابع جو متبوع کی پختگی پر دلالت کرتا ہے اس میں جو اس متبوع کی طرف منسوب کی گئی ہو یا حکم وہ متبوع کے افراد میں سے ہر ایک کے شامل ہونے پر دلالت کرتا ہے

تاکید کی قسمیں:

تاکید لفظی : اور وہ پہلے لفظ کا تکرار ہے
جاءنی زید زید۔ جاء جاء زید

تاکید معنوی: اور وہ چند (گنے چنے) الفاظ ہیں
نفس. عین یہ واحد کے لیے آتے ہیں۔
تثنیہ اور جمع کے لیے صیغے اور ضمیر کے اختلاف کے ساتھ آتے ہیں
جاءنی زید نفسہ والزیدان انفسھما و نفساھما والزیدون انفسھم

کلا اور کلتا تثنیہ کے ساتھ خاص ہیں۔ (طور پر)
قام الرجلان کلاھما قامت المرأتا کلتاھما
کل. اجمع. اکتع. ابتع. ابصع تثنیہ کے علاوہ کے ساتھ آتے ہیں
کُلٌّ میں ضمیر کے بدلنے کے ساتھ اور باقیوں میں صیغوں کی تبدیلی کے ساتھ
جاءنی القوم کلھم اجمعون. اکتعون ابتعون ابصعون
قامت النساء کلھن جُمع کُتع بُتع بُصع

قاعدہ: اور اگر تو النفس اور العین کے ساتھ ضمیر مرفوع متصل کی تاکید کا ارادہ کرے تو اس کی تاکید

ضمیر منفصل کے ساتھ لانا واجب ہے ضربت انت نفسک

قاعدہ: اور کل اور اجمع کی تاکید نہ لائی جائے گی مگر ایسی ذات کی جس کے اجزاء اور ابعاض ہوں ان کو حسی طور پر الگ کرنا ممکن ہو یا حکمی طور پر الگ کرنا ممکن ہو۔

تو کہتا ہے اشتریت العبد کلہ تو نہیں کہتا اکرمت العبد کلہ (قوم کے حسی طور پر اجزاء ہو سکتے ہیں آدھی قوم آئی اور آدھی نہ آئی۔ اور غلام کے حکمی طور پر ہو سکتے ہیں۔ یعنی آدھا غلام ایک بندے نے خریدا آدھا دوسرے نے خریدا۔ کچھ وقت ایک کے پاس کام کرے گا اور کچھ وقت دوسرے کے پاس لیکن حسی طور پر غلام کے الگ الگ نہیں کیا جا سکتا یعنی اسکے جسم کے ٹکڑے نہیں کیے جا سکتے۔ اور عزت پورے جسم کی ہی کی جاتی ہے کبھی یہ کوئی نہیں کہتا کہ میں اس کے ایک حصے کی عزت کی)

قاعدہ: تو جان لے کہ بے شک اکتع. ابتع ابصع اجمع کے تابع ہیں اس کے علاوہ وہاں ان کا کوئی اور معنی نہیں ہے پس نہ ہی ان کو اجمع پر مقدم کرنا جائز ہے اور نہ ہی اجمع کے علاوہ ان کو ذکر کرنا جائز ہے۔

بدل: تَابِعٌ يُنْسَبُ إِلَيْهِ مَا نُسِبَ إِلَى مَتْبُوعِهِ وَهُوَ الْمَقْصُودُ بِالنِّسْبَةِ دُوْنَ مَتْبُوعِهِ

وہ تابع جسکی نسبت اس کی طرف کی جائے جو اس کے متبوع کی طرف منسوب کیا گیا ہو اور وہ اپنے متبوع کے علاوہ نسبت میں مقصود ہو

اقسام البدل اربعۃ بدل کی چار اقسام ہیں

بدلُ الکلِّ مِن کل بدل کل اپنے کل میں سے

وَ هُوَ مَا مَدلُولُهٗ مدلول المتبوع

وہ بدل کہ اس کا مدلول متبوع کا مدلول ہو جاءنی زید اخوک

بدل البعض من کل وہ بدل جو کل میں سے بعض ہو

وهُوَ مَا مَدلُولُهٗ جُزءُ مَدلُولُ المَتبُوعِ

جس کا مدلول متبوع کے مدلول کا جزء ہو ضربت زید اراسہ

بدل الاشتمال وَ هُوَ مَا مَدلُولُهٗ مُتَعَلِّقُ المَتبُوعِ

وہ جس کا مدلول متبوع کا متعلق ہو

جیسے سُلِبَ زَیدٌ ثَوبُهٗ زید اس کا کپڑا چھینا گیا۔

بدل الغلط وَهُوَ مَا یُذکَرُ بَعدَ الذِّکرِ الغَلَطِ

وہ جس کو غلطی کے بعد ذکر کیا جائے جاءنی زید جعفر

نوٹ اشتمال کے معنیٰ ومفہوم کے متعلق

اشتمال کا معنیٰ ہے مشتمل ہونا اور مشتمل سے مراد کوئی چیز اس پر مشتمل ہو جو اس سے خارج ہو۔ جیسے بدل بعض میں ~~بلطل~~ بعض حصہ ہے تو وہ اسی چیز کا حصہ ہے اور بدل بعض میں وہ اس چیز کا حصہ نہیں بلکہ اسے خارج ہے۔

مثلاً ایک انسان کے کان ناک سر بدل بعض میں اس کا حصہ ہیں اور انسان کی چادر عمامہ کرتہ وغیرہ اس کا اشتمال ہیں

قاعدہ: بدل اگر معرفہ سے نکرہ ہو (یعنی مبدل منہ معرفہ ہو اور بدل نکرہ ہو) تو اس کی صفت لانا واجب ہے بالنَّاصِیَۃِ یہ مبدل معرفہ ہے ناصیۃ بدل نکرہ ہے۔ اور کَاذِبَۃٍ خَاطِئَۃٍ اس کی صفت ضروری لائی ہے۔

قاعدہ: اور اس کے عکس میں واجب نہیں ہے۔
یعنی اگر مبدل منہ نکرہ اور بدل معرفہ ہو تو صفت لانا ضروری نہیں ہے۔

قاعدہ: اور اگر دونوں ہم جنس ہوں یعنی یا دونوں نکرہ ہوں یا دونوں معرفہ ہوں تب بھی صفت لانا ضروری نہیں ہے۔

عَطْفُ الْبَیَانِ: تَابِعٌ غَیْرُ صِفَةٍ یُوَضِّحُ مَتْبُوْعَهٗ وَهُوَ اَشْهَرُ اسْمَیِ شَیْءٍ
وہ تابع جو صفت کے بغیر اپنے متبوع کی وضاحت کرے اور وہ کسی ایک چیز کے دو ناموں میں سے مشہور ہو
قام ابو حفص عمر قام عبداللہ بن عمر

قاعدہ: اور بعض نحوی کہتے ہیں کہ یہ لفظی طور پر بدل کے مشابہ ہوتا ہے اور ہم کہتے ہیں کہ یہ لفظی طور پر بدل کے مشابہ نہیں ہوتا اس کے مثل۔ جیسے شاعر کے شعر میں۔

الباب الثانی

دوسرا باب اسم مبنی کے بارے میں ہے۔

تعریف: هُوَ اِسْمٌ وَقَعَ غَیْرَ مُرَكَّبٍ مَعَ غَیْرِهٖ
ترجمہ: وہ اسم جو غیر سے مرکب نہ ہو۔
مثلاً ا۔ ب۔ ت۔ ث۔ مثلاً احد اثنان ثلاثہ
جیسا کہ لفظ زید اگر وہ اکیلا ہو تو سکون پر مبنی بالفعل ہوگا اور بالقوۃ وہ معرب ہوگا۔
یا پھر وہ مبنی الاصل کے مشابہ ہوگا بان طور پر

کہ وہ اپنے معنی پر دلالت کرنے میں قرینے کا محتاج ہو
جیسا کہ اسم اشارہ ھؤلاء (یہ مشار الیہ کا محتاج ہوتا ہے)
اس کی مثال یہ کہ یا وہ تین حروف سے کم ہو
یا حرف کا معنی اپنے ضمن میں لیا ہوا ہو گا ذا. من
(من تین حروف سے کم ہے۔ اپنے ضمن میں یہ معنی لیے ہوتا
ہے کہ یہ ابتداء کے لیے آتا ہے اور اس کا معنی ابتدا بھی ہوتا ہے)

یہ قسم کبھی بھی معرب نہیں ہوتی (یعنی یہ متمکن نہیں ہوتی)

حکم: اس کا حکم یہ ہے کہ عوامل کے بدلنے سے
ان کا آخر تبدیل نہیں ہو گا

حرکات کے نام: ان کی حرکات کا نام ضمہ فتحہ کسرہ سکون اور وقف رکھا گیا

اقسام: مضمرات اشارہ ...

المضمر: اِسْمٌ وُضِعَ لِيَدُلَّ عَلٰى مُتَكَلِّمٍ اَوْ مُخَاطَبٍ
اَوْ غَائِبٍ تَقَدَّمَ ذِكْرُهُ لَفْظًا اَوْ مَعْنًى اَوْ حُكْمًا
وہ اسم جس کو وضع کیا گیا ہو متکلم مخاطب یا ایسے
غائب پر دلالت کرنے کے لیے جس کا ذکر لفظاً معنیً یا حکماً پہلے ہوا ہو

ضمیر کی دو اقسام: ضمیر کی دو قسمیں ہیں۔

متصل: هُوَ مَا لَا يُسْتَعْمَلُ وَحْدَهُ
وہ جس کو اکیلا استعمال نہ کیا گیا ہو یا تو
وہ مرفوع ہو گی جیسے ضَرَبْتُ سے ضَرَبْنَ
(اب یہ ضربتُ سے اس لیے شروع کیا کہ یہ اعرف المعارف ہے
سب سے زیادہ معرفہ واحد متکلم پھر جمع متکلم پھر مخاطب اور
پھر غائب ہے) یا منصوب ہو گی ضربنی. ضربھن
یا مجرور متصل ہو گی غلامی لی سے غلامھن لھن

ضمیر کبھی بولتی نہیں جو ضمیر حالت نفی میں ہوگی صفات کے صیغوں میں وہی ضمیر نفی میں بھی ہوگی۔ تضربین میں یاء ضمیر ہی ہوگی اور فاعلان میں بھی ھما ضمیر اور فاعلین میں بھی ھما ہوگی۔

83

منفصل هُوَ مَا يُسْتَعْمَلُ وَحْدَهُ

وہ جس کو اکیلا استعمال کیا جائے

یا تو مرفوع ہوگی انا سے ھن۔

یا منصوب ہوگی ایای سے ایاھن

اور یہ ساٹھ ضمیر ہیں ہو گئیں۔

قاعدہ: اور تو جان لے کہ بے شک ضمیر مرفوع متصل ماضی غائب میں خاص طور پر پوشیدہ ہوتی ہے

غائب: غائب سے مراد ضرب میں ھو اور ضربت میں ھی

متکلم: فعل متکلم میں مطلقاً پوشیدہ ہوتی اضرب میں انا

مخاطب: مضارع مخاطب میں تضرب میں انت

اور مذکر غائب اور مونث غائب میں یضرب میں ھو اور تضرب میں

صفت کے صیغوں میں ضمیر پوشیدہ ہوتی ہے۔

اور صفت کے تمام صیغوں میں اسم فاعل و اسم مفعول اور ان کے علاوہ تمام میں ضمیر مطلقاً پوشیدہ ہوتی ہے

{ یعنی ضاربان میں الف ضمیر اور ضاربون میں واؤ ضمیر فاعل نہیں بنے گی یہ اس لیے کہ ایک قاعدہ ہے فاعل اسم ظاہر ہو تو فعل ہمیشہ واحد آئے گا۔ اب یہ واحد ہونا فعل کے ساتھ خاص ہے ضربا میں ضرب فعل واحد ہے اور الف تثنیہ اس کا فاعل ہے۔ اور اسم فاعل میں تثنیہ اور جمع کی ضمیر اس لیے فاعل بنتی ہے کہ وہ دونوں اسم کے ساتھ خاص ہیں جیسے ضاربان میں ضارب اسم ہے اسم کا خاصہ ہے کہ وہ تثنیہ ہو سکتا ہے اس لیے تثنیہ کی ضمیر ھما اس کا فاعل بنے گی

قاعدہ: اور ضمیر منفصل کا استعمال جائز نہیں ہے سوائے اس کے کہ متصل کا تعذر ہو (یعنی متصل کا آنا مشکل ہو)

ایاك نعبد (یہ نعبدك بھی تو ہو سکتا ہے لیکن لیکن ایاك کو شروع حصہ پیدا کرنے کے لیے لایا ہے کہ وضاحت کرنے کے لیے کہ ہم صرف اللہ ہی کی عبادت کرتے ہیں۔

فرض کریں ایک کتاب ہے تو اس کے اندر جو چیز ہے وہ ہماری ذمہ داری ہے اور باہر والی نہیں ہے) اب یہاں کاف ضمیر شروع میں اکیلا نہیں لا سکتے تعذر ہے یہ مشکل ہے کہ کاف کو لفظ کیا جائے تو اس لیے ضمیر منصوب منفصل لائی ہے۔

ایاك نستعین: ہم تجھ ہی سے مدد طلب کرتے ہیں۔

اس کا مطلب ہے کہ ہم حقیقی طور پر اللہ سے مدد طلب کرتے ہیں اور عطائی طور پر ہماری مدد ولی اور نبی بھی کرتے ہیں

اعتراض: ڈائریکٹ اللہ سے مانگنا چاہیے اللہ فرمایا۔

نحن اقرب من حبل الورید ہم شہ رگ سے زیادہ قریب ہیں

الجواب: تو پھر اللہ نے یہ فرمایا۔ ولو انهم اذ ظلموا جاءوك فاستغفروا اللہ۔ اور اگر وہ اپنی جانوں پر ظلم کر لیں تو وہ تمہارے پاس آئیں پس وہ اللہ سے استغفار کریں

اس طرح کی اور بھی بہت ساری چیزیں قرآن و حدیث سے ثابت

نکتہ: عام طور پر جو مسجدوں میں آیت لکھی ہوتی ہے معنیوم:

اللہ کی مسجدوں میں غیر اللہ کو نہ پکارو تو اس کا جواب یہ ہے کہ پھر مسجد میں جا کر نماز پڑھتے ہو السلام علیك ایھا النبی کہہ کر یا ایھا المزمل کہہ کر نبی کو کیوں پکارتے ہو۔ حی علی الصلوۃ کہہ کر مسجد لوگوں کو کیوں پکارتے ہو

(استاد وسیم صاحب کا جواب گرامی بندے کے ذہن میں صرف سوال آتا ہے)

ترجمہ: وما ضربک الا انا   نہیں تجھے مارا سوائے میرے

انا زید :   اب زید کی وضاحت کے لیے پہلے ضمیر آ گئی

وما انت الا قائما   اور تو تو کھڑا ہے۔

قاعدہ: اور تو جان لے کہ ضمیر جملے سے پہلے واقع ہوتی ہے وہ جملہ اس کی تفسیر کرتا ہے اور اس کا نام رکھا گیا ہے ضمیر شان مذکر میں اور مونث میں ضمیر قصہ

قل ھو اللہ احد   وانھا زینب قائمۃ

قاعدہ: جب خبر معرفہ ہو یا اسم تفضیل من کی وجہ سے ہو تو مبتدا اور خبر کے درمیان ضمیر مرفوع منفصل کا صیغہ مبتدا کے مطابق داخل ہوگا اور اس کا نام رکھا گیا ہے ضمیر فصل اس لیے کہ وہ خبر اور صفت میں فاصلہ (یعنی فرق) کرتی ہے۔

مثلاً زید ھو القائم [اب یہاں زید اور قائم میں دس چیز کی مطابقت موصوف صفت والی پائی جاتی ہے اگر ضمیر فصل نہ ہو تو یہ فرق نہیں کیا جاتا کہ یہ مبتدا خبر ہے یا موصوف صفت ہے اب یہ ضمیر فصل آئی تو اسے یہ بات واضح ہو گئی کہ یہ مبتدا اور خبر کی ترکیب ہے اور اسی طرح اسم تفضیل کی مثال۔ کان زید ھو افضل من عمرو   اب یہ اسم تفضیل حرف من کے ساتھ خاص جس میں ضمیر فصل ہو گی اس میں نہ ضمیر ال کی ہو گی نہ اضافت کی ہو گی۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان   کنت انت الرقیب علیھم

فصل اسماء اشارہ: مَا وُضِعَ لِيَدُلَّ عَلٰى مُشَارٍ اِلَيْهِ

اسمائے اشارہ سے مراد وہ جس کو وضع کیا گیا ہو کہ وہ مشار الیہ پر دلالت کرے
یہ پانچ الفاظ اور چھ معانی ہیں۔ اور وہ ذا مذکر کے لیے
اور ذان اور ذین تثنیہ مذکر کے لیے آتا ہے۔
اور تا تی ذی تہ ذہ تہی اور ذہی مونث کے لیے آتے ہیں
اور تان اور تین مونث تثنیہ کے لیے آتے ہیں۔
اور اولاء مد کے ساتھ اور بغیر مد کے دونوں صورتوں میں جمع کے لیے آتا ہے
اور کبھی ملا دیا جاتا ہے ان کے شروع میں ھا تنبیہ ھذا. ھذان
ھؤلاء **قاعدہ** اور ملا دیا جاتا ہے ان کے آخر میں حرف خطاب
اور وہ بھی پانچ الفاظ اور چھ معانی ہیں۔ کَ کما کم کِ کُنَّ
پس وہ پچیس ہوئے اور حاصل ہوئے پانچ کو پانچ سے ضرب دینے سے
اور وہ ذاکَ سے ذاکُنَّ تک اور اسی طرح باقی۔
قاعدہ اور جان لے کہ ذا اسم اشارہ قریب کے لیے ذلک بعید
کے لیے اور ذاک متوسط کے لیے ہے۔

اَلْمَوْصُوْلُ: لَا يَصْلُحُ اَنْ يَكُوْنَ جُزْءً تَامًّا مِنْ جُمْلَةٍ اِلَّا بِصِلَةٍ بَعْدَهٗ

ایسا اسم جو جملے کی جزء تامہ بننے کی صلاحیت
نہیں رکھتا مگر اپنے بعد صلہ سے مل کر (صلاحیت رکھتا ہے)

صلہ: جُمْلَةٌ خَبَرِيَّةٌ وَلَا بُدَّ مِنْ عَائِدٍ فِيْهَا يَعُوْدُ اِلَى الْمَوْصُوْلِ

اور صلہ جملہ خبریہ ہوتا ہے اور ضروری ہے اس میں عائد ہو
جو اسم موصول کی طرف لوٹے۔
اس کی مثال الذی ہمارے قول میں جاء الذی ابوہ قائم

مذکر	الذی	الذان الذین	الذین الائی
مونث	التی	اللتان اللتین	اللاتی اللواتی اللاءِ

ما. من ای اور ایۃ اسم موصول کے لیے آتے ہیں

ذو: بنی طی کی لغت میں ذو الذی کے معنی میں ہوتا ہے
جیسے کہ شاعر کا قول۔

ترجمہ: پس بے شک پانی وہ پانی جو میرے باپ اور دادا
کا ہے۔ اور میرا کنواں جسکو میں نے کھودا اور جس کا میں نے منڈیر بنایا
یعنی الذی حفرتہ۔ یعنی جس کو میں نے کھودا۔
یہاں ذو الذی کے معنی میں ہے۔

الف لام: اور الف لام بھی الذی کے معنی میں آتا ہے
اس کا صلہ اسم فاعل اور اسم مفعول ہو
جیسے جاءنی الضارب زیدا۔ یعنی الذی ضرب زیدا
یعنی وہ آیا میرے پاس جس نے زید کو مارا۔
یہاں الف لام الذی کے معنی میں ہے۔

قاعدہ: عائد اگر مفعول ہو تو عائد کو لفظاً حذف کرنا
بھی جائز ہے قام الذی ضربت یعنی الذی ضربتہ
[اب اس میں بات ضمیر صلہ عائد نہیں بن سکتی کیونکہ
یہ متکلم کی ہے اور متکلم یا مخاطب کی ضمیر لوٹتی ہے نہیں
صرف غائب کی ضمیر راجع ہوتی ہے]

ایٌّ اور ایّۃٌ

اور تو جان لے کہ بے شک ای اور ایۃ معرب
ہوں گے سوائے اس کے کہ ان دونوں کے صدر صلہ کو حذف
کیا گیا ہو (ابتداء) کو اشد سے پہلے ھو محذوف ہے

اسماء الافعال: هُوَ كُلُّ اِسْمٍ بِمَعْنَى الْأَمْرِ وَالْمَاضِي

اسماء افعال سے مراد ہر وہ اسم جو فعل امر یا ماضی کے معنی میں ہو

رُوَيْدَ زَيْدًا یعنی تو مہلت دے زید کو

هَيْهَاتَ زَيْدٌ یعنی زید دور ہوا

یا وہ فعال کے وزن پر ہوگا امر کے معنی کے ساتھ اور ثلاثی مجرد سے قیاسی طور پر ہوگا۔ جیسے نزال بمعنی انزل۔ تراك بمعنی اترك اور فعال اس کے ساتھ ملا ہوا ہوگا مصدر معرفہ ہوگا۔ جیسے فجار بمعنی الفجور (اس سے مراد خاص فاجر ہے) یا پھر صفت ہوگا مونث کے لیے جیسے فساق بمعنی فاسقۃ (خاص فاسقہ ہے) لکاع بمعنی لکاعۃ (یعنی بیوقوف عورت) یا وہ ذات مونث کا نام ہوگا۔ جیسے قطام اور غلاب عورتوں کے نام اور حضار ستارے کا نام ہے۔

اور یہ تینوں (مصدر معرفہ۔ صفت مونث اور ذات مونث کا نام) اسمائے افعال نہیں ہیں اور ان کو اس جگہ فعال کے وزن کے مناسبت کی وجہ سے ذکر کیا ہے۔

فصل الاصوات: كُلُّ لَفْظٍ حُكِيَ بِهِ صَوْتٌ

ہر وہ لفظ جس کو آواز کے ساتھ حکایت کیا گیا ہو جیسے غاق کوے کی آواز یا جانوروں کے لیے آواز جیسے بٹھانے کے لیے اونٹ کو نخ

فصل المرکبات: كُلُّ اِسْمٍ رُكِّبَ مِنْ كَلِمَتَيْنِ لَيْسَتْ بَيْنَهُمَا نِسْبَةٌ

ہر وہ اسم جو دو کلموں سے مرکب ہوا اور ان کے درمیان نسبت نہ ہو پس اگر دوسرا کلمہ کسی حرف کو شامل ہو تو وہ دونوں مبنی علی الفتح ہوں گے جیسے احد عشر سے تسعۃ عشر سوائے اثنا عشر لیس بے شک وہ تثنیہ کی طرح معرب ہوگا اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ بدلتا ہے یعنی حالت رفعی میں اثنان اور حالت نصبی و جری اور اثنین آئے اور باقی تمام تینوں حالتوں میں ایک ہی طرح رہتے ہیں۔

اور اگر وہ دوسرا حرف کسی حرف کو شامل نہ ہو تو اس میں بہت لغات ہیں (یعنی بہت طرح پڑھا جا سکتا ہے) لیکن فصیح ترین لغت یہ ہے کہ پہلے کو مبنی علی الفتح پڑھیں اور دوسرے کو معرب غیر منصرف کی طرح پڑھیں جیسے بَعْلَبَكُّ اس کی مثال جاءنی بعلبكُّ دائیت بعلبكَّ مررت ببعلبكَّ

فصل الكنايات:

هِيَ اَسْمَاءٌ تَدُلُّ عَلَى عَدَدٍ مُّبْهَمٍ اَوْحَدِيْثٍ مُّبْهَمٍ

وہ اسماء جو مبہم عدد یا مبہم بات پر دلالت کرتے ہیں کم اور کذا۔ کَیْتَ اور ذَیْتَ

اور تو جان لے کہ بے شک کم کی دو قسمیں ہیں۔

کم استفهامیه: مَا بَعْدَهَا مَنْصُوْبٌ مُفْرَدٍ عَلَى التمیز

وہ جس کا بعد تمیز پر مفرد منصوب ہو کم رجلاً عندک

کم خبریه: ما بعدها مجرور مفردا

وہ جس کا بعد مفرد مجرور ہو کم مال انفقته یا مجموع (جمع بھی ہو سکتا ہے) کم رجال لقیتهم

اور اس کا معنی ہے کثرت کتنے ہی مرد ہیں جن سے میں ملا

کم چاہے استفہامیہ ہو یا خبریہ ہو دونوں صورتوں میں من داخل ہو سکتا ہے۔

قاعدہ: اور کبھی کبھی تمیز کو قرینے کے قائم ہونے کے ساتھ حذف کر لیا جاتا ہے۔ کم مالک ای کم دینارا مالک

کم ضربت ای کم ضربة ضربت

کم کی دو وجہیں

کم کی دو وجہیں : تو جان لے کہ کم کی دو وجہیں
ہیں جب اس کے بعد فعل ہو اور وہ فعل میں مشغول
ہو چیز میں مشغول نہ ہو (ضمیر سے اعراض کرتا ہو) تو منصوب ہوگا
[~~جہاں منفی کا ترجمہ اس لیے کیا ہے کہ~~ [عام طور پر عن
کے متعلق قاعدہ یہ ہے کہ یہ بعد کے لیے آتا ہے اس کا
ترجمہ نفی والا ہوتا ہے لیکن یہاں مثبت والا ترجمہ اس
لیے کیا ہے عن سے ~~پیچھے~~ غیر آیا ہوا ہے اور یہ بھی نفی کا
معنی دیتا ہے جب نفی نفی مل گئے تو مثبت والا ترجمہ ہوگا]
جیسے کم رجلا ضربت   کم غلاما ملکت.
~~کم غلاما حالت رفعی میں ہے تمیز مل کر مبتدا~~
~~بنے گا محلی طور پر مجرور ہے~~
~~اور مفعول بہ ہوتا ہے کم ضربۃ ضربت~~
~~کم ضربۃ ضربت~~

کم غلاما ملکت   یہ ملکت فعل کا مفعول بہ مقدم بن رہا ہے
اس لیے منصوب ہے   کم ضربۃ ضربت. کم ضربۃ ضربت
یہ مفعول مطلق بن رہا ہے تب منصوب ہے۔
کم یوما سرت   کم یوما صمت   یہ مفعول فیہ ہے۔

مجرور : جب کم سے پہلے حرف جار ہو یا مضاف ہو
تو مجرور ہوگا   بکم رجلا مررت   علی کم رجل حکمت
غلام کم رجلا ضربت (کتنے مرد کے غلاموں کو میں نے مارا)
مال کم رجل سلبت (کتنے مرد کے مال کو میں نے سلب کیا)

مرفوع : اگر مذکورہ دونوں چیزوں میں (یعنی کم کے بعد ایسا فعل نہ ہو جو اس میں
عمل کر رہا ہو یا اس سے پہلے حرف جر یا مضاف نہ ہو) تو مرفوع ہوگا

اگر کم ظرف نہ ہو تو مبتدا ہوگا (اس وجہ سے مرفوع ہوگا)
کم رجلا اخوک کم رجل ضربتہ
اگر کم ظرف ہو تو خبر ہوگا (اس وجہ سے مرفوع ہوگا)
کم یوماً سفرک کم شھر صومی ۔

فصل : الظروف المبنیۃ علی اقسام

ان میں سے وہ جو اضافت سے منقطع کر دیے گئے ہوں اس طور پر کہ مضاف الیہ کو حذف کیا گیا ہو جیسے قبل بعد ۔ فوق ۔ تحت اللہ تعالیٰ کا فرمان للہ الامر من قبل ومن بعد
ای من قبل کل شیء و من بعد کل شیء
[جب مضاف الیہ ذہن میں کوئی شے موجود ہو تو وہاں مبنی ہوں گے ورنہ معرب ہوں گے]
یہ اس صورت میں ہے مضاف الیہ محذوف موجود ہو متکلم کے ذہن میں اور اگر ذہن میں موجود نہ ہو معرب ہوگا ۔ جیسا کہ اس آیت ایک قرات میں یہ پڑھا گیا وہاں متکلم کے ذہن میں ایسی چیز مضاف الیہ محذوف نہیں للہ الامر من کل و من بعد

غایات : اور اس کا نام رکھا گیا ہے غایات
غایات سے مراد ہے وہاں ہی اس چیز کا (اینڈ) خاتمہ ہو اس کے آگے چیز نہ ہو ۔ جیسے من قبل اور بعد پر اینڈ ہوا

حیث : بھی ظروف مبنیہ میں سے ہے اس کو مبنی کیا گیا ہے کہ اس کی مشابہت ہے غایات کے ساتھ ۔
اضافت کے لازم ہونے کے ساتھ اکثر طور پر جملے کی طرف
(اللہ کا فرمان) سنستدرجھم من حیث لا یعلمون

اب حیث غایات کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے اس وجہ سے اسکے اس کے بعد جملہ آیا ہے یہ خود غایات میں سے نہیں وورنہ غایات کو
اور کبھی کبھی مفرد کی طرف مضاف کیا جاتا ہے جیساکہ شاعر کا قول

اما تری حیث سہیل طالعا

یعنی سہیل کی جگہ پس ~~جہاں~~ حیث مکان (جگہ) کے معنی
میں ہے اس کے لیے شرط یہ ہے کہ وہ جملہ کی طرف مضاف
ہو اجلس حیث یجلس زید

اذا: ظروف مبنیہ میں سے ہے جب یہ ماضی پر داخل
ہوتے ہیں تو وہ مستقبل کے معنی میں ہو جاتا ہے (جب اللہ کی مدد آئیگی)
اور وہ شرط کے معنی کے لیے بھی آتا ہے اور جائز ہے
کہ وہ جملہ اسمیہ کے بعد واقع ہوتا ہے کہ اس کے بعد
جملہ اسمیہ واقع ہوتا ہے آتیتک اذا الشمس طالعۃ
اور جملہ فعلیہ کو چنا گیا ہے (زیادہ پسند ہے)
آتیتک اذا طلعت الشمس

اذا فاجلہ: اور کبھی کبھی فاجلہ کے لیے آتا ہے (نجائیہ)
(اس کا معنی اچانک ہوتا ہے) پس اس کو اختیار کیا
گیا ہے کہ اس کے بعد مبتدا ہو۔ **خرجت** فاذا السبع واقف
میں نکلا پس جب اچانک شیر آگیا۔

اذ: ظروف مبنیہ میں سے ہے یہ ماضی کے لیے ہے
اور واقع ہوتے ہیں اس کے بعد دونوں جملے (جملہ اسمیہ اور فعلیہ)
جئتک اذ طلعت الشمس ۔ اذ الشمس طالعۃ

این اور انٰی: یہ بھی مکان کے لیے آتے ہیں استفہام
کے معنی میں جیسے این تمشی ۔ انی تقعد

اور شرط کے معنیٰ میں ہوتا ہے این تجلس اجلس
انی تقم اقم
متی: یہ بھی زمانہ کے آتا ہے شرط یا استفہام
متی تقم اقم متی تسافر
کیف: یہ حال پوچھنے کیلئے آتا ہے کیف انت
یعنی تیرا کیا حال ہے۔
ایّان: زمانہ کے بارے میں پوچھنے کے لیے آتا ہے
ایان یوم الدین۔
منذ اور مذ پہلے مدت کے معنیٰ کے لیے آتے ہیں اگر یہ
متی کا جواب بننے کے لیے کی صلاحیت رکھتے ہوں
ما رایتہ منذ ومذ یوم الجمعۃ اس کے
جواب میں کہا کہ جس نے کہا متی ما رایت زیدا
(تو نے کب سے زید کو نہ دیکھا۔ میں نے زید کو جمعہ سے نہ دیکھا
یعنی اس کے نہ دیکھنے کی مدت کی ابتداء جمعہ کے
دن سے ہے۔
اور منذ مذ تمام مدت کے معنیٰ کے لیے بھی آتے ہیں
اگر کم کم کا جواب بننے کی صلاحیت رکھتا ہو
ما رایتہ مذ اومنذ یومان میں نے زید کو دو دن سے نہ دیکھا
جس نے کہا کم مدۃ ما رایت زیدا (کتنی مدت سے تو زید کو نہ دیکھا
تمام مدت سے میں نے زید کو نہ دیکھا دو دن کی۔
لدی، لدن: یہ دونوں عند کے معنیٰ میں ہیں
المال لدیک تیرے پاس مال ہے۔
فرق: ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ جب

میں مال کا حاضر ہونا شرط نہیں (مثلاً کوئی کہے المال عندی۔ میرے پاس مال ہے تو ضروری نہیں کہ اس وقت اس کے پاس مال ہو بلکہ اس کی ملکیت میں مال ہے)

لدی اور لدن میں شرط ہے کہ اس کے پاس مال ہو اور ان کے لیے دوسری لغات بھی آتی ہیں۔ لدُنِ لدُنَ لدُ ۔۔۔

قط: بھی ظروف مبنیہ میں سے ہے یہ ماضی منفی کے لیے ہے ما رایتہ قط (میں نے اس کو کبھی نہیں دیکھا)

(یہ ماضی منفی کے لیے خاص ہے ماضی مثبت کے لیے نہیں آ سکتا یعنی یہ نہیں کہا جا سکتا رایت زیدا قط)

عوض: یہ بھی مستقبل منفی کے لیے آتا ہے لا اضربہ عوض

قاعدہ: اور تو جان لے کہ جب ظروف کو جملے کی طرف مضاف کیا جائے یا اِذْ کی طرف مضاف کیا جائے تو اس کو مبنی علی الفتح پڑھا جائے گا جیسے ھذا یومَ ینفع الصادقین صدقھم اور اسی طرح یومئذٍ اور حینئذٍ اور اسی طرح حینئذٍ مثل، غیر، مع ما ان اور اَنَّ تو کہتا ہے ضربتہ مثل ما ضرب زید وغیر ان ضرب زید یہ تمام بھی جملہ کی طرف مضاف ہوکر مبنی علی الفتح ہو

امس: یہ بھی ظروف مبنیہ میں سے ہے اہل حجاز کے نزدیک کسرہ کے ساتھ۔

الخاتمہ اسم میں اس کے تمام احکام میں اس کے ملحقات کے بارے میں سوائے معرب اور مبنی ہونے کے اور اس میں فصلیں ہیں

اقسام: اسم کی دو قسمیں ہیں۔

1) معرفہ

2) نکرہ

معرفہ کی تعریف: اِسْمٌ وُضِعَ لِشَیْءٍ مُّعَیَّنٍ
وہ اسم جس کو معین چیز کے لیے وضع کیا گیا ہو
اور اس کی چھ اقسام ہیں۔
ضمیر اعلام مبہمات میری مراد اسماء اشارات
موصولات معرف باللام اسم کا ان تمام میں کسی
ایک کی طرف اضافت معنوی کے ساتھ ایک ہونا
معرف بالنداء

والعلم: مَا وُضِعَ لِشَیْءٍ مُّعَیَّنٍ لَا یَتَنَاوَلُ غَیْرَہٗ
بِوَضْعٍ وَّاحِدٍ وہ جو معین چیز کے لیے وضع کیا گیا ہو
ہو اور معین شی کسی اور کو وضع واحد کے ساتھ شامل نہ

اعرف المعارف: معارف میں زیادہ معرفہ
متکلم کی ضمیر ہے انا اور نحن پھر مخاطب
کی جیسے اَنْتَ پھر غائب کی جیسے ھو پھر علم
پھر مبہمات پھر معرف باللام پھر معرف بالنداء
پھر وہ مضاف جو مضاف الیہ کی صورت میں ہو
(جیسے زید خود معرفہ ہے۔ اور غلام نکرہ ہے اسے
مراد کوئی بھی غلام ہو سکتا ہے لیکن جب اس غلام
کی اضافت زید کی طرف کی گئی تو وہ خاص ہو گیا۔
غلام زید معرفہ ہو گیا)

النکرۃ: مَا وُضِعَ لِشَیْءٍ غَیْرِ مُعَیَّنٍ کَ رَجُلٍ فَرَسٍ
وہ جس کو وضع کیا گیا ہو ایسی شے کے لیے جو غیر معین ہو
جیسا کہ مرد (کوئی بتا نہیں کونسا مرد ہے)
فرس (سے مراد کوئی بھی گھوڑا ہو سکتا ہے)

فصل اسماء العدد   اسمائے عدد کے متعلق فصل

تعریف: مَا وُضِعَ لِيَدُلَّ عَلٰى كَمِّيَّةِ اٰحَادِ الاَشْيَاءِ
وہ جن کی ایجاد کی گئی ہو تا کہ وہ اشیاء کی احاد کی
کمیت پر دلالت کرے۔

[احاد سے مراد ایک ایک چیز مثلاً کلاس میں دس
بندے ہوں تو ایک پھر دوسرا پھر تیسرا..... دس تک
ایک ایک کی تعداد کو احاد کہتے ہیں۔
اشیاء کی مقدار/تعداد کو کمیت کہتے ہیں۔
اشیاء کی تعداد پر دلالت کرنے والے عدد کہتے ہیں]

عدد کے اصول: عدد کے اصول بارہ کلمات ہیں
ایک سے لے کر دس تک اور سو اور ہزار
اور اس کا استعمال واحد سے لے کر دو تک ہوتا ہے قیاس
کے مطابق یعنی مراد مذکر کے لیے تاء کے بغیر اور مونث کے لیے تاء کیساتھ
~~تو کہتا ہے رجل واحد اور رجلین اثنان~~ مردوں
اور دو ~~مردوں کے~~
جیسا کہ ایک مرد کے متعلق تو کہتا ہے واحد اور
دو مردوں کے متعلق تو کہتا ہے اثنان
اور ایک عورت کے متعلق کہتا ہے واحدۃ
اور دو عورتوں کے متعلق کہتا ہے اثنتان اور ثنتان

نوٹ: ایک اور دو کی تمیز لانا ضروری نہیں ہے
کیونکہ ان سے ہی یہ بات واضح ہو جاتی ہے۔ واحد
سے مراد ایک ہی مرد ہے اور اثنان سے مراد
دو مرد ہیں۔ اور جب رجال بہت سارے مرد
آجائیں تو یہاں تمیز لانا ضروری ہے یہاں پتا نہیں ہے کہ کتنے مرد ہیں

تین سے دس تک خلاف قیاس آتے ہیں میری مراد مذکر کے لیے
تاء کے ساتھ اور مونث کے لیے بغیر تاء کے۔ جیسے
مذکر: ثلاثة رجال سے عشرة رجال۔ مونث: ثلاث نسوة سے عشر نسوة

ترجمہ: اور دس کے بعد تو کہے گا احد عشر رجلا اور اثنا عشر رجلا
اور ثلاثة عشر رجلا سے تسعة عشر رجلا تک
اور مونث احدی عشرة امراة اور اثنا عشرة امراة
اور مونث ثلاث عشرة امراة سے تسع عشرة امراة
اور اس کے بعد تو کہے گا عشرون رجلا اور عشرون امراة
{عشرون دہائیاں مذکر و مونث دونوں کے لیے ایک ہی آتا ہے}
تسعین رجلا تک بغیر فرق - احد وعشرون رجلا - احدی
وعشرون امراة ۔ اثنان وعشرون رجلا ۔ اثنتان وعشرون
امراة ۔ ثلاثة وعشرون رجلا ۔ الثلاث وعشرون امراة
تسعة وتسعین رجلا ۔ تسع وتسعین امراة -

اور مائة رجل اور مائة امراة اور الف رجل
الف امراة ۔ مائتا رجل مائتا امراة ۔ الفا رجل
الفا امراة مذکر اور مونث کے درمیان فرق کیے بغیر آئیں گے
پس جب سو اور ہزار سے زیادہ ہو جائے تو وہی قیاس
کے مطابق آئے گا جو تو نے جان لیا۔

پہلے الف (ہزار) کو مقدم کیا جائے گا پہلے لایا جائے گا) سو پر
سو سے پہلے ہزار کو لایا جائے گا ~~پھر سو کو~~ سو پر۔ پھر سو کو لایا
احاد اکائی پر۔ پھر اکائیوں کو لایا جائے گا دہائیوں پر
جیسے تو کہتا ہے عندی الف ومئة واحد وعشرون رجلا
میرے پاس ایک ہزار ایک سو اکیس مرد ہیں۔

والفان ومائتان واثنان وعشرون رجلا ۔
دو ہزار دوسو بائیس مرد
وار بع آلاف وتسع مئة وخمس واربعون امرأة
چار ہزار نوسو پینتالیس عورتیں

سابقہ سے سابقہ صفحہ میں جو نوٹ درج ہے اس کی وضاحت یہ قاعدہ کرتا ہے۔

اور تو جان لے کہ بے شک واحد اور تثنیہ دونوں کے لیے تمیز نہیں ہوتی اس لیے کہ تمیز کا لفظ اس سے مستغنی کر دیتا ہے اس میں عدد کے ذکر سے ۔ تو کہتا ہے۔
عندی رجل ورجلان

قاعدہ: اور بہرحال سارے اسمائے اعداد کے لیے تمیز ضروری ہے تین سے لے کہ دس تک کی تمیز (تمیز) مجرور جمع ہوگی تو کہے گا ثلاثة رجالٍ ثلاث نسوةٍ سوائے اس کے کہ جب لفظ سو تمیز ہو تو اس وقت وہ مفرد مجرور ہوگا تو کہے گا ثلاث مئة اور تسع مئة والقیاس حالانکہ قیاس کے مطابق اس نے مئات یا مئین آنا تھا۔

قاعدہ: گیارہ سے لے کر ننانوے تک کی تمیز مفرد منصوب ہوگی تو کہتا ہے احد عشر رجلا
اور احدی عشرة امرأة اور تسعة وتسعون رجلا تسع وتسعون امرأة.

قاعدہ: سو اور ہزار اور ان دونوں کے تثنیہ کی تمیز اور ہزار کے جمع کی تمیز مفرد مجرور آتی ہے ۔
تو کہتا ہے مئة رجلٍ مئة امرأةٍ الف رجلٍ . الف امرأةٍ
مئتا رجلٍ ، ومئتا امرأةٍ . الفا رجلٍ . الفا امرأةٍ

الاسم اما مذکر واما مؤنث

اسم یا تو مذکر ہوگا اور یا تو مؤنث ہوگا

فالمؤنث: مَا فِیْہِ عَلَامَۃُ التَّانِیْثِ لفظاً اَوْ تقدیراً

مونث وہ جس میں لفظاً اور تقدیراً علامت تانیث نہ ہو

والمذکر: مَا بِخِلَافِہٖ۔ وہ جو اس کے خلاف ہو

وہ جس میں علامت تانیث ہو۔

علامت التانیث ثلاثۃ اور تانیث کی تین علامتیں ہیں

تاء جیسے طلحۃ [طلحۃ اس میں تاء مونث کی علامت

ہے۔ طلحۃ مذکر کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے اور مونث کے لیے

بھی استعمال ہوتا ہے طلحۃ مرد کا نام بھی ہو سکتا ہے اور عورت

کا نام بھی ہو سکتا ہے لیکن یہاں صرف تاء کی مثال دینا مقصود ہے

الف مقصورہ جیسے حبلیٰ۔ الف ممدودہ جیسے حمراء

علامت تانیث تاء مقدرہ ہوگی:

بے شک صرف تاء مقدرہ ہوگی۔ جیسا کہ ارض

اور دار اریضۃ اور دویرۃ کی دلیل کے ساتھ

ان دونوں میں تاء مقدرہ ہے۔

جب بھی کسی اسم کی اصل معلوم کرنی ہو کہ وہ مذکر

ہے یا مونث تو اس کی تصغیر بنالیں اور اس میں

سارے حروف لوٹ آتے ہیں۔

مونث کی اقسام: پھر مونث کی دو اقسام ہیں

مونث حقیقی: ھو ما بازائہ ذکر من الحیوان

وہ جس کے مقابلے میں مذکر جاندار ہو۔

جیسے امراۃ۔ ناقۃ۔

لفظی ھُوَ مَا بِخِلَافِہٖ وہ جو اس کے خلاف ہو
جیسے طلحۃ اصبرا. عین. (آنکھ) اور تحقیق
تو نے اس کو جان لیا فعل کے احکام میں جیسا اس کی نسبت مونث کی طرف

فصل المثنی: اِسْمٌ اُلْحِقَ بِاٰخِرِہٖ اَلِفٌ اَوْ یَاءٌ
مَفْتُوْحٌ مَا قَبْلَھَا وَنُوْنٌ مَکْسُوْرَۃٌ لِیَدُلَّ عَلٰی اَنَّ مَعَہٗ اٰخَرَ
ایسا اسم جس کے آخر میں الف یا یاء ہو وہ الف یا یاء
جس کا ما قبل مفتوح ہو اور نون مکسور لگایا جاتا ہے تاکہ
وہ دلالت کرے اس کے ساتھ اسی کی طرح کا ایک اور بھی ہے
مثلاً رجلان. رجلین اسے مراد اسم صحیح ہے جس کے آخر
میں واؤ یا یاء نہ ہو۔

الف مقصورہ: بہرحال جو الف مقصورہ ہے۔
قاعدہ: اگر وہ واحد الف مقصورہ ہو اور واؤ سے
بدلا ہوا ہو اور ثلاثی ہو تو تثنیہ بناتے وقت اس
کی اصل کی طرف لوٹایا جائے گا۔ جیسے ~~عصا میں~~
عصاً میں عصوان

اگر یاء سے بدلا ہوا ہو: تو یاء سے بدلا جائے گا،
جیسا کہ رحیٰ (چکی) میں رحیان

یا واؤ سے بدلا ہوا ہو: تو بھی یاء سے بدلا جائے گا
جیسا کہ ملھیٰ میں ملھیان

یا وہ حروف سے زیادہ ہو: تو بھی یاء سے بدلا جائے گا
حباریٰ (رسی) سے حباریان

یا وہ کسی چیز سے بدلا ہوا نہ ہو: تو بھی یاء سے بدلا جائے گا
جیسے حبلیٰ سے حبلیان۔

الف ممدودہ: بہرحال جو الف ممدودہ ہے

قاعدہ: ہمزہ اصلی ہو: پس اگر وہ ہمزہ اصلی ہو تو وہ ثابت رہے گا جیسے قُرَّاء میں قرّآن

اگر وہ تانیث کے لیے ہو تو وہ واؤ سے بدلا جائے گا جیسے حمراء میں حمراوان

اگر وہ بدلا ہوا ہو: اگر وہ بدل ہو اپنی اصل سے جس کی اصل واؤ یا یاء ہو تو اس میں دو وجہیں جائز ہیں جیسے کساوان اور کساءان

نون اضافت کو گرانے کا قاعدہ:

اور تثنیہ کے نون کو اضافت کے وقت حذف کرنا واجب ہے جیسے تو کہتا جاءنی غلاما زید اور جاءنی مسلما مصر

ایک خاص شے کے لیے تاء تانیث کو حذف کرنا اور اسکی وجہ

اور اسی طرح سے تاء تانیث کو الخصیۃ اور الالیۃ (سرین) کی تثنیہ میں خاص طور پر حذف کیا جائے گا جیسے تو کہتا ہے خصیان اور الیان

وجہ: اس کی وجہ یہ ہے کہ دو نون اس طرح لازم ملزوم ہیں گویا کہ وہ دونوں ایک ہی چیز ہیں خصیان اور الیان یہ دو دو ہوتی ہیں لیکن دونوں میں سے ایک ایک کو الگ نہیں کیا جا سکتا اس لیے کہ یہ ایک ہی چیز ہے

مشہور اور اہم ترین قاعدہ:

تو جان لے کہ بے شک جب تو تثنیہ کی تثنیہ کی طرف اضافت کرے تو اول کو لفظ کی جمع کے ساتھ لایا جائے گا

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان فقد صغت قلوبکما اور فاقطعوا ایدیھما۔

وجہ: ان دونوں تثنیوں میں لفظاً اور معناً اتصال کی تاکید کی وجہ سے دو تثنیوں کا اجتماع مکروہ ہے۔

فصل المجموع فصل مجموع کے متعلق

جمع وہ اسم ہے جو احاد مقصودہ پر دلالت کرے جس کے مفرد کے حروف میں تھوڑا سا تغیر کر کے یا لفظی طور پر رجال۔ رجل ہیں۔ اس میں لفظ رجل میں تغیر کر دیا گیا۔ یا تقدیری پر جیسا کہ فُلْکٌ اسد کے وزن پر ہیں بے شک اس کا مفرد بھی فُلْکٌ آتا ہے لیکن قفل کے وزن پر

اسم جمع: ہیں قوم اور رھط اور اسی کی مثل اگرچہ یہ احاد (مفرد) پر دلالت کرتے ہیں لیکن جمع نہیں کیونکہ اس کا مفرد نہیں۔

جمع کی اقسام: جمع کی دو اقسام ہیں۔

فَمُصَحَّحٌ: جمع صحیح ھُوَمَالَمْ یَتَغَیَّرْ بِنَاءُ وَاحِدِہٖ وہ جس کے واحد کی بناء متغیر (تبدیل) نہ ہو

مکسّر: ما تغیّر فیہ بناءُ واحدِہٖ جس کی واحد کی بناء میں تبدیلی کی گئی ہو

والمصحح علیٰ قسمین

اور جمع تصحیح کی دو اقسام ہیں۔

مذکر (جمع مذکر سالم) وہ جس کے آخر میں واؤ ملا دیا جاتا ہے اور اس واؤ کا ماقبل مضموم ہوتا ہے اور نون مفتوح ہوتا ہے۔ جیسے مسلمون

یا پھر اس کے آخر میں یاء ملی ہوئی ہوگی
اور اس یاء کا ماقبل مکسور ہوگا اور نون اسی طرح ہوگا
تاکہ وہ دلالت کرے اس بات پر کہ واحد کے
ساتھ اس سے زیادہ اور بھی ہیں۔ جیسے مسلمین
اور قاعدہ صحیح کے لیے ہے (یعنی وہ جسکے آخر میں واؤ یا یاء نہ ہو)

~~اسم منقو~~ اسم منقوص کی جمع بنانے کا قاعدہ:

اسم منقوص کی جمع بناتے وقت اس کی یاء کو
حذف کر دیا جائے گا اس کی مثال قاضون، داعون
یہ اصل میں قاضیون تھا۔ یاء مضموم ماقبل
مکسور اسکے بعد واؤ جمع ہے تو صرفی قاعدے کے
ساتھ یاء کی حرکت ماقبل کی طرف نقل کر کے
یاء کو اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف کیا تو قاضون ہوگیا
اور داعون اصل میں داعی تھا وہ بھی اسی قاعدے سے بدلا

الف مقصورہ بنانے کا قاعدہ:

اور حذف کیا جاتا ہے اس کے الف کو
اور باقی رہتا ہے جو اسکے ماقبل ہے مفتوح ہوتا ہے
تاکہ وہ الف محذوفہ پر دلالت کرے
جیسے مصطفَون۔ یہ اصل میں
مصطفیون ہے یا متحرک ماقبل مفتوح کو
قاعدہ صرفی کے تحت الف سے بدل دیا اور
الف اپنے ماقبل فتح چاہتا ہے اس لیے فاء کو
~~الف~~ فتح دے دیا۔ تو مصطفون ہوگیا۔
اور ویسے بھی فاء بر فتح ہی تھا

قاعدہ: جمع مذکر سالم ذوی العقول کے لیے خاص ہے
(یعنی جمع مذکر سالم صرف ذوی العقول کے لیے آتی ہے)

اعتراض: بہر حال ان کا قول (یعنی کچھ لوگوں نے کہا) سِنون (سال) اور ارضون (زمینیں) اور ثبون (صابن) اور قُلون (ملک) یہ سارے تو ذوی العقول نہیں تو ان کی جمع مذکر سالم آئی ہوتی ہے۔

الجواب: یہ شاذ ہے۔ (کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے)

قاعدہ: اور واجب ہے کہ جمع مذکر سالم نہ ہوگی۔
(یعنی جمع واؤ نون یا یاء نون کے ساتھ نہ آئے گی)

1 اس افعل کی کہ جس کی مونث فعلاء ہو۔ جیسا کہ احمر کی مونث حمراء آتی ہے تو اس کی جمع مذکر سالم نہ آئے گی۔

2: اور نہ ہی فعلان کی آئے گی کہ جس کی مونث فعلیٰ آتی ہو جیسے سکران اس کی مونث سکریٰ آتی ہے۔

3: اور فعیلا کی وزن کی جمع مذکر سالم بھی نہ آئے گی کہ وہ مفعول کے معنیٰ میں ہو مثلاً جریح۔ جب یہ مجروح کے معنیٰ میں ہو تو اس کی جمع مذکر سالم نہ آئے گی

4 اور نہ ہی فعولاً کی جمع مذکر سالم آئے گی کہ جب وہ فاعل کے معنیٰ میں ہو جیسے صبور جب یہ ~~[illegible]~~ صابر کے معنیٰ میں

قاعدہ: اور واجب ہے تثنیہ ~~[illegible]~~ کے نون کو حذف کرنا اضافت کے ساتھ۔ مسلمو مصر

جمع مونث سالم

مسلمات

وہ جس کے آخر میں الف اور تاء کو ملا دیا گیا ہو

شرط: اس کی شرط یہ ہے کہ وہ صفت کا صیغہ ہو اور مذکر ہو اس کا۔

اور وہ جو مفکر ہے اس مذکر جمع بنائی جاتی ہو واؤ
اور نون کے ساتھ ۔ جیسے مسلمون ۔

جمع مونث سالم کی شرط: کہ اسم وہ صفت کا
صیغہ ہو جیسے مسلمۃ بروزن مکرمۃ اسم فاعل
صفت کا صیغہ ہے۔ اور اس کا مذکر آتا ہے جیسے مسلم
اور اب اس مذکر مسلم کی جمع واؤ نون سے آ سکتی ہے مسلمون

اگر ایسا نہ ہو: یعنی اگر اس کے لیے مذکر نہ ہو
لیکن اس کے لیے شرط یہ ہے کہ مونث تاء سے خالی
نہ ہو گی۔ جیسے الحائض والحامل ۔
حیض اور حاملہ عورت اس کا مذکر نہیں ہوتا اس لیے
اس کی جمع مونث سالم نہیں آتی ۔

اور اگر اسم صفت کا صیغہ ہی نہ ہو:
اگر وہ اسم صفت کے علاوہ ہو تو اس کی جمع
بغیر کسی شرط کے الف اور تاء کے ساتھ لائی جائے گی
جیسے ھندات ۔

جمع مکسر: اس کے ثلاثی میں بہت
سارے صیغے آتے ہیں جن کو تو پہچانے کا سماع سننے کے ساتھ
(یعنی ثلاثی (تین حرفی) جس کی واحد میں تین حرف ہوں)
بغیر کسی قاعدہ قلیہ کے تو اس کی جمع کو پہچانے گا
اور غیر ثلاثی میں فعالیل اور فعالل کے وزن
پر قیاس کے مطابق پہچانے گا جیسا کہ تو نے گردانوں میں
جان لیا ۔

جمع مکسر کی اقسام

پھر جمع مکسر کی بھی دو اقسام ہیں

جمع قلۃ وہ جس کا اطلاق دس پر ہو یا جس وہ جو دس سے کم ہو اس کی بنیادیں (اس کی قانون اس کے اوزان) یہ ہیں افعل افعال افعلة فعلة

اور صحیح کی جمع (جس کے آخر میں واو، ا، یا نہ ہو) لام کے علاوہ کی ساتھ آئے گی۔ جیسے زیدون اور مسلمات

جمع کثرۃ وہ جس کا اطلاق دس سے اوپر پر ہو اس کی بنیادیں اس کی بنیادوں کی طرح (یعنی) ہوں گی

المصدر: ایسا اسم جو فقط حدث پر دلالت کرتا ہے (یعنی صرف وقوع) اور اسے اسم سے افعال نکلتے ہوں جیسے الضرب، النصر مثلاً

اور ثلاثی مجرد میں اس کے اوزان بغیر ضابطہ کے ہیں تو پہچانے گا ان کو سماعت (سننے کے ساتھ)

اور اس کے علاوہ یعنی ثلاثی مزید فیہ میں قیاسی ہیں (یعنی قاعدہ کلیہ کے مطابق اوزان) آئیں گے۔ جیسے افعال، استفعال وغیرہ مثلاً

قاعدہ: مصدر اگر مفعول مطلق نہ ہو تو وہ اپنے فعل جیسا عمل کرے گا میری مراد

اگر وہ فعل لازم ہو تو فاعل کو رفع دے گا اس کی مثال اعجبنی قیام زید۔ مجھے تعجب ہوا زید کے کھڑا ہونے سے

[اب یہاں صرف مصدر کی بات ہو رہی ہے کہ مصدر اگر

مفعول مطلق نہ ہو فعل لازم ہو تو فاعل کو رفع دے گا۔
اس مثال میں اعجبنی یہ تو فعل متعدی یا ضمیر اس کا
تو مفعول ہے لیکن قیام زید اس میں قیام مصدر مضاف
ہے اور زید اس کا مضاف الیہ فاعل ہے اس کو زید بھی
پڑھا جا سکتا ہے اب یہاں پر جو قیام باب افعال کا
مصدر ہے یہ لازم ہے اس لیے اس کا مفعول نہیں ہے)

مفعول کو نصب : اور مفعول کو نصب بھی دے گا اگر
متعدی ہو تو جیسے اعجبنی ضرب زید عمرا
(اس میں بھی اعجب متعدی ہے اس کا مفعول ہے ی ضمیر
اور ضرب مصدر یہ بھی متعدی ہے یہ مفعول کو بھی چاہتا
ہے اس میں ضرب فعل نے اپنے فاعل زید کو رفع اور عمرو مفعول کو نصب دیا)

قاعدہ : مصدر کے مفعول کو مصدر پر مقدم کرنا
جائز نہیں ہے۔ یعنی معمول کو مصدر سے پہلے نہیں لایا جاتا
(عام طور پر فعل فاعل مفعول کا قاعدہ یہ ہے کہ
فاعل مفعول پر مقدم ہوتا ہے اور مفعول فاعل
پر مقدم ہوتا ہے۔ فاعل و مفعول میں اور مبتدا
اور خبر میں تقدیم و تاخیر ہوتی رہتی ہے لیکن
یہاں مصدر میں ایسا معاملہ نہیں ہے
مصدر کے معمول کو مصدر پر کبھی مقدم نہیں کیا جائے گا
مثلاً یہ نہیں کہا جائے گا اعجبنی زید ضرب عمرا
اور نہ ہی عمرا کو ضرب زید پر مقدم کیا جائیگا

مصدر کی اضافت : مصدر کی فاعل کی
طرف اضافت کرنا بھی جائز ہے جیسے کرهت ضرب زید عمرا
(میں نے ناپسند کیا زید کا عمرا کو مارنا)

مفعول کی طرف اضافت کرنا: مصدر کی مفعول بہ کی طرف اضافت کرنا بھی جائز ہے۔ جیسے کہ کرھت ضرب عمرو زید
(مجھے ناپسند لگا زید کا عمر کو مارنا)

اگر مصدر مفعول مطلق ہو تو:

قاعدہ: اگر مصدر مفعول مطلق ہو تو لیس وہ عمل کرے گا اس فعل کے لیے جو فعل اسے مصدر سے پہلے ہے
(اور ویسے مفعول مطلق کی تعریف بھی یہ ہے وہ مصدر جو اپنے سے پہلے والے فعل کا ہم معنیٰ ہو)

اس کی مثال ضربت ضربا عمرا۔
لیس عمرا منصوب ہے ضربت کے ساتھ۔

اسم فاعل:

وہ اسم جو مشتق ہوتا ہے فعل میں سے تاکہ دلالت کرے اس پر جس کے ساتھ فعل معنیٰ حدوث کی وجہ سے قائم ہو۔

بنانے کا طریقہ: اور اس کا صیغہ ثلاثی مجرد سے فاعل کے وزن پر آتا ہے جیسے ضارب. ناصر

غیر ثلاثی سے: اور اس کے علاوہ مضارع کے صیغے پر اس فعل سے حرف مضارع کی جگہ میم مضموم لگانے سے اور آخر سے قبل کسرہ لگانے سے آتا ہے۔ مُدخِل، مستخرِج

قاعدہ: اور وہ عمل کرتا ہے فعل معروف کے عمل کرنے کی طرح اگر وہ اسم فاعل حال یا مستقبل کے معنیٰ میں ہو اور اس کا اعتماد ہوتا ہے مبتدا پر۔

اس کی مثال زید قائم ابوہ۔ یہ حال اور مستقبل کے معنیٰ میں ہے اور اور مبتدا پر اس کا اعتماد ہے۔

عمرا
یا ذوالحال کے معنیٰ میں ہو جیسے جاءنی زید ضاربا ابوہ
یا موصول کے معنیٰ میں مررت بالضارب ابوہ عمروا
یا موصوف کے معنیٰ میں عندی رجل ضارب ابوہ عمرا
یا ہمزہ استفہام میں اقائمٌ زید
یا حرف نفی کے معنیٰ میں ماقائمٌ زید

قاعدہ: پس اگر اسم فاعل فعل ماضی کے معنیٰ میں ہو تو اضافت واجب ہے زید ضاربُ عمروٍ امس

قاعدہ: یہ اگر نکرہ ہو یا پھر اس کو معرفہ کیا گیا ہو لام کے ساتھ تو وہ تینوں زمانوں میں برابر ہوگا جیسے زید الضارب ابوہ الآن اور غدا اور امس

فصل اسم المفعول :

اسم مفعول وہ اسم ~~مشتق ہوتا ہے~~ جو فعل متعدی سے مشتق ہوتا ہے تاکہ ایسی ذات پر دلالت کرے جس پر فعل واقع ہو اور اس کا صیغہ ثلاثی مجرد سے مفعول کے وزن پر آتا ہے لفظی طور پر جیسے مضروب یا تقدیری طور پر جیسے مقول مرمی

اور غیر ثلاثی مجرد سے اسم فاعل کی طرح بنتا ہے آخر سے ماقبل کو فتحہ دینے کے ساتھ جیسے مدخل مستخرج اور یہ اپنے فعل مجہول والا عمل کرتا ہے ان شرائط کے ساتھ جو مذکور ہوئیں اسم فاعل میں۔ اس کی مثال زید مضروب غلامہ الآن او غدا اور امس

(جس طرح سے اسم فاعل جب ماضی کے معنیٰ میں ہو تو اضافت واجب ہوتی ہے اس طرح کی کوئی بات اسم مفعول میں نہیں ہے اس میں اضافت لازم نہیں ہے)

فصل الصفة المشبهة

وہ اسم جو فعل لازم سے مشتق ہو تاکہ
ایسی ذات پر دلالت کرے جس کے ساتھ
فعل قائم ہو ثبوت کے معنیٰ میں اور اس کے
صیغے اسم فاعل اور اسم مفعول کے صیغوں کے خلاف ہے
اور بے شک تو پہچانے گا اس کو سماع کے ساتھ
جیسے حسن صعب ضعیف
اور وہ اپنے فعل جیسا عمل کرتی ہے مطلقاً
مذکورہ اعتماد کی شرائط کے ساتھ
اس کے مسائل اٹھارہ ہیں
اس لیے صفت مشبہ معرف باللام ہوگی یا
معرف باللام سے خالی ہوگی اور ان دونوں
میں سے ہر ایک کا معمول یا مضاف ہوگا یا
معرف باللام ہوگا یا ان دونوں سے خالی ہوگا
پس اس طرح چھ صورتیں ہوگئیں
اور مذکورہ چھ امور میں سے ہر ایک کا معمول یا تو
مرفوع ہوگا یا منصوب یا مجرور ہوگا پس اٹھارہ
جاءنی زیدن الحسن وجھہ میں
تین اعراب (صورتیں) ہوں گی۔ اسی طرح
الحسن الوجہ میں تین اور
الحسن وجہ میں تین اور
حسن وجھہ میں تین اور
حسن الوجہ میں اور حسن وجہ میں
تین ہوں گے

اور ب ۱۶ پانچ قسموں ہیں ہے
مذکورہ اٹھارہ صورتوں میں پانچ ممتنع ہیں۔
الحسن وجہہ اور الحسن وجھہ اور
نچھتی صورتیں مختلف فیہ ہیں۔
حسن وجہہ اور باقی صورتیں احسن ہیں
اگر ان میں ایک ضمیر ہو

مذکورہ صفحہ پر صفت مشبہ کے ترجمہ کی مختصر وضاحت اور تفصیل۔

ثبوت اور حدوثی میں فرق:

خلاصۃ النحو کی کتاب اور اس کتاب میں بھی جہاں جہاں پر شبہ فعل یعنی مشتقات کی تعریفات بیان ہوئی ہیں وہاں ثبوت وحدوث کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ مثلاً اسم فاعل کی تعریف کے ساتھ حدوث کا لفظ استعمال اور صفت مشبہ میں ثبوت تو ان دونوں کی تعریفات درج ذیل ہیں

حدوث: اس سے مراد عارضی چیز ہے جو تھوڑی دیر کے لیے ہوتی ہے

ثبوت: اس کے تو نام سے ہی ظاہر ہے یعنی ثابت رہنے والی۔ اس سے مراد وہ صفت ہے جو دوام (ہمیشگی) پر دلالت کرے

ھی تعمل عمل فعلھا مطلقاً کی وضاحت

وہ عمل کرتی ہے مطلقاً اپنے فعل کے عمل کرنے کی طرح۔ اپنے فعل سے مراد

فعل لازم ہے یعنی وہ جو صرف فاعل کو چاہتا ہے اس کو مفعول کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اور صفت مشبہ کی تعریف میں یہ چیز بیان ہوئی کہ وہ اسم جو فعل لازم سے مشتق ہوتا ہے۔ اب صفت مشبہ چونکہ فعل لازم سے مشتق ہوتی ہے فعل لازم کا مفعول نہیں ہوتا تو صفت مشبہ کا بھی صرف فاعل ہوتا ہے اس کا بھی مفعول نہیں ہوتا ہے۔ اس طرح یہ اپنے فعل کے عمل کرنے کی طرح عمل کرتی ہے۔

بشرط الاعتماد المذکور کی وضاحت اور مطلقا کی وضاحت:

اس سے پہلے مطلقاً کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ تو اس لفظ کے استعمال کرنے سے وہم پیدا ہوتا تھا کہ اس میں اعتماد کی شرط نہیں ہے۔ لیکن اگلی عبارت کو لاکر اس بات کو واضح کر دیا کہ اس میں اعتماد کی شرط ہے۔

اعتماد کی وضاحت:

اس سے مراد یہ ہے کہ وہ چیز مبتدا، ذوالحال، موصول، موصوف وغیرہ بن سکتی ہو۔ اور حرف نفی یا استفہام بھی۔

مطلقاً فعل میں عمل کرنے کی وضاحت:

اسم فاعل میں جو اعتماد تھا اس میں ماضی کے معنی میں تھا اور مضاف ہونے والا تھا۔ اور یہاں صفت مشبہ فعل میں ~~کسما~~ عمل کرتا ہے اعتماد مذکور کی شرط کے ساتھ تو اس میں صرف ماضی خاص نہیں ہے بلکہ تینوں زمانوں (ماضی، حال، مستقبل) میں مطلقاً کسی زمانہ میں اس کا اعتماد ہو سکتا ہے۔

اور وہ اٹھارہ قسمیں پانچ قسموں پر ہیں۔

یہ مختصر سی وضاحت ہے سابقہ صفحہ پر جو متن کا ترجمہ اور اٹھارہ قسموں کی معمول کے مختلف ہونے کی وجہ سے جو تفصیل بیان ہوئی اب اس تفصیل کی پھر پانچ قسمیں بنتی ہیں اور ان پر نحو کی مخصوص اہمیت ہے۔

پہلی قسم ممتنع

پہلی قسم کا نام ممتنع ہے اور اس میں اٹھارہ میں سے دو قسمیں شامل ہیں۔

1. صفت مشبہ معرف باللام اور اس کا معمول معرف باللام اور اضافت دونوں سے خالی جیسے الحسن وجہ
2. صفت مشبہ معرف باللام اور اس کا معمول مضاف جیسے الحسن وجہہ

دوسری قسم مختلف فیہ

دوسری قسم میں کوفیوں اور بصریوں کا اختلاف ہے اس میں صرف ایک ہی قسم شامل ہے صفت مشبہ مضاف اور معرف باللام دونوں سے خالی اور اس کا معمول مضاف ہو۔ حسن وجہہ اس میں کوفیوں اور بصریوں کا اختلاف ہے۔ بصری کہتے ہیں کہ اس پر قباحت جائز ہے اور کوفی کہتے ہیں کہ اس پر قباحت جائز نہیں ہے۔

تیسری قسم احسن

تیسری قسم احسن ہے کہ صفت مشبہ میں ضمیر ہو ایک (یعنی صرف صفت مشبہ میں ضمیر ہو اس کے معمول میں نہ ہو)

چوتھی قسم حسن: کہ ہوں اس میں دو ضمیریں
یعنی ان دونوں میں صیغہ صفت مشبہ اور اس کے
معمول دونوں میں ضمیریں ہوں

پانچویں قسم قبیح

پانچویں قسم قبیح ہے اگر اس میں کوئی ضمیر نہ ہو۔

ضابطہ قاعدہ/کلیہ:

پس بے شک تو جب رفع دے گا صیغہ صفت مشبہ
کے معمول کو پس صفت مشبہ کے صیغہ میں ضمیر نہ ہوگی
جیسے زید حسن وجہُہٗ۔
اب یہاں وجہ کو رفع دیا یہ صفت کا فاعل بن
گیا فاعل چونکہ مرفوع ہوتا ہے (اب قاعدہ ہے کہ
فاعل یا ظاہر ہوتا ہے یا ضمیر۔ اب یہاں فاعل اسم ظاہر
ہے تو اس میں ضمیر لانے کی ضرورت نہیں لہذا ضمیر نہیں لائی)

نصب یا جر

اور جب تو صفت مشبہ کے معمول کو نصب
یا جر دے تو صفت مشبہ کے صیغہ میں موصوف کی
ضمیر آئے گی۔ مثلاً زید حسن وجہَہ
اس کو منصوب پڑھیں گے۔

!

عام طور پر قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ صفت مشبہ
کا مفعول نہیں ہوتا۔ لیکن یہاں مفعول کے ساتھ
مشابہت کی وجہ سے اس کو منصوب پڑھیں گے۔
صفت مشبہ کا معمول یہاں چونکہ مشابہ مفعول
ہے اس لیے منصوب پڑھ سکتے ہیں۔

اسم التفضیل:

وہ اسم جو فعل سے اس لیے مشتق ہوتا ہے تاکہ موصوف میں معنی کی غیر کے مقابلہ میں زیادتی پر دلالت کرے
اس کا صیغہ افعل کے وزن پر آتا ہے۔
پس وہ افعل کے وزن پر نہیں بنتا سوائے اس کے کہ وہ ثلاثی مجرد میں سے ہو اور وہ ثلاثی مجرد جس کے ساتھ رنگ نہ ہو اور نہ ہی عیب ہو
جیسے زید افضل الناس
(اس مثال میں افضل ثلاثی مجرد ہے اور اس میں رنگ بھی نہیں ہے اور نہ ہی عیب ہے تو یہ افعل کے وزن پر ہے)
پس اگر وہ ثلاثی سے زیادہ ہو یا اس میں رنگ یا عیب ہو تو واجب ہے کہ اس کو ثلاثی مجرد سے افعل کے وزن سے بنایا جائے تاکہ وہ مبالغہ اور شدت اور کثرت پر دلالت کرے پھر اس کے بعد اس فعل کا مصدر تمیز کی بناء پر منصوب ذکر کیا جائے (کہ وہ مصدر تمیز بنے گا اس لیے منصوب ہوگا)
جیسے تو کہتا ہے ھو اشد استخراجا

ترکیب: ھو ضمیر مبتدا۔ اشد صیغہ اسم تفضیل اس میں ھو ضمیر ممیز اور استخراجا مصدر تمیز۔ ممیز تمیز مل کر فاعل اسم تفضیل اپنے فاعل سے مل کر شبہ جملہ ہو کر خبر۔ مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ
اقوی حمرۃ۔ اقبح عرجا (بہت زیادہ سخت لنگڑا)

نوٹ: اب یہاں پہ یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ حمرۃ اور عرجا کے ساتھ اقوی اور اقبح کے الفاظ کیوں استعمال کیے

تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ الفاظ صرف ویسے ہی اتفاقی طور پر استعمال کیے ہیں۔ یہاں اشد حمرۃ اور اشد عرجا کے الفاظ استعمال کریں تو بھی حرج نہیں ہے۔

وقیاسہ: اسم تفضیل کا قیاس یہ ہے کہ وہ فاعل کے لیے ہوگا۔ جیسے گزر چکا۔

کما مر کما مر سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ صفت مشبہ میں گزرا۔ اب ویسے تو یہاں پر نہیں گزرا کہ اسم تفضیل فاعل کے لیے آتا ہے لیکن صفت میں ہی یہ گزرا ہے۔

(اب اس عبارت میں للفاعل کے بعد وصفت مشبہ محذوف ہے) صفت مشبہ ایسا اسم ہوتا ہے جو فعل لازم سے مشتق ہو اور اس فعل پر دلالت کرے جس کے ساتھ فعل قائم ہو۔ اور اسی طرح اسم فاعل بھی وہ ہوتا ہے کہ جس کے ساتھ فعل قائم ہو۔

اور اسم تفضیل بھی اسم فاعل کی طرح ہی ہوتا ہے۔ اور کبھی کبھی قلیل طور پر اسم مفعول کے لیے بھی آجاتا ہے۔ جیسے اکرم میں ھو ضمیر نکلتی ہے کہ وہ فاعل بنتی ہے اور کبھی مفعول کا صیغہ بھی اسم تفضیل ہوتا ہے۔ جیسے اعذر اصل میں معذور اشغل مشغول اور اشھر مشھور ہے۔ [مختصر یہ کہ اسم تفضیل فاعل کی ضمیر ہوتی ہے فاعل کی]

اس کا استعمال: اس کا استعمال تین طریقوں سے ہے۔

پہلا: یا تو مضاف ہوگا۔ زید افضل القوم

دوسرا: یا معرف باللام ہوگا۔ زید الافضل

تیسرا: یا من کے ساتھ آئے گا زید افضل من عمرو

پہلی قسم: میں (یعنی پہلی قسم سے مراد وہ اسم تفضیل جو مضاف ہو) وہ اسم تفضیل مفرد ہوگا اور اس کی مطابقت

موصوف کے ساتھ ہوگی۔ جیسے زید افضل القوم
الزیدان افضل القوم و افضلا القوم
الزیدون افضل القوم و افضلو القوم

دوسری قسم: (دوسری قسم سے مراد وہ اسم تفضیل جو معرف باللام ہوگا)
اس قسم میں مطابقت واجب ہے زید الافضل۔ الزیدان الافضلان

تیسری قسم: (تیسری قسم سے مراد وہ اسم تفضیل جو مِن کے ساتھ ہوتا ہے)
واجب ہے کہ وہ مفرد ہوگا اور ہمیشہ مذکر ہوگا
مثالیں: زید افضل من عمرو۔ ھند افضل من عمرو
الزیدان افضل من عمرو۔ الھندان افضل من عمرو

قاعدہ: تینوں صورتوں میں (جو تینوں بیان ہوئیں ابھی)
اسم تفضیل میں فاعل پوشیدہ ہوگا اور وہ اس پوشیدہ (ضمیر) میں ہی عمل کرے گا کبھی بھی اسم ظاہر میں عمل نہیں کرے گا (جیسے جتنی مثالیں گزریں ان سب میں ھو ضمیر اس کا فاعل ہے کہیں اسم ظاہر نہیں)
سوائے ان کی قول کی مثال میں۔

مثال: ما رایت رجلا احسن فی عینه الکحل منه فی عین زید
ترجمہ: میں نے کوئی مرد نہ دیکھا زیادہ خوبصورت ہو سرمہ اس کی آنکھوں میں ایسے کہ جو زید کی آنکھ میں ہے۔
پس بے شک کحل احسن کا فاعل ہے۔ اور اس جگہ بھی بحث ہے۔ حاشیہ عنایۃ النحو سے اس کلام میں کحل کی کحل پر تفضیل مقصود ہے نہ کہ کحل کی آنکھ پر فضیلت مقصود ہے اور نحو باقی نسخوں میں اس کے علاوہ عبارت بھی موجود ہے۔ اور وہ ساری عبارتیں عنایۃ میں موجود ہیں یہاں اس کو محذوف کیا گیا ہے۔

القسم الثانی فی الفعل

اور تحقیق اس کی تعریف گزر چکی اور اس کی تین اقسام ہیں۔ ماضی۔ مضارع اور امر

الاول ماضی ھُوَ فِعلٌ دَلَّ عَلٰی زَمَانٍ قَبلَ زَمَانِكَ

وہ فعل جو ایسے زمانے پر دلالت کرے جو تیرے زمانے سے پہلے کا ہے یعنی تجھ سے پہلے کا زمانہ ہے۔

فعل ماضی کا اعراب: مختلف صورتوں میں مختلف ہوگا

مبنی علی الفتح: اگر اس کے ساتھ ضمیر مرفوع متحرک (ضمیر مرفوع متحرک سے مراد ضمیر کے اوپر ضمہ۔ فتحہ کسرہ۔ یا ساکن ہو)

{جیسے ضرب ہے تو اس کے آخر میں کوئی واؤ اور نہ کوئی ضمیر ساکن ہے اور نہ ہی ضمیر متحرک ہے۔ یہ ویسے ہی ہے اور اس کا آخر جو ضَرَبَ مبنی علی الفتح ہے}

اور اگر فعل ماضی کے آخر ضمیر مرفوع متحرک علی السکون ہو تو ماضی علی الفتح ہوگا۔ جیسے ضَرَبْتُ۔

مبنی علی الضم: اور واؤ کے ساتھ مبنی علی الضم ہوگا ضربوا

والثانی المضارع:

وہ فعل جو اسم کے ساتھ مشابہت رکھتا ہو حروف اتین میں سے کسی ایک کے ساتھ اس کے شروع میں لفظی طور پر حرکات و سکنات کا اتفاق ہوگا۔

اس کی مثال۔ یضرب اور یستخرج جیسے ضارب مستخرج

{فعل مضارع اسم فاعل کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے یا تو حروف کمی زیادتی کے ساتھ یا حرکات و سکنات کے متفق ہونے کے ساتھ مثلاً اوپر والی مثالوں میں یضرب اور ضارب میں پہلے دونوں حرف مفتوح ہیں۔ دوسرا دونوں میں ساکن ہے تیسرا دونوں میں مکسور ہے۔ اس طرح مشابہت پائی جاتی ہے}

اور دوسری مثال میں یستخرج اور مستخرج اس میں ایک میں یاء اور دوسری میں میم زائد ہوئے ہے اور پھر دونوں میں سین ساکن ہے، دونوں میں تاء متحرک اور خاء ساکن اور را مکسور اور جیم مضموم ہے اس طرح مشابہت ہے

مشابہت کی دوسری وجہ:

ان دونوں کے شروع میں لام تاکید داخل ہونے میں بھی مشابہت ہوتی ہے ان زیدا لیقوم ان زیدا لقائم

مشابہت کی تیسری وجہ:

ان دونوں میں حروف کی تعداد کی برابری میں بھی مشابہت ہوتی ہے۔

جیسے یستخرج اور مستخرج میں حروف کی تعداد برابر ہے تو یہ فعل مضارع اسم فاعل کے مشابہ ہے۔

مشابہت کی چوتھی وجہ:

اور معنی میں بے شک وہ حال اور مستقبل کے درمیان مشترک ہوتا ہے جیسے اسم فاعل۔

ضارب مارنے والا۔ اسے مراد حال میں اور مستقبل دونوں میں مارنے والا یہ مشترک معنی ہے اور اسی طرح یضرب مارتا ہے یا مارے گا وہ ایک مرد۔ اس میں اسم فاعل کی مشابہت ہے

فعل مضارع کی وجہ تسمیہ:

مضارع کا معنی ہے مشابہ مضارع کا نام اس لیے رکھا ہے کہ وہ مشابہت رکھتا ہے۔

قاعدہ: سین اور سوف مضارع کو خاص کر دیتے ہیں مستقبل کے ساتھ اس کی مثال سیضرب سوف یضرب (عنقریب مارے گا وہ ایک مرد)

قاعدہ: لام مفتوح مضارع کو حال کے ساتھ خاص کر دیتا ہے

اس کی مثال لَیَضْرِبُ (ضرور مارتا ہے وہ ایک مرد)

حروف مضارع کے متعلق قواعد: مضموم:

حروف مضارع رباعی میں مضموم ہونگے

(رباعی سے مراد وہ مضارع جس کی ماضی میں چار حروف ہوں چاہے وہ چار حروف اصلیہ ہوں یا ان میں سے کوئی حرف زائدہ ہو یہاں اس جگہ وہ رباعی مراد ہے)

جیسے یُدَحْرِجُ، یُخْرِجُ اس لیے کہ یہ اصل میں یُؤَخْرِجُ تھا۔

(یُؤَخْرِجُ سے یُخْرِجُ اس لیے بنا دیا کہ واحد متکلم کے صیغے میں اُؤَخْرِجُ دو ہمزہ اکھٹے ہو جاتے دونوں متحرک ہیں تو ایک کو حذف کر دیا یُخْرِجُ بن گیا)

حرف مضارع مفتوح:

اور حرف مضارع اس کے علاوہ ہوگا (یعنی رباعی کے علاوہ آئے گا) وہ مفتوح ہوگا۔ جیسے یَضْرِبُ، یَسْتَخْرِجُ

فعل مضارع کے معرب ہونے کا قاعدہ:

اور بے شک جو فعل مضارع کو معرب قرار دیا گیا ہے اس کے ساتھ کہ بے شک فعل کی اصل مبنی ہوتا ہے اسم فاعل کے ساتھ مشابہت ہونے کی وجہ سے جس کو تو نے جان لیا۔ اور اسم معرب کی اصل اور یہ اس صورت میں ہے کہ جب اس کے ساتھ نون تاکید یا نون جمع مونث ملی ہوئی نہ ہو

فعل مضارع کے اعراب کی تین اقسام ہیں۔ رفع، نصب، جزم

ھو یضرب، لن یضرب اور لم یضرب

فصل فعل کے اعراب کی اقسام کے بارے میں۔

وہ چار اقسام ہیں۔

پہلی قسم: رفع ضمہ کے ساتھ نصب فتح کے ساتھ اور جزم سکون
اور خاص کیا جاتا ہے اس کو مفرد صحیح کے ساتھ مخاطبہ کے علاوہ
تو کہتا ہے ھو یضرب . لن یضرب لم یضرب

دوسری قسم: یہ کہ رفع ہوگا نون کے ثابت (باقی رہنے) کے ساتھ
اور نصب اور جزم میں حذف کر جائے گا نون کو۔
اور اس کو خاص کیا گیا ہے تثنیہ. جمع مذکر اور مفردہ
مخاطبہ. صحیحہ کے ساتھ یا اس کے علاوہ کے ساتھ ہوگا
تو کہتا ھما یفعلان ھم یفعلون انت تفعلین
لن یفعلا . لن یفعلوا . لن تفعلی . لم تفعلا . لم تفعلوا . لم تفعلی

تیسری قسم: یہ کہ ہوگا رفعہ ضمہ تقدیری کے ساتھ
اور نصب فتحہ لفظی کے ساتھ اور جزم لام کلمہ کو حذف کیا جائے گا
اور اس کو خاص کیا جاتا ہے ناقص یائی اور واوی
کے ساتھ تثنیہ جمع اور مخاطبہ کے علاوہ
تو کہتا ہے ھو یرمی و یغزو . لن یرمی و یغزو . لم یرم و یغز

چوتھی قسم: یہ کہ رفع ہوگی ضمہ تقدیری کے ساتھ اور نصب
فتحہ تقدیری کے ساتھ اور جزم لام کلمہ کے حذف کرنے کے ساتھ۔
اور خاص کیا جاتا ہے اس کو ناقص الفی کے ساتھ تثنیہ
اور جمع اور لام مخاطبہ کے علاوہ اس کی مثال یسعی. لن یسعی. لم یسع

فصل المرفوع: اس کا عامل معنوی ہوگا
اور وہ اس کا ناصب اور جازم سے خالی ہونا ہے
(یعنی جس فعل پر حرف ناصب یا حرف جازم نہ ہو تو وہ اپنی اصلی حالت
میں مرفوع ہوگا) ھو یضرب و یغزو

فصل المنصوب: ہوگا اس کا عامل وہ پانچ حروف ہیں
ان ۔ لن ۔ کی ۔ اذن اور ان مقدرہ

~~لفظ~~: اُرِیْدُ اَنْ تُحْسِنَ اِلَیَّ میں ارادہ کرتا ہوں کہ تو مجھ پر احسان کرے

انا لن اضرِبکَ میں ہرگز تجھے نہیں ماروں گا

اسلمت کی ادخل الجنۃ میں اسلام لایا تاکہ میں جنت میں داخل ہو جاؤں

اذن یغفر اللہ لک اس وقت اللہ تجھ کو بخش دے گا

لام کی کی تعریف: وہ لام جس کا ماقبل مابعد کا سبب ہو
قام زید لیذھب زید کھڑا ہوا تاکہ وہ جائے

یہ یہاں پر یذھب لازم ہے متعدی نہیں ہے۔
اگر متعدی ہو تو اس کے ساتھ متعدی بہ آتا ہے۔
جیسے قرآن مجید میں ہے ذھب اللہ بنورھم۔

لام جحد جحد کا معنی انکار اور نفی ہے۔
ما کان اللہ ~~لیعذ~~ لیعذبھم

فاء وہ جو امر کے نہی۔ استفہام نفی۔ تمنی اور عرض کے جواب میں آئے

امر کی مثال: اسلم فتسلم تو اسلام لا پس تو سلامتی والا ہو جائے گا

نہی کی مثال: لا تعص فتعذب تو گناہ نہ کر پس تجھے عذاب دیا جائے گا

استفہام کی مثال: ھل تعلم فتنجوا کیا تو سیکھے گا تو نجات پائے گا

نفی کی مثال: ما تزورنا فنکرمک تو ہمیں نہیں دیکھتا تو ہم تیری عزت کریں

تمنی کی مثال: لیت لی مالا فانفقہ کاش میرے پاس مال ہوتا میں خرچ کرتا

عرض کی مثال: الا تنزل بنا فتصیب خیرا تو اگر میرے پاس آتا تو بھلائی کو پہنچتا

واؤ اور اس واؤ کے بعد ان مقدرہ ہوتا ہے جو واؤ اس جگہ کے جواب میں ہو جیسا کہ وہ اَسْلِمْ وَتَسْلَمَ
آخر تک وہی مثالیں

أو: اس اَو کے بعد اَن مقدرہ ہوتا ہے جو الی ان یا الا کے معنیٰ میں ہو۔ اس کی مثال لاحبسنك او تعطینی حقی میں ضرور تجھے قید کروں گا تاکہ تو میرا حق ادا کرے۔

[یہاں او الی کے معنیٰ میں ہے اور اس کے بعد ان مقدرہ ہے]

واؤ عاطفہ کے بعد: واؤ عاطفہ کے بعد بھی ان مقدرہ ہوتا ہے جبکہ معطوف علیہ صریح اسم ہو۔

اعجبنی قیامك و (اَن) تخرج۔

مجھے عجیب لگا تیرا کھڑا ہونا یہ کہ تو نکلے۔

اس مثال میں اعجبنی فعل ، ن وقایہ ی ضمیر مفعول بہ اور قیام مرکب۔ مضاف مضاف الیہ مل کر مرکب اضافی ہو کر معطوف علیہ اور یہ صریح اسم ہے۔ تو پھر واؤ عاطفہ کے بعد ان مقدرہ ہے۔ اور یہ معطوف سے مل کر فعل کا فاعل بنے گا۔

ان کو ظاہر کرنا جائز ہے - اور لام کی کے ساتھ اَن کو ظاہر کرنا جائز ہے۔ اسلمت لان ادخل الجنۃ

واؤ عاطفہ کے ساتھ بھی ان کو ظاہر کرنا جائز ہے۔

اعجبنی قیامك و ان تخرج

ان کو ظاہر کرنا واجب ہے۔ جب: اور ان کو ظاہر کرنا واجب ہے لام کی میں جب وہ لائے نفی کے ساتھ متصل ہو لئلا یعلم۔ پہ کرہ نہیں جانے گا۔

مضارع کو نصب نہ دینے والا ان

تو جان لے کہ بے شک ان وہ جو العلم کے بعد واقع ہو فعل مضارع کو وہ نصب نہیں دیتا وہ مخففہ من المثقلہ ہوتا ہے

علامت ان سیقولہ

(یہ اَنْ اصل میں مثقلہ (نون ثقیلہ) تھا۔ العلم کے بعد
واقع ہو تو نون خفیفہ ہو گیا اس لیے اس نے مضارع کو نصب دیا)
جیسے اللہ کا فرمان علم ان سیکون منکم مرضی۔
اور وہ ان جو الظن کے بعد واقع ہو اس میں
دو وجہیں جائز ہیں۔ اس کے ساتھ نصب ظننت ان سیقوم
دوسری اس کو بنا دیا جائے اس کی طرح کہ جو واقع ہوا علم
کے بعد ظننت ان سیقوم (ظن افعال قلوب میں سے ہے تمام افعال قلوب کا یہی حکم ہے)

فصل المجزوم

جو فعل مضارع مجزوم ہو اس کا عامل لم. لما
لام امر لائے نہی اور کلمات مجازات ہیں۔ اور کلمات مجازات
وہ ہیں ان. مهما. اذما. حيثما. اين. متى. من. ما. اى. انى اور ان مقدرہ
اس کی مثالیں۔ لم يضرب. لما يضرب. ليضرب. لا تضرب.
ان تضرب اضرب آخرہ (اس سے مراد ہے الی الانتہاء یا الی آخرہ)

لم: اور جان لیجئے کہ بے شک لم مضارع کو ماضی منفی میں
تبدیل کر دیتا ہے **لمّا** اور لما بھی اسی کی طرح

ان دونوں میں فرق: مگر یہ کہ لمّا میں بعد میں
اس کی توقع ہوتی ہے اور پہلے ہمیشہ ہے۔
اس کی مثال قام الامیر لمّا یرکب (امیر کھڑا ہوا اس سے پہلے وہ سوار نہ ہوا)

نوٹ: لم جب فعل مضارع پر آتا ہے تو اس کا
مطلب ہوتا ہے کہ ابھی اس نے یہ کام نہیں کیا اس سے پہلے کبھی کیا ہے
اور لمّا جب مضارع پر آتا ہے تو اس کا مطلب ہوتا ہے
تمام ماضی میں کبھی اس نے یہ کام نہیں کیا لیکن ابھی
وہ کر سکتا ہے لمّا تمام ماضی کے معنی کو گھیر لیتا ہے

لم اور لمّا میں دوسرا فرق:

اور لمّا کے بعد فعل کو خاص طور پر حذف کرنا بھی جائز ہے جیسے ندم زید ولمّا

اب یہاں لمّا کے بعد فعل محذوف ہے یعنی ولمّا ینفعه الندم

زید نادم ہو جب اس کو نفع نہ ہو الندم نادم ہوا

اور لم کے بعد فعل کو حذف نہیں کیا جاتا

ندم زید ولم نہ کہا جائے گا۔

کلم المجازات:

(ا کلمہ کا اسم اور حرف دونوں کے ساتھ آسکتا ہے)

کلمات مجازات حرف ہوں یا اسم ہوں

پس وہ داخل ہوں گے دو جملوں پر تاکہ دلالت کریں اس بات پر کہ بے شک پہلا جملہ دوسرے کا سبب ہے اور پہلے کا نام رکھا جاتا ہے شرط اور دوسرے کا جزاء

شرط و جزاء دونوں مضارع ہوں۔

اگر شرط و جزاء دونوں مضارع ہوں تو ان دونوں میں لفظاً جزم واجب ہے جیسے اِن تُکرِمنِی اُکرِمْکَ

دونوں ماضی ہوں: اگر دونوں جملے ماضی ہوں تو لفظاً ان دونوں میں کوئی عمل نہ کیا جیسے اِن ضربتَ ضربتُ لفظاً ماضی ہی رہے اور معناً مضارع ہوگا۔ اس کا ترجمہ ہے اگر تو مارے گا تو میں ماروں گا

صرف جزاء ماضی: اگر صرف وہ اکیلا جزاء ماضی ہو تو شرط میں جزم واجب ہے اِن تضربنی ضربتُک اگر تو مجھے ماریگا تو میں تجھ ماروں گا

صرف شرط ماضی: اگر صرف شرط ماضی ہو تو جزاء میں دو وجہیں جائز ہیں۔ اِن جئتنی اُکرِمْکَ

اگر تو میرے پاس آئے گا تو میں تیری عزت کروں گا

جزاء پر فاء لانے کے قواعد:

قاعدہ 1: تو جان لے کہ بے شک وہ جب
جزاء ماضی بغیر قد کے ہو تو اس میں فاء لانا
جائز نہیں ہے جیسے ان اکرمتنی اکرمتک قال اللہ ومن دخلہ کان آمنا

قاعدہ نمبر 2: اگر مضارع مثبت ہو تو اس میں
دو وجہیں جائز ہیں (فاء لانا بھی جائز ہے اور فاء نہ لانا بھی جائز ہے)
ان تضربنی اضربک یا ان تضربنی فاضربک
یا پھر جزاء مضارع منفی لا کے ساتھ ہو تو بھی اس
میں دو وجہیں جائز ہیں (یعنی جزاء پر فاء لانا بھی
جائز ہے اور فاء نہ لانا بھی جائز ہے)
جیسے اس کی مثال ان تشتمنی لا اضربک
اور ان تشتمنی فلا اضربک اگر تو مجھے برا بھلا کہے تو میں تجھے نہیں مارونگا

قاعدہ نمبر 3: اگر جزاء مذکورہ دونوں قسموں
میں سے کوئی ایک بھی نہ ہو تو اس میں فاء لانا
واجب ہے اور اس کی پھر چار صورتیں بنتی ہیں۔

پہلی صورت: کہ وہ جزاء ماضی قد کے ساتھ ہو
جیسے اللہ کا فرمان ان یسرق فقد سرق اخ لہ من قبل اگر وہ چوری کریگا تو تحقیق اسکے بھائی نے پہلے کی
(یہاں ماضی قد کے ساتھ آئی تو جزاء پر فاء وجوبی طور پر لایا)

دوسری صورت: کہ وہ مضارع منفی بغیر لا کے ہو
اللہ تعالیٰ کا فرمان ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ۔ جو کوئی اسلام
کے علاوہ دین تلاش کرے تو وہ ہرگز قبول نہ کیا جائیگا (یہاں مضارع منفی لا کے بغیر ہے)

تیسری صورت: کہ وہ جزاء جملہ اسمیہ ہو تو فاء لانا واجب
جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالہا جو کوئی ایک نیکی لیکر
آئے اس کی مثل اس کے لیے دس ہیں (یہاں جار مجرور ملکر خبر مقدم ہے اس لیے جزاء
پر فاء لایا کہ یہ جملہ اسمیہ ہے)

چوتھی صورت: کہ وہ جزاء جملہ انشائیہ ہوگا
یا تو وہ امر ہوگا۔ جیسے قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی
یا تو وہ نہی ہوگا۔ جیسے ان علمتموھن مؤمنات فلا ترجعوھن الی الکفار
اگر تم ان مومنہ عورتوں کو جان لو تو تم نہ لوٹنا ان کفار کی طرف
ایک مثال میں فاتبعونی امر ہے اور دوسری میں لا ترجعوھن نہی ہے

قاعدہ نمبر 7: اور کبھی کبھی جملہ اسمیہ کے ساتھ فاء کی جگہ پر اِذا واقع ہوتا ہے۔
جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان
وان تصبھم سیئۃ بما قدمت ایدیھم اذا ھم یقنطون
اور اگر انھیں پہنچے وہ برائی جو ان کے ہاتھوں نے آگے بھیجی ہیں وہ قنوط کرتے ہیں۔
{یہاں اذا سے پہلے والا جملہ شرط ہے اور اذا کے بعد والا جملہ اسمیہ جزاء ہے اور یہ اذا فاء کی جگہ پر واقع ہوا ہے}

اِن شرطیہ مقدرہ کے قواعد

اور بے شک جو اِنْ وہ مقدرہ ہوگا پانچ افعال کے بعد
{اس کا مطلب یہ ہے کہ جب وہ پانچ افعال پائے جائیں تو ان افعال کے پائے جانے کے بعد اِن مقدرہ ہوگا اس کا مطلب یہ نہیں کہ اس فعل امر کے بعد اِن مقدرہ ہوگا}

پانچ افعال: وہ فعل جو وہ امر ہو
امر اس کی مثال تعلم تنج یہ اصل میں ان تعلم تنج تھا۔
اس سے پہلے اِن مقدرہ ہے اگر تو سیکھ لے تو نجات پائے گا۔
نہی لا تکذب یکن خیرا لک یہ اصل میں اِن لا تکذب یکن خیرا لک
اگر تو جھوٹ نہ بولے تو تیرے لیے بہتر ہوگا۔

استفہام: هل تزورنا نكرمك اصل میں ان هل تزورنا نكرمك تھا اگر کیا تو نے ہماری زیارت کرے تو ہم تیری عزت کریں گے۔

تمنی: ليتك عندي أخدمك اصل میں ان ليتك عندي اخدمك تھا۔ کاش اگر تو ہمارے پاس ہوتا تو ہم تیری خدمت کرتے

عرض: الا تنزل بنا تصب خيرا شاید اگر تو ہمارے پاس ہوتا تو تجھے بھلائی

اور بعض مقامات پر نفی کے بعد بھی اِن مقدرہ ہوتا ہے۔ مثلاً لا تَفْعَلْ شرا يكن خيرا لك

اگر تو برائی نہ کرتا تو تیرے لیے بہتر ہوتا یہ اصل میں ان لا تفعل ہے

قاعدہ: مذکورہ جوان شرطیہ مقدرہ کے لیے قاعدہ بیان ہوا ہے وہ اس صورت میں ہے کہ جب پہلا دوسرے کے لیے سبب ہو (یعنی جب شرط وجزاء پایا جائے تب پانچ افعال میں ان کو مقدر کیا جائے گا) جیسا کہ تو نے مثالوں میں دیکھا لیس بے شک اس کا معنی ہمارے قول میں۔

تعلم تنج وہ ان تتعلم تنج ہے اور اس طرح باقی لیس وہ منع ہے تیری اس بات سے

لا تكفر تدخل النار تو کفر نہ کر آگ میں داخل ہو گا

اس لیے کہ یہ مانع ہے سببیت سے

نوٹ: اب یہاں اس قول میں سبب نہیں پایا جا رہا کفر نہ کرنا آگ میں داخل ہونے کا سبب نہیں یہ بالکل الٹ چیزیں ہیں۔ اگر ہوتا کہ تو کفر نہ کر تو جنت میں داخل ہو گا تو تب درست تھا۔

ترجمہ: یہ سببیۃ سے مانع ہے اس لیے یہ نہیں کہا جائے گا ان لا تكفر تدخل النار (یہاں اِن مقدرہ ماننا درست نہیں ہے کیونکہ شرط وجزاء نہیں)

الثالث : فعل کی تیسری قسم امر۔

فعل کی پہلے دو قسمیں بیان ہو گئیں ماضی اور مضارع
اب یہ تیسری قسم امر ہے۔

الامر: وہ صیغہ جس کے ساتھ فاعل مخاطب
سے فعل کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔

اعتراض: اس پر اعتراض یہ ہوتا ہے کہ فعل تو غائب
سے بھی طلب کیا جاتا ہے اور وہ بھی امر ہوتا ہے۔ تو پھر
اس کی تعریف کو مخاطب کے ساتھ خاص کیوں کیا۔

الجواب: اس کا جواب یہ ہے کہ تعریف میں جس
امر کی بات ہوتی ہے وہ امر حقیقی ہوتا ہے۔

امر حقیقی: وہ امر ہوتا ہے جو امر کا صیغہ ہوتا ہے اُنصر
اور اس کے علاوہ دوسری قسم کا امر تقدیری ہوتا ہے۔

امر تقدیری: وہ امر ~~ہو~~ جس کا فاعل غائب ہوتا ہے (نہیں ہوتا)
اور فاعل غائب لام امر کی وجہ سے ہوتا ہے صیغہ امر کی وجہ سے

امر حاضر بنانے کا طریقہ: اس لیے کہ حرف مضارع کو
فعل مضارع سے حذف کیا جاتا ہے پھر دیکھا جاتا ہے
پس اگر جو حرف مضارع کے بعد ہے وہ ساکن ہو تو
ہمزہ کو مضموم زائد کر تیسرا حرف (یعنی عین کلمہ) اگر
مضموم ہو تو اس کی مثال اُنصر اور ہمزہ وصلیہ مکسورہ
لا اگر تیسرا حرف مفتوح یا مکسور ہو تو جیسے اِعلم اور اِضرب (اِستخرِج)
اور اگر علامات مضارع کے بعد والا
حرف (یعنی فاء کلمہ) متحرکہ ہو تو پس
ہمزہ کی حاجت نہیں ہے۔ عِد. حاسِب

اعتراض: اور باب افعال کا امر وہ بھی تو
قسم ثانی میں سے ہے (قسم ثانی سے مراد یعنی کہ اگر عین کلمہ
مکسور ہو تو ہمزہ وصلیہ کو کسرہ دیتے ہیں) اور یہاں فتح کیوں دی

الجواب: اس کا جواب یہ ہے کہ باب افعال کا امر اکرم
کے وزن پر اس میں ہمزہ وصلیہ لایا ہی نہیں کہ اس کو کسرہ
دی جائے یہ ہمزہ قطعیہ ہے اور یہ ثابت ہے۔ کیونکہ یہ
اصل میں یُاَکْرِمُ تھا۔ ہمزہ کو حذف کر دیا تو تُکرِمُ ہو گیا
تو اب علامات مضارع کو حذف کر کے اَکْرِمْ بنا دیا۔

سوال: لَمْ تو حروف جوازمہ میں سے ہے وہ فعل مضارع پر داخل
ہوتا ہے تو اس کو جزم دے دیتا ہے لیکن امر مجزوم کیوں ہوتا ہے۔

الجواب: وہ علامات جزم پر مبنی ہے۔ اس
لیے مجزوم ہوتا ہے۔ جیسا کہ اضرب و اعزُو. وارم
اسع و اضربا و اضربوا۔ و اضربی۔
(کیونکہ مجزوم کی ہی ایک قسم ہے اس لیے مجزوم ہوتا ہے)

سکون و مجزوم کا قاعدہ:
جس جگہ بھی آخر میں سکون ہو وہاں حرف علت گر جاتا ہے

امر کو مضارع سے بنانے کی وجہ:
امر اور نہی کی استقبالیت (مستقبل زمانہ میں
فعل مضارع کے ساتھ مشابہت بہت ہوتی ہے اس
لیے امر اور نہی کو فعل مضارع سے بنایا جاتا ہے۔

فصل: فعل مجہول کے بارے میں:

وہ فعل جس کے فاعل کو ذکر نہ کیا جائے اور وہ فعل جس کے فاعل کو حذف کیا گیا ہو اور مفعول کو اس (فاعل) کی جگہ رکھ دیا جاتا ہے۔ اس کو فعل متعدی کے ساتھ خاص کیا

فعل ماضی میں فعل مجہول کو پہچاننے کی علامات:

وہ فعل جس کے شروع میں ہمزہ وصلیہ اور تاء زائدہ نہ ہو:

یہ کہ اس کا پہلا کلمہ حرف مضموم ہوگا اور جو اس کا آخر ہے اس کا ماقبل تمام ابواب میں مکسور ہوگا وہ ابواب جن کے شروع میں نہ ہمزہ وصلیہ ہو اور نہ تاء زائدہ ہو۔

جیسے ضُرِبَ۔ دُحْرِجَ اور اُکْرِمَ

وہ فعل جس کے شروع میں تاء زائدہ ہو:

وہ فعل جس کے شروع میں تاء زائدہ ہو اس کا پہلا اور دوسرا کلمہ مضموم ہوگا اس کا آخر سے ماقبل اسی طرح ہوگا جو اس میں ہے یعنی مکسور ہوگا

جیسے تُفُضِّلَ۔ تُضُورِبَ

وہ فعل جس کے شروع میں ہمزہ وصلیہ ہو:

وہ فعل جس کے شروع میں ہمزہ وصلیہ ہو اس کا پہلا اور تیسرا مضموم ہوگا اور جو اس کا آخر سے ماقبل ہے وہ اسی طرح ہوگا (یعنی مکسور ہوگا)۔ جیسے اُسْتُخْرِجَ۔ اُقْتُدِرَ

قاعدہ: اگر ہمزہ وصلیہ اس میں درج نہ ہو تو وہ مضموم کی اتباع کرے گا مکسور کی اتباع نہ کرے گا اس کی وجہ یہ ہے کہ کسرہ سے ضمہ کی طرف نکلنا مشکل ہوتا ہے۔

اور فعل مضارع مجہول کو پہچاننے کی علامات

یہ کہ حرف مضارع مضموم ہوگا اور جو اس
کا آخر ہے اس کا ماقبل مفتوح ہوگا جیسے یُستخرَج
سوائے باب مفاعلہ اور افعال اور تفعیل
اور فعللة اور رباعی کے آٹھ ملحقات کے۔

علامت: پس ان تمام ابواب کی علامت
آخر سے ماقبل فتح ہونا ہے۔ اس کی مثال یحاسب اور یدحرج
اس میں علامت مضارع کو مضموم کرنا کی بات اس لیے نہیں
کی کہ وہ پہلے سے مضموم ہوتی ہے اور نئی چیز اس میں صرف
آخر سے ماقبل مفتوح ہونا ہے اور وہی علامت ہے

اجوف ماضی کی علامت اور اجوف میں اس
کی ماضی قیل اور بیع ضمہ کی بو کے ساتھ
پڑھا جاتا ہے قیل اور بیع اور بوع اور واؤ کے ساتھ قول
اور اسی طرح یہ اختیر اور انقید
لہٰذا کہ استخیر (کیونکہ وہ معتل العین اس میں کسرہ کے علاوہ جائز نہیں)
اور اقیم ان دونوں میں فُعِلَ کے وزن کے فقدان کی وجہ سے

ان کی مضارع: ان دونوں کے مضارع میں عین
کلمہ کو الف سے پھیر اجائے گا اس کی مثال
یقال اور یباع جیسا کہ ان کو
تو نے پہچان لیا مکمل طور پر گردانوں میں

فعل کی اقسام مفعول بہ پر موقوف ہونے یا نہ ہونے کے اعتبار سے

فعل متعدی: فعل یا تو متعدی ہوگا

هُوَ مَا يَتَوَقَّفُ فَهْمُ مَعْنَاهُ عَلَى مُتَعَلَّقٍ غَيْرِ الْفَاعِلِ

وہ فعل جس کے معنیٰ کو سمجھنا فاعل کے علاوہ متعلق

پر موقوف ہو جیسے ضَرَبَ

فعل لازم: هُوَ مَا بِخِلَافِهِ — وہ جو اس کے خلاف ہو

یعنی وہ فعل جس کے معنیٰ کو سمجھنا فاعل کے علاوہ متعلق

پر موقوف نہ ہو۔ جیسے قَعَدَ اور قَامَ

فعل متعدی کے قواعد:

قاعدہ نمبر 1: متعدی کبھی ایک مفعول کی طرف ہوتا ہے جیسے ضرب زید عمروا

قاعدہ نمبر 2: اور دو مفعولوں کی طرف بھی متعدی ہوتا ہے جیسے اعطی زید عمروا درهما

قاعدہ نمبر 3: اور متعدی میں اس کے ایک مفعول پر اکتفاء کرنا بھی جائز ہے اعطیت زیدا

یا اعطیت درهما

⇐ برخلاف باب علمت کے (یعنی باب علمت میں یہ قاعدہ نہیں ہے کہ اس میں ایک مفعول پر اکتفاء کیا جائے علمت میں دونوں مفعولوں کو ذکر کرنا ضروری ہے

نوٹ: اس بات کی وضاحت مُلّا جامی وغیرہ میں ہے کہ علم کے دونوں مفعولوں کا تعلق آپس میں مسند الیہ اور مسند کی طرح ہوتا ہے۔ اگر ایک حذف کردیں تو جملہ مکمل نہیں ہوتا۔

کوئی بھی

قاعدہ نمبر ۶: متعدی کبھی تین مفعولوں کی طرف ہوتا ہے

نحو: اَعلم اللّٰہ زیداً عمروا فاضلاً اللہ نے زید کو بتایا عمرو کا فاضل ہونا

اور ان میں سے ہی ہیں۔ یعنی اس کی طرح سے اری۔ انبأ

نبّأ، اخبر، خبر اور حدّث

قاعدہ نمبر ۷: (ان مذکورہ ساتوں فعلوں کا قاعدہ)

ان ساتوں فعلوں میں پہلا مفعول دوسرے مفعول کے ساتھ اعطیت کے مفعولین کی طرح ہوتا ہے۔

(یہاں اس مثال اعلم اللہ زیداً عمروا فاضلاً کے بارے میں بات ہو گی) اس میں دونوں میں سے ایک پر اکتفاء کرنا بھی جائز ہے اعلم اللہ زیداً۔

(یعنی جب پہلے مفعولوں میں سے ایک کو حذف کریں گے تو اعطیت کی طرح ہو گا)

اور دوسرے مفعول کو تیسرے کے ساتھ حذف کریں گے جیسا کہ علمت کی مفعولیت کی طرح ہوتا ہے۔ اور دوسرا اور تیسرا (ان دونوں میں سے) ایک پر اکتفا کرنا جائز نہیں ہے۔ اس لیے کہ وہ مبتدا خبر ہوتے ہیں اور ان کو الگ نہیں کیا جا سکتا۔

پس تو یہ نہیں کہے گا اَعْلَمْتُ زَیْداً خَیْرَ النَّاسِ

بلکہ تو کہے گا اعلمت زیداً عمرواً خیر الناس

نوٹ: مختصر یہ کہ اعطیت اور علم میں اور اعلمت وغیرہ افعال قلوب میں سے کوئی بھی فعل ہو تو اس میں کسی بھی مفعول کو حذف کرنا جائز ہے۔ لیکن اعلمت وغیرہ افعال قلوب میں پہلے ایک مفعول کو اکیلے حذف کرنا تو جائز ہے لیکن دوسرے کو اکیلے نہیں حذف کیا جا سکتا کیونکہ وہ مسند الیہ ہے۔ اب اگر دوسرے کو حذف کرنا بھی ہوا تو اس کو تیسرے کے ساتھ ملا کر دونوں کو اکٹھا حذف کیا جائے گا۔

فصل افعال قلوب

یہ فصل افعال قلوب کے بارے میں ہے

علمت . ظننت . حسبت . خلت . رایت . وجدت . زعمت

وہ افعال جو مبتدا اور خبر پر داخل ہو کر دونوں کو مفعولیت کی بناء پر نصب دیتے ہیں ۔ علمت زیداً عالماً .

اور تو جان لے کہ بے شک ان افعال کے کچھ خواص ہیں ۔

قاعدہ 1: بے شک ان دونوں مفعولوں میں سے ایک مفعول پر اکتفا نہیں کیا جائے گا . بخلاف باب اعطیت کے پس تو یہ نہیں کہے گا علمت زیداً .

قاعدہ نمبر 2: اور ان میں لغو جائز ہے یعنی ان کے عمل کو باطل کرنا جائز ہے جب درمیان میں ہوں (یعنی جب افعال قلوب درمیان آ جائیں تو عمل باطل ہو جائے گا)

جیسے زید ظننت قائم .

یا مؤخر ہوں تب بھی عمل باطل ہو جائے گا (یعنی افعال قلوب ان دونوں مبتدا اور خبر کے بعد آ جائیں تو بھی عمل باطل ہو جائے گا) زید قائم ظننت

قاعدہ نمبر 3: بے شک ان کو معلق کر دیا جاتا ہے جب ان سے پہلے استفہام واقع ہو .

جیسے عَلِمتُ أَزَیدٌ عِندَکَ أم عَمرٌو

(اگر یہاں استفہام نہ ہوتا تو یہ مفعول کو منصوب کرتے)

اور ان سے پہلے نفی ہو تب بھی معلق ہوں گے .

علمت ما زید فی الدار

اور ان سے پہلے لام ابتداء تب بھی معلق ہوں گے

علمت لَزَیدٌ منطلق .

(معلق کا مطلب ہے چھوڑ دیا جائے گا یعنی افعال قلوب کا عمل باطل ہو جائے گا)

قاعدہ نمبر ۶: یہ قاعدہ صرف افعال قلوب کا خاصہ ہے
بے شک جائز ہے کہ اس کا فاعل اور اس کا
مفعول دو ضمیریں ایک ہی شے کے لیے ہوں۔
علمتنی مطلقاً میں نے اپنے آپ کو کھرا سونے والا جانا۔
(ت ضمیر واحد متکلم اور یاء ضمیر واحد متکلم کی دونوں
ضمیریں ایک فاعل کی اور ایک مفعول کی دونوں ایک ہی
ذات کے لیے ہیں۔ یہ جائز ہے اور افعال قلوب کا خاصہ ہے
ظننتک فاضلا تو نے اپنے آپ کو فاضل گمان کیا۔

قاعدہ نمبر ۷: تو جان لے کہ ظننت جب
اتهمت کے معنی میں ہو اور علمت جب عرفت
کے معنی میں ہو اور رایت ابصرت کے معنی میں ہو
اور وجدت جب اصبت ضالۃ (گمشدہ چیز پا لی)
کے معنی میں ہو پس تو صرف ایک ہی مفعول کو
نصب دے گا پس اس جگہ یہ افعال قلوب میں سے نہیں ہوگا
(ظن وہم کے معنی میں علم پہچاننے میں اور رای دیکھنے
کے معنی میں ہو تو ان صورتوں میں ان کا نصب
صرف ایک ہی مفعول ہوگا۔ اب دوسرے مفعول کی ضرورت نہیں)

افعال ناقصہ:

افعال ناقصہ کی وجہ تسمیہ: شیخ عبدالرحمن احمد جامی نحوی
لکھتے ہیں کہ افعال ناقصہ کو ناقصہ اس لیے کہتے ہیں کیونکہ یہ صرف فاعل
کے ساتھ کلام تام نہیں ہوتے بلکہ خبر کے محتاج ہوتے ہیں اس لیے
ان کو ناقص کہتے ہیں پس یہ نقصان سے خالی نہ ہوئے اور
یہی نقصان ان کو ناقص بنانے والا ہے۔

ترجمہ: وہ افعال ہیں جو وضع کیے گئے ہیں فاعل کو ثابت کرنے کے لیے ایسی صفت پر جو ان کے مصدر کی صفت کے علاوہ ہو اور وہ یہ ہیں کان، صار، ظل، بات الخ۔

تعریف: هِيَ أَفْعَالٌ وُضِعَتْ لِتَقْرِيْرِ الْفَاعِلِ عَلٰى صِفَةٍ غَيْرِ صِفَةِ مَصْدَرِهَا

ترجمہ: وہ افعال جن کو فاعل کی تاکید کے لیے (پختگی) وضع کیا گیا ہو اس صفت پر کہ جو صفت اس کے مصدر کے علاوہ ہو۔

نوٹ: ویسے عام طور عام افعال کے لیے (یعنی افعال تامہ) قاعدہ یہ ہے کہ "یہ ~~وہ فعل~~ فعل کو فاعل کی تقریر کے لیے وضع جاتا ہے اس صفت پر جو اس کے مصدر میں پائی جائے۔" مثلاً ضرب زید فعل تامہ ہے۔ ضرب فعل ہے۔ زید فاعل ہے۔ ضرب مصدر ہے اور مارنا اس کی صفت ہے۔ اب ضَرَبَ فعل ضربٌ مصدر کی مارنے والی صفت کو فاعل کے لیے پختہ کرنے کے لیے آتا ہے۔ لیکن افعال ناقصہ میں بات یہ ہے کہ افعال ناقصہ فاعل کے لیے اس مصدر کے صفت کو پختہ کرنے کے لیے نہیں بلکہ مصدر کے علاوہ کی صفت کو پختہ کرنے کے لیے آتے ہیں۔ جیسے کان زید قائما میں کان فعل ہے۔ زید فاعل ہے۔ اور ایک صفت اس فعل میں ہونے کی ہے لیکن یہ فعل اس کَوْنٌ مصدر کی صفت کو پختہ کرنے کے لیے نہیں آیا بلکہ اپنے مصدر کے علاوہ کی صفت قائم کو پختہ کرنے کے لیے آیا ہے۔ اب یہ قائم (کھڑے ہونے) کی صفت کو پختہ کرنے کے لیے آتا ہے۔ یہ کان زید قائما زید کھڑا ہوا۔ کان کھڑے ہونے کی نسبت کو پختہ کرنے آیا ہے

اور وہ یہ ہے کان . صار . ظل . بات . الخ

قاعدہ نمبر 1: یہ افعال ناقصہ جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں تاکہ وہ اس کی نسبت کو فائدہ دیں اس کے معنیٰ کے حکم کا

نوٹ: افعال ناقصہ جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں۔ تاکہ اس کے معنیٰ کے حکم کی نسبت کا فائدہ دے۔ یعنی خبر میں پائے جانے والے معنیٰ کو یا تو وہ ثابت کر دیتے ہیں یا نفی کر دیتے ہیں۔ کان زید قائما میں زید اسم ہے اور قائما خبر ہے۔ قائم کو ثابت کرنے کے لیے کان آیا ہے

قاعدہ نمبر 2: پس تو رفع دے گا پہلے کو اور نصب دے گا دوسرے کو۔ پس تو کہے گا کان زیدٌ قائمًا

کان کی تین اقسام کان تین اقسام پر ہے۔

پہلی قسم: ناقصہ: کان ناقصہ وہ ہوتا ہے جو فعل ماضی میں اس کے فاعل کے لیے اس کی خبر کے ثبوت پر دلالت کرتا ہے۔ ~~یا تو~~

جیسے کان زید قائما زید کھڑا ہوا۔

یہ زمانہ ماضی میں فاعل زید کو اس کی خبر (قائما) کو ثابت کرنے پر دلالت کر رہا ہے۔

ناقصہ دائمہ: یا تو کان ناقصہ دائمی طور پر ہمیشگی کے معنیٰ میں آئے گا۔ کان اللہ علیما حکیما اللہ تعالیٰ علم والا حکمت والا ہے۔ اس میں ہمیشگی پائی جا رہی ہے

نوٹ: کان جب دوام پر دلالت کرے تو اس وقت منقطع اس سے نکل جاتا ہے۔ جیسے باری اللہ کے لیے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اللہ علم و حکمت والا تھا۔ بلکہ اس میں دوام ضروری ہے۔ کہ اللہ علم و حکمت والا ہے۔

ناقصہ منقطعہ: یا کان ناقصہ منقطعہ ہوگا۔
کبھی کبھی افعال ناقصہ میں سے کان منقطع کے معنی کے لیے
آتا ہے۔ کان زید شاباً زید جوان تھا۔
یعنی زید پہلے جوان تھا پھر جوانی اس سے منقطع ہو گئی۔

دوسری قسم تامہ: کبھی کان تامہ کے
~~معنی میں آتا ہے~~ مکمل کے ہوتا ہے۔ ثبت اور حصل کے معنی کیساتھ
جیسے کان القتال۔ جنگ یعنی جنگ حاصل ہوئی

تیسری قسم زائدہ: کبھی کان زائدہ ہوتا ہے
کان کو ساقط کرنے سے جملے کا معنی تبدیل نہیں ہوتا
یعنی (کان زائدہ وہ ہوتا ہے کہ جسکے آنے یا نہ آنے سے کوئی
فرق نہیں پڑتا وہ زائدہ ہوتا ہے) جیساکہ شاعر کا قول
جیاد بنی ابی بکر تسامی علی کان المسومۃ العراب
ترجمہ: میرے ابو بکر بیٹے کے تیز رفتار گھوڑے سبقت لے گئے عرب کے نشان زدہ گھوڑوں پر
نوٹ: اب یہاں کان زائدہ ہے کان لگائیں
یا نہ لگائیں کوئی مسئلہ نہیں۔
یعنی علی المسومۃ

صار کے احکام: انتقال کے لیے
یعنی ایک معنی سے دوسرے معنی میں تبدیل کرنے کے لیے آتا ہے
جیسے صار زید غنیا۔

اصبح، امسیٰ، اضحیٰ جملے کے مضمون کو
ان اوقات میں ملانے پر دلالت کرتے ہیں۔
جیسے اصبح زید ذاکرا یعنی کان ذاکرا فی وقت الصبح
یعنی زید صبح کے وقت میں ذکر کرنے والا تھا۔

اصبح صار کے معنی میں بھی آتا ہے جیسے اصبح زید غنیا
زید صبح کے وقت غنی ہو گیا۔
والمسا
اور تامہ بھی ہوتا ہے۔ جیسے دخل فی الصباح والضحی
زید صبح کے وقت داخل ہوا۔ اشراق کے وقت اور شام کے وقت

ظل اور بات کے احکام: یہ دونوں دلالت کرتے ہیں
مضمون جملہ کے ملانے پر اپنے اوقات کے ساتھ۔
ظل سے دن کا وقت۔ بات سے رات کا وقت
ظل زید کاتبا زید دن کے وقت لکھنے والا ہو گیا
اور یہ دونوں صار کے معنی میں بھی آتے ہیں۔

مازال۔ مافتئ۔ مابرح۔ ماانفک کے احکام
دلالت کرتے ہیں اپنی خبر کے ثبوت کے استمرار پر
اپنے فاعل کے لیے جب اس نے اس کو قبول کیا ہے۔
جیسے مازال زیدٌ امیراً زید ہمیشہ سے امیر رہا
(اس سے مراد کہ زید جب بالغ ہوا جب اس نے ہوش سنبھالا
تو اس کے بعد وہ ہمیشہ امیر رہا اس میں استمرار ہے۔
قبول کیا یعنی جب وہ کمائی کے قابل ہوا تب سے امیر ہے)
ان چاروں کے لیے حرف نفی لازم ہو گا۔ ان کو حرف نفی لازم ہے

مادام کے احکام: مادام دلالت کرتا ہے
کسی امر کی توقیت پر (حکم کے وقت پر) اس
مدت کے ساتھ (جب تک وہ خبر ہے) وہ اپنے فاعل
کے لیے ثابت ہے۔ جیسے اَقُوْمُ مَادَامَ الْاَمِيْرُ جَالِسٌ
بیٹھنے کا جو حکم ہے یہ اس کے وقت پر دلالت کرتا ہے۔ اس وقت کے ساتھ کہ
بیٹھنا امیر کے لیے ثابت ہے جو مادام کا اسم ہے۔ میں کھڑا ہونگا جب تک کہ افسر بیٹھا ہے

لیس کے احکام حال میں جملے کی نفی پر دلالت کرتا ہے۔
سمجھا جاتا ہے کہ وہ مطلقاً ہے۔

افعال المقاربہ ھی افعال وضعت لدلالۃ علی دنوّ الخبر لفاعلھا۔
وہ افعال جن کو وضع کیا گیا ہو تاکہ وہ دلالت کریں خبر کو فاعل کے قریب کرتے ہیں۔
افعال مقاربہ کی اقسام افعال مقاربہ کی تین اقسام
افعال رجاء امید کے لیے اور وہ عَسٰی ہے۔
اس سے مراد وہ فعل ہے کہ اس کو ماضی کے علاوہ استعمال نہ کیا جاتا ہو۔ اور وہ فعل عمل میں کاد کی مثل ہے سوائے اس کے کہ اس کی خبر فعل مضارع اَنْ کے ساتھ ہو۔ جیسے عَسٰی زَیْدٌ اَنْ یَّقُوْمَ
قاعدہ نمبر 1: اس کی خبر کو اس کے اسم پر مقدم کرنا بھی جائز ہے۔ جیسے عَسٰی اَنْ یَقُوْمَ زید
قاعدہ نمبر 2: اور کبھی کبھی اَنْ کو حذف بھی کیا جاتا ہے۔ عسی زید یقوم
دوسری قسم حصول کے لیے: اور وہ صرف کاد ہے اور اس کی خبر فعل مضارع اَنْ کے بغیر آتی ہے۔
جیسے کاد زید یقوم (زید کھڑا ہونا حاصل ہو گیا)
قاعدہ نمبر: اور کبھی کبھی اس پر اَنْ داخل بھی ہوتا ہے کاد زید ان یقوم
تیسری قسم فعل میں لینے اور شروع کے لیے آتا ہے اور وہ طفق، جعل اور کرب اور اخذ
ان سب کا استعمال کاد کی طرح ہے طفق زید یکتب زید نے لکھنا شروع کر دیا۔ اور اوشک اس کا استعمال عسیٰ اور کاد کی طرح ہے۔

فعل تعجب: مَا وُضِعَ لِإِنْشَاءِ التَّعَجُّبِ

وہ جس کو تعجب پیدا کرنے کے لیے وضع کیا گیا

فعل تعجب کے دو صیغے ہیں۔ ما افعلہ و افعل بہ

ما افعلہ: اس کی مثال ما احسن زیدا یعنی

کسی چیز نے زید کو حسین بنادیا اور احسن میں ایک

ضمیر ہے اور وہ اس کا فاعل ہے۔

افعل بہ: اس کی مثال احسن بزید ثانیا

قاعدہ 1: اور یہ دونوں نہیں بنتے سوائے اس کے کہ جن سے افعل التفضیل کو بنایا

قاعدہ نمبر 2: اور ملایا جاتا ہے ممتنع میں (یعنی

جن سے فعل تعجب نہیں بن سکتا اس کی مثل ہے

یعنی افعل التفضیل کی طرح اس کو بھی بنایا جاتا ہے

ان میں ما اشد استخراجا یہ پہلا ہے۔

اور اشدد باستخراجہ یہ دوسرا ہے۔

جیسا کہ تو جان چکا اسم تفضیل میں۔

قاعدہ نمبر 3: اور ان دونوں میں

تبدیلی کرنا جائز نہیں مقدم کرنے سے اور نہ ہی

مؤخر کرنے سے اور نہ ہی فاصلہ کرنے سے۔

المازنی کا قول:

(تقدیم و تاخیر تو جائز نہیں ہے)

ظرف کے ساتھ فاصلہ کرنا جائز ہے۔

جیسے ما احسن الیوم زیدا

آج زید کتنا ہی اچھا ہے۔

فصل افعال المدح والذم

وہ جن کو وضع کیا گیا ہو تعریف کو پیدا کرنے کے لیے یا مذمت کو پیدا کرنے کے لیے۔

افعال مدح: یہ حال مدح کے دو فعل ہیں نعم حبذا

قاعدہ نمبر 1: کبھی نعم کا فاعل اسم معرف باللام ہوتا ہے جیسے نعم الرجل زید یا معرف باللام کی طرف مضاف ہوتا ہے جیسے نعم غلام الرجل زید

قاعدہ نمبر 2: اور کبھی کبھی اس کا فاعل ضمیر ہوتی ہے اور واجب ہے کہ اس کی تمیز نکرہ منصوبہ ہو نعم رجلا زید یا ما کے ساتھ ہوتی ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا قول فنعما ھی یعنی نعم شیئا ھی اور زید اس کا نام رکھا گیا ہے المخصوص بالمدح۔

حبذا کے احکام: وہ اس کی مثل ہے جیسے حبذا زید حب فعل ذا اسم اشارہ فاعل اور زید مخصوص بالمدح ہے۔

قاعدہ نمبر 3: اور یہ جائز ہے کہ اس کی تمیز مخصوص سے پہلے واقع ہو یا اس کے بعد واقع ہو جیسے حبذا رجلا زید کتنا ہی اچھا مرد ہے زید اس مثال میں تمیز رجلاً مخصوص زید سے پہلے واقع ہوئی اور حبذا زید رجلاً اس مثال میں زید پہلے مخصوص اور اس کی تمیز رجلاً بعد میں واقع ہوئی۔

یا حال ہوتا ہے اس کی مثال

حبذا راکباً زید اور حبذ ا زید راکباً

افعال ذم: اور پھر حال جو افعال ذم

ہوتے ہیں ان کے بھی دو فعل ہوتے ہیں بئس اور ساء

بئس الرجل عمرو

اور ساء الرجل زید

ساء بھی تمام احکام میں بئس کی مثل ہے

القسم الثالث حروف کے بارے میں ہے۔

اس کی تعریف گزر چکی ان کی سترہ اقسام ہیں۔

حروف جار . حروف مشبہ بالفعل حروف عطف

حروف تنبیہ حروف نداء حروف ایجاب حروف زیادۃ

حرف تفسیر حروف مصدر حروف تحضیض حروف توقع

حرف استفہام حروف شرط حروف ردع تاء تانیث ساکنہ تنوین اور نون تاکید

فصل حروف جارہ کے بارے میں۔

تعریف: ایسے حروف جن کو وضع کیا گیا ہو

فعل یا شبہ فعل یا معنیٰ فعل کے لیے ایسے اسم تک پہنچانے

کے لیے جو ان کے ساتھ ملا ہوا ہوگا۔

جیسے مررت بزید اور انا مار بزید اور ھذا فی الدار ابوک

یعنی میں اشارہ کرتا ہوں اس کی طرف کہ جو اس میں ہے۔

(یعنی اس میں دار کی جانب اشارہ کیا گیا ہے

جس میں فعل کا معنیٰ پایا گیا ہے۔)

اور یہ انیس ١٩ حروف ہیں۔

حروف جارہ کے معانی اور انکی علامات یعنی پہچان

من: اور وہ مسافت کی ابتداء کے لیے آتا ہے
علامت/ پہچان اس کی نشانی یہ ہے کہ
مقابلہ کے لیے:
اس کے مقابلہ میں انتہاء کا لانا صحیح ہے۔
جیسے تو کہتا ہے سرت من البصرۃ الی الکوفۃ
تبیین کے لیے: اور من بیان کے لیے آتا ہے
علامت اس کی نشانی یہ ہے کہ یہاں
اس لفظ کی جگہ الذی کا رکھنا درست ہوتا ہے
جیسے اللہ تعالی کا قول فاجتنبوا الرجس من الاوثان
تبعیض کے لیے: اور من تبعیض کے لیے آتا ہے
علامت: اس کی نشانی یہ ہے کہ لفظ
بعض اس کی جگہ لانا درست ہوگا
اس کی مثال اخذت من الدراھم
زیادتی کے لیے اور من زائدہ ہوتا ہے۔
علامت: اس کی نشانی یہ ہے کہ
~~اسکی~~ اس کو گرا دینے سے معنی میں کوئی
خلل (یعنی نقصان) نہیں آتا۔
اس کی مثال ما جاءنی من احد
قاعدہ: من کلام موجب میں زائد
نہیں ہوتا۔ بخلاف کوفیوں (یعنی کوفی کہتے
ہیں شامل ہوتا ہے کلام موجب میں بھی)
بہرحال وہ کہتے ہیں قد کان من مطر اور اس
طرح کی (مشابہ) مثالوں میں تاویل کی جائے گی۔

الیٰ اور یہ مسافت کی انتہائی حد کو بیان کرنے آتا ہے جیسا کہ گزرا

بمعنیٰ مع اور یہ مع کے معنیٰ میں بھی آتا ہے

اور یہ بہت کم ہے فاغسلوا وجوھکم وایدیکم الی المرافق

حتیٰ اور حتیٰ وہ بھی الیٰ کی مثل ہے

نمت البارحۃ حتی الصباح بیت (رات میں سویا یہاں تک صبح ہو گئی)

بمعنیٰ مع اور یہ مع کے معنیٰ میں آتا ہے لیکن

یہ کثرت کے ساتھ آتا ہے۔ قدم الحاج حتی المشاۃ

قاعدہ: اور وہ (حتیٰ) اسم ظاہر کے ~~ساتھ~~

سوا داخل نہیں ہوتا۔ (یعنی حتیٰ اسم ظاہر

پر داخل ہوگا ضمیر پر داخل نہ ہوگا۔ یہ نہیں کہا جائیگا حتّاہ

مبرد نحوی کا اختلاف: امام مبرد نحوی نے اسی میں

اختلاف کیا ہے۔ شعر میں شاعر کا قول۔

شعر کا ترجمہ: اللہ کی قسم لوگ باقی نہ ہوں گے

نہ کوئی نوجوان یہاں تک کہ تو بھی اے ابو زیاد کے بیٹے

وضاحت: یہاں اس شعر میں حتّاک حتی ضمیر مخاطب

کی ضمیر کے ساتھ آیا ہے۔ (یہ مبرد کی دلیل ہے)

الجواب: شاذ یہ شاذ ہے ایسا کم ہی ہوتا ہے

کبھی کبھی حتیٰ ضمیر کے ساتھ آتا ہے۔

فی: اور فی ظرفیت کے لیے آتا ہے

جیسے زید فی الدار اور الماء فی الکوز

فی بمعنیٰ علیٰ: اور فی علیٰ کے معنیٰ میں بھی ہوتا

ہے۔ اور ایسا بہت کم ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ

کا فرمان ولاصلبنکم فی جذوع النخل

فعل مضارع ہوگا تو اس پر لام کا لانا ضروری ہے اگر جواب قسم مضارع اور اس پر لام نہیں ہے وہاں حرف نفی محذوف ہوگا۔ تاللہ تفتا تذکر یوسف

قاعدہ نمبر 5: اگر وہ مقدم ہو جو اس پر دلالت کرے (یعنی جواب قسم پر دلالت کرے) تو جواب قسم کو حذف کر دیا جاتا ہے۔ جیسے زید قائم واللہ یا قسم درمیان میں ہو تو بھی حذف کر دیا جاتا ہے۔ جیسے زید واللہ قائم

نوٹ: اب زید قائم واللہ اور زید واللہ قائم ان دونوں مثالوں میں جواب قسم نہیں بلکہ یہ جواب قسم پر دلالت کرتے ہیں۔ یہ جواب قسم کے قائم مقام ہیں یہ اصل میں وزید قائم واللہ زید قائم اور زید واللہ قائم زید قائم تھے۔ یہاں جواب قسم کو تکرار کی وجہ سے حذف کر دیا ہے۔

عن: اور یہ بھی حروف جارہ میں سے ہے۔

للمجاوزۃ: یہ دوری کے لیے آتا ہے رمیت السھم عن القوس الی الصید میں کمان سے تیر شکار کی طرف پھینکا (اس میں دوری کا معنیٰ پایا جاتا ہے)

للاستعلاء: اور یہ بلندی کے لیے آتا ہے۔ جیسے زید علی السطح زید چھت پر ہے۔ (اس میں بلندی کا معنیٰ پایا جاتا ہے۔ یہ اوپر ہوتا ہے)

عن اور الی دونوں اسم ہوتے ہیں۔

جب عن اور الی پر من داخل ہو تو یہ دونوں اسم ہوتے ہیں۔

(کیونکہ عن حروف جارہ میں سے یہ اسماء پر داخل ہوتے ہیں اور عن کے بعد جب من اور الی آئیں گے تو یہ اسم شمار کیے جائیں گے کیونکہ حروف جارہ حرف پر داخل نہیں ہوتے)

(حروف جارہ کی صفت ہے کہ وہ اسماء پر داخل ہوتے ہیں اور صفت وہ جو اس میں پائی جائے غیر میں نہ پائی جائے)

جیسے تو کہتا ہے جلست من عن یمینہ میں اس کی دائیں جانب بیٹھا

نزلت من علی الفرس میں گھوڑے کے اوپر سے اترا۔

کاف: یہ حروف جارہ میں سے ہے تشبیہ کے لیے آتا ہے جیسے زید کعمرو زائدہ ہوتا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا قول لیس کمثلہ شیء

کاف بھی اسم ہوتا ہے ۔ اور کبھی کبھی کاف اسم بھی ہوتا ہے۔ جیسے شاعر کا قول

ترجمہ: وہ ہنسی ہیں اپنے دانتوں کے ساتھ جو اولے کی طرح صاف ہیں

یہاں کالبرد کے اوپر جو کاف ہے وہ اسم ہے

منذ اور مذ یہ دونوں زمان کے لیے آتے ہیں کبھی تو فعل ماضی میں فعل کے شروع کرنے کے لیے آتے ہیں۔ جیسے تو شعبان میں کہہ دے ما رایتہ مذ رجب

یا ظرفیت کے لیے آتا ہے حال میں یعنی حاضر میں جس طرح تو کہے ما رایتہ مذ شھرنا ومنذ یومنا یعنی فی شھرنا وفی یومنا

خلا . عدا . حاشا

خلا عدا حاشا استثناء کے لیے

آتے ہیں

جاءنی القوم خلا زید و حاشا عمرو و عدا بکر

هدایۃ النحو القسم الثالث (۱۵۰)

فی الحروف

فصل الحروف المشبہۃ بالفعل:

حروف مشبہ بالفعل چھ ہیں۔ ان أن کان لکن لیت لعل

حکم: یہ حروف جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں اسم کو نصب اور خبر کو رفع دیتے ہیں جیسا کہ تو کہتا ہے۔ ان زیدا قائم

ما کافہ کا ملنا: کبھی کبھی ان کے ساتھ ما کافہ مل جاتا ہے پس وہ ان کو عمل سے روک دیتا ہے اس وقت یہ افعال پر بھی داخل ہوتے ہیں۔ جیسے تو کہتا ہے انما قام زید۔

اِن مکسورہ ھمزہ کا عمل:

تو جان لے کہ بے شک اِن ھمزہ مکسورہ ہو تو یہ جملے کے معنی کو نہیں تبدیل کرتا بلکہ اس کے معنی میں تاکید پیدا کرتا ہے۔

أن مفتوحہ ھمزہ کا عمل:

أنّ ھمزہ مفتوحہ ہو تو یہ اپنے ما بعد آنے والے اسم اور خبر کے ساتھ یہ مفرد کے حکم میں ہوتا ہے۔

اِنّ کے ھمزہ کو مکسور لانے کی صورتیں

پہلی صورت: اور اس کے لیے ھمزہ کو کسرہ کے ساتھ پڑھا جائے گا جب وہ ابتدائے کلام میں ہو جیسے اِن زیدا قائم

دوسری صورت: اور قول کے بعد بھی مکسور ہوگا جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان یقول انھا بقرۃ

تیسری صورت: اور اسم موصول کے بعد بھی مکسور ہوگا

جیسے ما رایت الذی انه فی المساجد.

چوتھی صورت: اور اگر اس کی خبر پر لام ہو تو بھی مکسور ہوگا

جیسے ان زیدا لقائم.

ان کو مفتوح پڑھنے کی صورتیں۔

پہلی صورت: جب وہ فاعل واقع ہو تو مفتوح ہوگا

جیسے بلغنی ان زیدا قائم.

دوسری صورت: جب وہ مفعول واقع ہو تو مفتوح ہوگا. جیسے کرھت انک قائم

تیسری صورت: جب وہ مبتدا واقع ہو تو بھی مفتوح ہوگا

جیسے عندی انک قائم (یہاں عندی خبر مقدم اور انک میں

ک ضمیر اسم قائم خبر۔ ان حرف اپنے اسم و خبر سے ملکر بتاویل مفرد ہو کر مبتدا مؤخر ہے)

چوتھی صورت: جب یہ مضاف الیہ واقع ہو رہا ہو عجبت من طول

ان بکرا قائم. مجھے تعجب ہوا بکر کے لمبے قیام سے

پانچویں صورت: جہاں وہ مجرور واقع ہو رہا ہو جیسے

عجبت من ان بکرا قائم. مجھے زید کے قیام سے تعجب ہوا

ان حروف مشبہ بالفعل اپنے اسم اور خبر سے مل کر بتاویل مفرد ہو کر مجرور

چھٹی صورت: لو کے بعد ان ہو تو بھی منصوب ہوگا۔

لو انک عندنا لاکرمنک

ساتویں صورت: لولا کے بعد بھی منصوب ہوگا۔

لولا انہ حاضر لقاتک زید

نوٹ: ان تمام صورتوں میں جتنی بھی چیزیں بیان

ہوئی ہیں فاعل مفعول مبتدا مضاف الیہ مجرور وغیرہ

یہ تمام جملے نہیں ہوتے مفرد ہوتے ہیں اگر جملے ہوں تو

ان کی خبر جملہ ہوتی ہے بتاویل مفرد ہو کر استعمال ہوتے ہیں۔

قاعدہ عطف: اِنّ مکسورہ کے اسم پر عطف جائز ہے۔ دفع کے ساتھ اور نصب کے ساتھ محل کے اعتبار سے اور لفظ کے اعتبار سے۔

ان زیدا قائما وعمرو وعمرا یہاں عمروا کا عطف زید پر ہے اور قائم کا عطف عمرو پر ہے۔

اِنَّ اَنَّ کَاَنَّ لٰکِنَّ لَیْتَ اور لَعَلَّ کی تخفیف کی صورتیں

اور تو جان لے کہ اِنَّ مکسورہ کی خبر پر لام داخل کرنا جائز ہے۔

اِنَّ کی تخفیف اور کبھی اِنَّ مکسورہ میں تخفیف کی جاتی ہے پس اس وقت اس کو لازم دینا واجب ہے (یعنی اس کی خبر کو) اِنْ کل لما لیوفینھم

(اِن کو جب مخففہ کیا جاتا ہے) تو اس وقت اس کے عمل کو لغو (بے کار) کر دینا بھی جائز ہے۔

ان کل لما جمیع لدینا محضرون۔

اِنْ مخففہ کو افعال پر بھی داخل کرنا جائز ہے ایسے افعال جو مبتدا اور خبر پر داخل ہوتے ہوں

اِن کنت من قبلہ لمن الضالین

(یہاں کنت خود فعل ناقص ہے مبتدا اور خبر پر داخل ہوتا ہے)

اَنَّ کی تخفیف اسی طرح اَنَّ مفتوحہ میں بھی تخفیف کی جاتی ہے اور اس وقت واجب ہے کہ اس کا عمل دیا جائے ایک ضمیر شان میں جو مقدر ہوگی پس وہ داخل ہوگا جملہ اسمیہ پر۔

(یعنی ان زید قائم (یہاں ان کا اسم ضمیر شان ہے وہ محذوف ہے)

یا جملہ فعلیہ پر داخل ہوگا یعنی ان قد قام زید (یہاں بھی اسم ضمیر شان ہے وہ محذوف ہے)

اور جب اس جملے میں پہلے فعل ہو تو سین یا سوف یا قد یا حرف نفی کا فعل پر داخل کرنا واجب ہے۔
جیسے علم ان سیکون منکم مرضیٰ۔

ضمیر شان مقدرہ کے متعلق قاعدہ: اور وہ ضمیر جو مستتر ہوتی ہے وہ اس أنّ کا اسم ہوتا ہے اور جملہ اس أنّ کی یعنی أن مخففہ کی خبر ہوتا ہے۔

کأنّ کی وضاحت:

اور وہ تشبیہ کے لیے ہوتا ہے۔ کان زید الاسد

اور وہ مرکب ہوتا ہے کاف تشبیہ اور إنّ مکسورہ سے اور بے شک ان کو فتحہ دیا گیا ہے کیونکہ کاف کو اس پر مقدم کر دیا گیا ہے۔

اس کی تقدیر یہ ہے (یعنی اصل میں یہ تھا)
انّ زیدا کالاسد

اور کبھی یہ بھی مخففہ ہوتا ہے پس وہ لغو ہو جاتا ہے کان زید اسد

لغو سے مراد یہ کہ وہ اس کے عمل کو فاسد کر دیتا ہے۔

لکنّ یہ استدراک کے لیے آتا ہے اور وہ دو ایسے جملوں کے درمیان آتا ہے جو معنیٰ کے اعتبار سے ایک دوسرے سے متغائر ہوں۔
جیسے ما جاءنی القوم لکن عمروا جاء
(یہ دونوں جملے آپس میں متغائر ہیں
پہلا کلام غیر موجب ہے اس میں نفی پائی جا رہی ہے اور دوسرا موجب ہے اس میں نفی نہیں ہے)

اور عتاب زید لکن بکرا حاضر

یہ بھی دونوں معنی کے اعتبار سے مختلف ہیں ۔

اور اس کے ساتھ واؤ بھی جائز ہے قام زید ولکن عمرو قاعد

(واؤ کبھی لکن استدراک کے لیے آتا ہے)

اور کبھی کبھی یہ مخففہ ہوتا ہے اور عمل کو بے کار کردیتا ہے

مثلاً زید لکن بکر عندنا

لو ط: اس سبق میں دو یا تین جگہ لغو کا لفظ استعمال

ہوا کہ وہ لغو ہو جاتا ہے لغو سے مراد یہ ہے کہ اس صورت میں وہ

عمل کو روک دیتا اسم کو نصب نہیں وہ مبتدا اور خبر دونوں اپنی حالت پر رہتے ہیں ۔

لَیْتَ : یہ تمنی کے لیے آتا ہے ۔ جیسے لیت زید عندنا

امام فراء کا قول : امام فراء نے کہا

کہ جائز اس کے دونوں جزؤں کو نصب دینا بھی

جیسے لیت زید اقائما ۔ کہ اتمنی کے معنی کے لیے آتا ہے

لعلَّ : یہ ترجی کے لیے آتا ہے ۔ جیسے شاعر کا قول

میں نیک بندوں سے محبت کرتا ہوں اور میں بھی انہی

میں سے ہوں شاید کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی نیک بننے کی توفیق عطا فرمائے

اور اس کے اسم کو جر دینا شاذ ہے ۔

جیسا کہ اس کی مثال لعل زید قائم

اور لعل میں کئی لغات ہیں ۔

جیسے عَلَّ ۔ عَنَّ اَنَّ لَاَنَّ لَعَنَّ

امام مبرد کے نزدیک : اس کی اصل عَلَّ ہے

اور اس پر لام کو زائدہ کیا گیا ہے

اور باقی تمام لغات اس کی فرع ہیں ۔

فصل حروف العطف

حروف عاطفہ دس ہیں

پہلے چار: ان میں سے پہلے چار جمع کے لیے آتے ہیں۔

واؤ: پس واؤ مطلقاً جمع کے لیے آتی ہے۔

جاءنی زید وعمرو (زید اور عمرو دونوں اکھٹے)

قاعدہ: برابر ہے کہ زید آنے میں پہلے ہو یا عمرو ہو۔ جاءنی زید وعمرو اور جاءنی عمرو وزید دونوں برابر ہے۔

فاء: ترتیب کے لیے آتی ہے بغیر مہلت (یعنی بغیر تاخیر کے)

قام زید فعمرو ⇐ ترتیب یہ ہے کہ جبکہ زید آنے میں پہلے ہو اور عمرو بعد میں ہو بغیر تاخیر کے۔

(یعنی ترتیب وار ہوں پہلے زید پھر عمرو لیکن تاخیر نہ ہو)

ثمَّ: یہ ترتیب کے لیے مہلت کے ساتھ آتا ہے۔

(یعنی ترتیب اور تاخیر) دخل زید ثم عمرو۔

جبکہ زید آنے میں مقدم ہو اور ان دونوں کے درمیان آنے میں مہلت یعنی تاخیر ہو)

نقطہ: لما اتیتکم من کتاب وحکمة ثم جاءکم رسول

اس میں ثم عاطفہ ہے یہ تاخیر کے لیے اور اسی سے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا ثبوت ہے۔

حتیٰ: یہ بھی ثم کی طرح ہے ترتیب اور مہلت میں کیونکہ یہ بھی مہلت اور ترتیب کا معنیٰ دیتا ہے۔

فرق: ثم اور حتیٰ میں فرق یہ ہے کہ حتیٰ کی مہلت (تاخیر) ثم کے مقابلے میں کم ہوتی ہے

حتیٰ کی شرط: اور یہ بھی شرط ہے کہ معطوف معطوف علیہ میں داخل ہو اور حتیٰ تو ت

کا فائدہ دیتا ہے معطوف میں

جیسے مات الناس حتی الانبیاء (لوگ فوت ہوئے یہاں تک انبیا)

{اب یہاں لوگ معطوف علیہ اور انبیاء معطوف کے حکم میں داخل ہے اور معطوف کی قوت کا فائدہ دیتا ہے

یا کمزور فائدہ دیتا ہے قدم الحاج حتی المشاۃ

اَوْ. امّا. اَم (اَوْ) یہ تینوں حروف دونوں معاملات میں سے کسی ایک کو ثابت کرنے کے لیے آتے ہیں اس حال میں کہ وہ دونوں مبھم ہوں اور متعین بھی نہ ہوں. جیسے مررت برجل او امراۃ

میں مرد کے پاس سے گزرا یا عورت کے پاس سے

{اب یہاں مرد اور عورت دو ہیں اور دونوں متعین نہیں ہیں دونوں میں سے کوئی ایک ہو سکتا ہے۔ اور دونوں مبھم ہیں یہ بھی نہیں پتا دونوں میں سے کسی کے پاس سے گزرا۔ اور ثابت بھی دونوں میں سے ایک کو کرنا ہے یا مرد یا عورت تو ان کے درمیان (او یا)

[امّا] اور بے شک یہ ہو گا حرف عطف جبکہ اسے پہلے دوسرا امّا مقدم ہو

جیسے العدد اما زوج واما فرد عدد یا تو جفت ہوگا یا طاق

اور امّا کو اَوْ پر مقدم کرنا بھی جائز ہے

زید اما کاتب او امی زید یا تو کاتب ہے یا ان پڑھ

اَم کی دو قسمیں: ام متصلہ اور ام منقطعہ

ام متصلہ: یہ وہ حرف ہے کہ جب اس میں دو معاملات میں سے کسی ایک کی تعین کا سوال

کیا جائے اور سوال کرنے والا ان دونوں مبہم میں
سے کسی ایک کو جاننے والا ہو (مبہم طور پر)
او اور إمّا جبکہ أو اور اما میں ایسا نہیں ہوتا
پس بے شک سوال کرنے والا وہ مبہم معاملات میں سے
اصلاً کسی کو بھی جاننے والا نہیں ہوتا۔

ام متصلہ کی شرائط: اس کی تین شرائط ہیں۔

پہلی شرط: یہ کہ اسے پہلے ہمزہ واقع ہو
أزيد عندك ام عمرو — کیا تیرے پاس زید ہے یا عمرو

دوسری شرط: یہ ہے کہ وہ اسے ملا ہوا ہو جو ہمزہ (کے بعد اسم) سے ملا ہوا ہے میری مراد جب ہمزہ کے بعد اسم واقع ہو تو ام کے بعد بھی اسی طرح کا اسم واقع ہو گا
جیسا کہ گزر چکا أزيد عندك ام عمرو۔
أ کے بعد بھی اسم ہے اور ام کے بعد ایسا ہی اسم واقع ہے۔

ہمزہ کے بعد فعل: اگر ہمزہ کے بعد فعل ہو تو ام کے بعد بھی اسی طرح کا فعل ہو گا أقام زيد ام قعد
پس یہ نہیں کیا جائے گا أرأيت زيدا ام عمروا

تیسری شرط: یہ ہے کہ دونوں معاملوں میں سے ایک حقیقت میں ثابت ہو اور استفہام صرف تعیین کے بارے میں ہو پس اس کے لیے واجب ہے کہ ام کا جواب تعیین کے ساتھ دیا جائے نہ کہ نعم یا لا کے ساتھ۔
[یعنی نہ ہی نعم کے ساتھ جواب دیا جائے نہ ہی لا کے ساتھ بلکہ ایک کو خاص کر کے جواب دیا جائے]

ام منقطعہ: ام دوسرا منقطعہ ہے یہ وہ ام ہے
جو بل کے معنی میں ہمزہ کے ساتھ ہو مثال انھا لابل ام ھی شاۃ
جس طرح کہ اگر تو دور سے کوئی شبیہ (صورت)
دیکھی اور تو نے کہا انھا لابل بے شک ضرور وہ اونٹ ہے
راستے سے دوری پر پھر تجھے شک حاصل ہوا کہ
بے شک وہ بکری ہے تو تو نے کہا یا یہ بکری ہے ام شاۃ کہہ دیا

قاعدہ: جب تو نے یہ کہہ دیا تو تو نے اعراض (منہ پھیرنے)
کا ارادہ کیا پہلی خبر سے جب تو ابتداء کر دی
دوسرے سوال سے تو اس کا معنی ہوا بلکہ وہ بکری ہے۔

مثال: اس کی پنجابی میں مثال یہ دی جاتی ہے۔
دوروں تکیے تے انڈے نیڑے جا کے تکیے تے گنجے

قاعدہ: ام منقطعہ نہیں استعمال کیا جاتا
سوائے خبر کے جیسا کہ تو نے جان لیا ہے اور استفہام
میں جیسے اعندک ~~زید~~ احمد ام عمرو عندک محمود

لا، بل اور لکن: لا، بل اور لکن یہ دو
معاملوں میں سے کسی ایک کے حکم کو ثابت کرنے کے لیے
کسی ایک معین معاملے کے حکم کو ثابت کرنے کے لیے آتے ہیں

لا: پس بے شک لا دوسری کی نفی کے لیے آتا ہے
اس سے جو پہلے کے لیے واجب ہو اس کی مثال
جاءنی زید لا مجید۔ زید آیا میرے پاس نہ کہ مجید۔
[اس مثال میں پہلے کے لیے حکم واجب (ثابت) ہے اور دوسرے
کی نفی کرنے کے لیے آیا ہے]

بل: جھوٹ کا فائدہ دیتا ہے (اعراض کا فائدہ) پہلے کلام سے۔ جبکہ دوسرے کے اثبات کے لیے آتا ہے۔
اس کی مثال جاءنی احمد بل محمود اس کا معنیٰ یہ ہے بلکہ میرے پاس محمود آیا۔

لکن: یہ استدراک کے لیے آتا ہے اور اس کے ماقبل کو نفی لازم ہے۔ قام زید و لکن خالد لم یقم

فصل حروف التنبیہ: حروف تنبیہ یہ تین ہیں
الا و اما و ھا

تعریف: یہ تینوں مخاطب کو تنبیہ (خبردار) کرنے کے لیے وضع کیے گئے ہیں تاکہ اس کے کلام کا کوئی حصہ فوت (چھوٹ) نہ جائے۔

الا اور اما کے احکام:

یہ دونوں جملہ اسمیہ اور جملہ فعلیہ کے سوا داخل نہیں ہوتے۔ جملہ اسمیہ جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان
الا انھم ھم المفسدون اور شاعر کا قول
اما والذی ابکی واضحک والذی اماتٌ واحیی والذی امرہ الامر
اس ذات کی قسم جس نے ہنسایا اور جس نے رلایا اور جس نے مارا اور جس نے زندہ کیا اور اس ذات کی قسم جس کا حکم حقیقی حکم ہے

جملہ فعلیہ: یا پھر وہ جملہ فعلیہ ہو اما لا تفعل خبردار تو نہ کر

الثالث ھا: یہ جملہ پر داخل ہوتا ہے ھا زید قائم یہ زید کھڑا ہے اور مفرد پر بھی داخل ہوتا ہے۔ ھذا

فصل حروف النداء یا، ایا، ھیا، ای، ھمزہ مفتوحہ
قریب کے لیے: ای اور ھمزہ یہ قریب کے لیے آتے ہیں۔
بعید کے لیے: ایا اور ھیا یہ بعید کے لیے آتے ہیں۔
متوسط کے لیے: یا ان دونوں (قریب و بعید) کے لیے بھی
اور متوسط سب کے لیے آتا ہے۔ ان کے احکام منادی میں گزرے

فصل حروف ایجاب: یہ ایجاب چھ ہیں۔
نعم بلی جیر اجل ان ای

نعم: سابقہ کلام کی تقریر (پکا کرنے) کے لیے آتا
ہے۔ اگرچہ وہ مثبت ہو یا منفی ہو
جیسے أجاءَ زید کیا زید آیا تو نے کہا نعم
اما جاء زید کیا زید نہیں آیا تو نے کہا نعم
بلی اس کو خاص کیا گیا ہے جواب کے ساتھ اس
استفہام کے کہ جس کے جواب میں نفی ہو۔
جیسے اللہ تعالیٰ کا قول الست بربکم قالوا بلی
جب یہ صورت خبر نفی کے لیے ہو جیسا کہ کہا جاتا
ہے لم یقم زید تو نے کہا بلی (ہاں کیوں نہیں)
یعنی قد قام (تحقیق وہ کھڑا ہوا)

ای: یہ اثبات کے لیے آتا ہے جبکہ استفہام
کے بعد ہو اور اس کے لیے قسم لازم ہے۔
جیسا کہ جب کہا جائے ھل کان کذا تو
جواب میں کہا جائے ای واللہ۔

اجل، جیر اور ان: خبر کی تصدیق کرنے کے لیے آتے ہیں جیسے جب کہا جائے
جاء زید تو نے کہا اجل یا جیر یا ان یعنی میں تیری اس خبر کی
تصدیق کرتا ہوں

فصل حروف الزیادۃ: حروف زیادت سات ہیں

ان اَن ما لا من لام الباء

اِن زائدہ: پہلی صورت اس کو زیادہ کیا جاتا ہے ما نافیہ کے ساتھ اس کی مثال ما ان زید قائم زید کھڑا نہیں ہے یہاں اِن زائدہ ہے۔

دوسری صورت: ما مصدریہ کے ساتھ بھی ان زائدہ ہوتا ہے اس کی مثال انتظر ما ان یجلس الامیر انتظار کر امیر کے نہ بیٹھنے کی انتظار کر امیر کے بیٹھنے کا یہاں ما مصدریہ ہے اس کے بعد ان ہے تو جملہ مصدر کے معنی میں ہو گیا

تیسری صورت: لمّا کے ساتھ بھی ان زائدہ ہوتا ہے لمّا ان جلست جلست جب تو بیٹھے گا تو میں بیٹھوں گا

اَن زائدہ: پہلی صورت: اَن کو لمّا کے ساتھ زائدہ کیا جاتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا قول فلما ان جاء البشیر جب بشیر آیا۔ یہاں لما کے بعد ان زائدہ آیا ہے

دوسری صورت: قسم متقدم (پہلے آنے والی قسم) اور لو کے درمیان آتا ہے واللہ ان لو قمت قمت اللہ کی قسم اگر تو کھڑا ہو گا تو میں کھڑا ہوں گا۔

ما زائدہ: پہلی صورت: ما کو زائدہ کیا جاتا ہے اذا۔ متی۔ ای۔ انی۔ این اور ان شرطیہ کے ساتھ۔ جیسے اذا ما صمت صمت جب تو روزہ رکھے گا تو میں رکھوں گا باقیوں کا بھی اسی طرح حکم جس طرح ایک کی مثال درج ہوئی۔

دوسری صورت: ما بعد حروف جارہ کے بعد بھی زائدہ ہوتا ہے۔

جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان فبما رحمۃ من اللہ۔

عما قلیل لیصبحن نادمین. ۱) میں باء کے بعد اور ② میں عن کے بعد ما زائدہ ہے۔

زید صدیقی کما ان عمرو اخی۔

لا زائدہ: پہلی صورت: لا کو زائدہ کیا جاتا ہے واؤ کے ساتھ وہ واؤ جو نفی کے بعد واقع ہو۔

ما جاءنی زید ولا عمرو نہیں آیا میرے پاس زید نہ ہی عمرو

یہاں لا زائدہ ہے جو واؤ کے ساتھ اور یہ واؤ ایسی ہے جو ما جاء نفی کے بعد آتی ہے۔

دوسری صورت: ان مصدریہ کے بعد بھی لا زائدہ ہوتا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ما منعک ان لا تسجد

یہاں الا میں ان مصدریہ ہے اس کے بعد لا زائدہ ہے۔

تیسری صورت: اور قسم سے پہلے بھی لا زائدہ ہوتا ہے

جیسے اللہ کا فرمان لا اقسم بھذا البلد

میں قسم کھاتا ہوں اس شہر کی یہاں قسم سے پہلے لا زائدہ ہے۔ اس کا معنیٰ یہ نہیں کہ میں قسم نہیں بلکہ معنیٰ ہے میں قسم کھاتا ہوں

من. باء اور لام:

اور بہرحال من اور باء لام۔ بس تحقیق گزر چکا ان کا ذکر حروف جارہ میں پس ہم ان کا اعادہ نہیں کریں گے۔

اس سے آگے حروف کی بحث دوسری کاپی پر ہے۔

هداية النحو

القسم الثالث في الحروف

(چند اختتامی فصلیں)

(حروف کے بارے میں)

فصل حرفا التفسیر: یہ دو حروف ہیں۔ ای اور ان

ای: جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان واسئال القریۃ

یعنی اھل القریۃ بستی والوں سے سوال کرو

گویا کہ وہ اس کی تفسیر کرتا اھل القریۃ

ان: اس کے ساتھ تفسیر کی جاتی ہے فعل کی

جو قول کے معنیٰ میں ہو۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان

ونادینہ ان یابراھیم

قاعدہ: پس نہیں کہا جائے گا قلت: لہ ان اکتب

کیونکہ وہ صراحت کے ساتھ قول ہے قول کے معنیٰ میں نہیں۔

فصل حروف المصدر:

حروف مصدر تین ہیں۔ ما ان اور انّ مشدد

ما اور ان پس ان میں سے پہلے دو جملہ

فعلیہ کے لیے آتے ہیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان

وضاقت علیھم الارض بما رحبت

یعنی احد برحبھا۔ بسبب وسیع ہونے کے۔

اب یہاں رحب فعل ہے اس پر ما مصدریہ

آیا تو وہ مصدر کے معنیٰ میں ہو گیا۔

اور شاعر کا قول

ترجمہ: خوش کیا دالوں کے جانے انسان کو حالانکہ

دالوں کا جانا جانا ہی ہے۔

اب یہاں بھی ما کے بعد جو ذھب فعل

ہے وہ مکمل جملہ مصدر کے معنیٰ میں ہو گیا۔

أَنْ : فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ اِلَّا اَنْ قَالُوا۔
پس ان کی قوم کا جواب نہ تھا جب انھوں نے کہا۔
یہاں ان کے بعد فعل مصدر یہ ہو گیا۔

اَنَّ : وہ جملہ اسمیہ کے لیے آتا ہے۔
عَلِمْتُ اَنَّكَ قَائِمٌ میں نے جان لیا تیرا کھڑا ہونا
یعنی قیام کا، تیرا قیام، تیرا کھڑا ہونا۔ یہ مصدر یہ ہو گیا

حرف تفسیر میں اَنْ تفسیر کرتا ہے اس فعل کی جو قول کے معنی میں ہو کی وضاحت:

بے شک حروف تفسیر میں سے جو اَن ہے وہ تفسیر کرتا ہے اس فعل کی جو قول کے معنی میں ہو
وَنَادَيْنَاهُ اَنْ يَّا اِبْرَاهِيْمُ۔
ہم نے ندا دی اس کو یعنی ابراہیم کو۔
نادینا فعل وہ قول کے معنی میں ہے اس لیے کہ اس کے ساتھ ندا کی جاتی ہے اس لیے کہ وہ قول کے معنی میں ہے یعنی ندا کرنا قول کے معنی میں ہوتا (بلایا قول سے ہی جاتی ہے)

قاعدے کی وضاحت:

پس یہ نہیں کیا جائے گا قُلْتُ لَهٗ اَنْ اُكْتُبْ
یہ نہیں کیا جائے گا میں نے اسے کہا کہ تو لکھ۔
اس لیے کہ وہ لفظ قول ہے قول کے معنی میں نہیں ہے۔ کیونکہ یہ جملہ شروع ہی قلت قول سے مشتق ہونے والے لفظ سے ہو رہا ہے بلکہ قول کے معنی میں نہیں ہے

ھدایۃ النحو کی کتاب کے شروع میں خطبے کے آنے والا لفظ اَمَّا بَعْدُ کی وضاحت

اَمَّا : یہ کلمات شرط میں سے ہے اسم پر اس لیے داخل ہوتا ہے تاکہ شرط کے معنیٰ کی تفصیل بیان کرے اس کے جواب پر فاء کا داخل کرنا لازم ہے۔ مثلاً لزید صدیقان اما احدھما فصالح واما ثانیھما فشجاع۔

اس میں اما نے شرط کی وضاحت کی ہے کہ دونوں دوستوں میں سے ایک بہادر اور دوسرا نیک ہے۔

حاشیہ عنایۃ النحو: اَمَّا متصلہ شرط کے معنیٰ کے لیے ہے یعنی مَھْمَا کے معنیٰ کے لیے ہوتا ہے تسمیہ، حمدیہ اور صلوٰۃ کے بعد کوئی چیز ہو گی۔ محمد امختصر مضبوط ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

قاعدہ: قَبْلُ، بَعْدُ وغیرہ ظروف مغربہ میں سے ہیں اگر مضاف ہوں اور ان کا مضاف الیہ مذکور نہ ہو تو یہ مبنی ہوں گے۔ زید نحو قٌ

اب یہاں بھی اما بعد میں بَعْدُ مضاف ہے لیکن مضاف الیہ مذکور نہیں تو اس کو مبنی پڑھا ہے۔

اس کا مضاف الیہ بعد الحمد و الصلوٰۃ وغیرہ ہے اور وہ محذوف ہے۔ تو اس کو مبنی علی الضم پڑھا ہے تو اگر اس کا مضاف الیہ حمد و صلوٰۃ وغیرہ ذکر ہوتا تو نصب پڑھا جاتا۔

اما بعد: یعنی جو بھی حمد تسمیہ اور صلوٰۃ پڑھی اس
کے بعد یہ رسالہ مختصر ہے۔

اب یہاں مضاف الیہ مذکور نہیں تو بعدُ پڑھا۔

خطبہ: اسی طرح سے جب کوئی خطیب خطبہ پڑھتا ہے تو حمد و صلوٰۃ
کے بعد وہ کہتا ہے بعد از حمد و صلوٰۃ

اب یہاں پہ وہ حمد و صلوٰۃ کو ذکر کر دیتا ہے۔

>> اور پھر اس کے جواب اعوذ باللہ پر
فاء لانا چونکہ لازم ہے تو اس پر فاء لائی جاتی ہے۔

اما بعد: ان سے پہلے حمد و ثناء بیان کی جاتی
ہے اور بعد سے مراد کہ جو حمد و ثناء بیان
کی اس کے بعد یہ چیز جو آگے بیان ہوگی۔

ایک اہم نحوی نقطہ:

معرفہ اور وہ معرفہ جو علم ہو اس پر الف لام
آجائے تو وہ الف لام کون سا ہوگا

الجواب: ایک اس کا جواب یہ ہے کہ
اس الف لام کو برائے تعریف بھی مان سکتے ہیں۔
اور الف لام زائدہ بھی مان سکتے ہیں۔
اگر اس الف لام کو تعریف والا مانیں گے تو اس علم کو
نکرہ مانیں گے۔ جیسے الزید اور اگر اس معرفہ
کو علمیت مانیں گے کسی خاص بندے کا نام مانیں گے تو
الف لام کو تو زائدہ مانیں گے۔

(یعنی اگر علمیت ختم ہوگی تو الف لام
رہے گا اور اگر علمیت ہوگی
تو الف لام زائدہ ہوگا

قاعدہ نمبر 1: یہ حروف فعل کے علاوہ پر داخل نہیں ہوتے جیسا کہ آپ نے دیکھا گزر چکا۔

قاعدہ نمبر 2: اگر ان کے بعد اسم واقع ہو تو پس اس میں فعل چھپا ہوا ہوگا جیسا کہ تو کہتا ہے۔ لمن ضرب قوماً

کس نے قوم کو مارا۔ هلاّ زیدا۔ کیوں نہیں نعوہ یعنی هلاّ ضربت زیدا تو نے زید کو کیوں نہیں مارا

قاعدہ نمبر 3: یہ مرکب ہوتے ہیں۔

یہ تمام مرکب ہوتے ہیں

ان کا دوسرا جزء حرف نفی ہوتا ہے اور پہلا حرف شرط یا استفہام یا حرف مصدر ہوتا ہے

لولا کا قاعدہ:

اور لولا کا دوسرا معنی بھی ہوتا ہے

وہ دوسرے جملے کا نہ پایا جانا ہے (یعنی دوسرے جملے کو روکتا ہے) پہلے جملے کے پائے جانے کے ساتھ۔ اس کی مثال

لولا علی لھلک عمر اگر علی نہ ہوتا تو عمر ہلاک ہو جاتا۔

اب اس میں دوسرے جملے کا وجود ہے اور پہلے میں نفی ہے۔ اگر علی نہ ہوتا تو عمر ہلاک ہو جاتا۔

قاعدہ نمبر 2: اس وقت وہ محتاج ہوتا ہے دو جملوں کی طرف (یعنی لولا کے بعد ہمیشہ دو جملے آئیں گے) اور ان میں سے پہلا جملہ ہمیشہ اسمیہ ہوگا۔ علی موجود

جیسا کہ مثال لولا علی لھلک عمر۔ اس مثال میں دو جملے ہیں کہ پہلا جملہ اسمیہ لو حرف تخفیف لا مشابہ بالیس اور علی اسم اور موجود محذوف اس کی خبر ہے۔ اب یہ جملہ اسمیہ خبریہ بنا

فصل حروف التحضیض: فصل ابھارنے والے

حروف کے بارے میں یہ چار حروف ہیں ھلّا، الّا، لولا، لوما

قاعدہ: اور ان کے لیے ضروری ہے یہ کلام کے شروع میں ہو

~~حروف تحضیض کا معنی: اور ان کا معنی یہ ہے کہ~~

~~یہ ابھارنے کے لیے آتے ہیں فعل پر اگر یہ مضارع پر داخل ہوں~~

~~(یعنی یہ مضارع پر داخل ہوں تو مضارع پر ابھارنے کے لیے آتے ہیں)~~

~~جیسے ھلّا تاکل تو کیوں نہیں کھاتا۔~~

~~اگر ماضی پر داخل ہوں: اگر یہ ماضی پر داخل ہوں تو~~

~~ماضی پر ابھارنے کے لیے آتے ہیں۔ جیسے ھلّا ضربت زیدا~~

~~تو نے زید کو کیوں نہ ابھارا~~

~~لوما~~: اگر یہ حروف مضارع پر داخل ہوں:

فعل پر ابھارنے کے لیے آتے ہیں اگر یہ مضارع پر

داخل ہوں تو اس کی مثال ھلّا تاکل تو کیوں نہیں کھاتا

اگر ماضی پر داخل ہوں:

اگر یہ حروف تحضیض ماضی پر داخل ہوں

تو ملامت کے لیے آتے ہیں ھلّا ضربت زیدا

تو نے زید کو کیوں نہ مارا (یہ زید کو ملامت کی جا رہی ہے)

ماضی پر داخل ہونے کا قاعدہ:

اس وقت یہ تحضیض یعنی ابھارنے کے لیے نہیں

آتا سوائے اس کے وہ اس اعتبار سے ہو جو فوت ہو گئی ہے

رہ گئی (اب یہاں اس فاعل کا زید کو مارنا

رہ گیا تھا تو اس وقت یہ ماضی پر داخل ہوا ہے یہاں

ابھارنے کے لیے نہیں آیا ہے)

فصل حرف التوقع : یہ حرف ایک ہے

حکم : یہ فعل ماضی میں آتا ہے ۔ ماضی قریب کے لیے آتا ہے حال کی طرف (یعنی حال کے قریب) جیسے قد رکب الامیر (امیر سوار ہونے کے قریب ہے) قبیل ھذا یعنی تھوڑی دیر میں تھوڑی دیر بعد سوار ہو گا

دوسرا نام اور اس کی وجہ تسمیہ :

اس لیے اس کا نام حروف قریب بھی رکھا گیا ہے ۔

قاعدہ نمبر 1 : اور اس کے لیے لازم ہے کہ یہ حال واقع ہونے کی صلاحیت رکھتا ہے (زمانہ کے قریب کی صلاحیت رکھنے کی وجہ سے حال واقع ہوتا ہے)

قاعدہ نمبر 2 : اور کبھی کبھی تاکید کے لیے لایا جاتا ہے جب وہ جواب ہو جب کوئی سوال کرے

ھل قام زید کیا زید کھڑا ہے ۔

تو تو کہتا ہے قد قام زید ۔

یہاں زید کے کھڑے ہونے کی تاکید ہے سوال کے جواب میں ہے کہ قد ~~[illegible]~~ تاکید کے لیے آتا ہے ۔

مضارع میں تقلیل کے لیے آتا ہے ۔

اس کی مثال ان الکذوب قد یصدق

بے شک جھوٹا بہت کم سچ بھی بول دیتا ہے ۔

ان الجواد قد یبخل بے شک سخی ~~[illegible]~~ بہت کم بخل کرتا ہے

قاعدہ نمبر 3 : اور کبھی اس کو تحقیق کے لیے لایا جاتا ہے ۔ قد یعلم اللہ المعوقین ۔

تحقیق اور تاکید میں فرق

تاکید: تاکید جب ہوتی ہے مثلاً قد ہی لے لیتے ہیں کہ جب یہ تاکید کے لیے آتا ہے تو سوال کے جواب میں پختگی کے لیے آتا ہے۔
سوال کے جواب کو پختہ کرنے کے لیے آتا ہے۔

تحقیق:
تحقیق جب ہوتی ہے تو سوال کا جواب نہیں ہوتا بلکہ ویسے ہی کسی بات کو پختہ کرنے کے لیے آتا ہے۔
(یعنی تاکید سوال کے جواب میں پختگی ہوتی ہے اور تحقیق بغیر جواب کے ویسے ہی بات کی پختگی ہوتی ہے۔

قاعدہ نمبر ۷ قد کے درمیان اور فعل کے درمیان قسم کے ساتھ فاصلہ کرنا جائز ہے
جیسے قد واللہ احسنت تحقیق اللہ کی قسم تو کتنا حسین ہے

قاعدہ نمبر ۸: اور کبھی کبھی قد کے بعد اس کے فعل کو قرینے کے پائے جاتے وقت حذف کرنا بھی جائز ہے۔ جیسا کہ شاعر کا قول
شعر کے آخر میں وَقَدِنْ یعنی کان قد زالت ہے فعل کو حذف کیا گیا ہے۔
شعر کا ترجمہ: اونٹوں کی سواری قریب ہوئی بغیر اس بات کے کہ جب ہم نے رحال اتارے تو وہ ختم ہو چکے تھے۔

فصل حروف استفہام

یہ دو حروف ہیں ہمزہ اور ھل۔

قاعدہ نمبر 1: یہ دونوں کلام کے شروع میں ہوتے ہیں

قاعدہ نمبر 2: یہ دونوں جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں۔ ازید قائم یا جملہ فعلیہ پر داخل ہوتے ہیں۔ ھل قام زید

قاعدہ نمبر 3: اور یہ دونوں اکثر جملہ فعلیہ پر داخل ہوتے ہیں۔ کیونکہ استفہام فعل کے ساتھ اسمیہ سے اولی ہے (بہتر ہے)

یہاں اذا کا ترجمہ کیونکہ کیوں کیا:

اذا کا ترجمہ تو جب ہوتا ہے یہاں اس کا ترجمہ کیونکہ اس وجہ سے کیا یہ اذا یہاں پر تعلیلیہ ہے کیونکہ یہ ماقبل فعل اکثر کی علت کو بیان کر رہا ہے استفہام اکثر افعال کے ساتھ آتے ہیں۔ تو اکثر کل کے حکم میں ہوتا ہے۔ اور اذا اس ماقبل فعل اکثر کی علت کو بیان کرتا ہے کہ اکثریت کی وجہ سے فعل زیادہ اولی ہے۔

قاعدہ نمبر 4: اور کبھی ان جگہوں پر ہمزہ داخل ہوتا ہے کہ جن جگہوں پر "ھل" کو داخل کرنا جائز نہیں ہے۔

جیسے ازیدا ضربت کیا تو نے زید کو مارا

اتضرب زیدا کیا تو زید کو مارتا ہے۔ وھو اخوک اس حال میں کہ وہ تیرا بھائی ہے۔ ازید عندک ام عمرو واوممن کان

افمن کان اثم اذا ما وقع ان جگہوں پر ھل کو استعمال نہیں کیا جاتا

اس جگہ یہ بحث ہے۔

فصل حروف الشرط:

قاعدہ نمبر 1: اِنْ. لَوْ. اور اَمَّا ان کے لیے ضروری ہے کہ یہ کلام کے شروع میں ہوں۔

قاعدہ نمبر 2: اور ان میں سے ہر ایک دو جملوں پر داخل ہوتا ہے اسمیہ ہوتے ہیں وہ دونوں ہیں۔ یا وہ دونوں جملے فعلیہ ہوتے ہیں یا دونوں فی الف ہوں

اِنْ: اِن استقبال کے لیے آتا ہے اگرچہ ماضی پر داخل ہوتا ہے۔ ان زرتنی اکرمتک

اگر تو مجھے ملے گا تو میں تیری عزت کروں گا۔

لو: اور لو ماضی کے لیے آتا ہے اگرچہ یہ مضارع پر داخل ہو اس کی مثال تزورنی اکرمتک

اگر تو میری زیارت کرتا تو میں تیری عزت کرتا۔

قاعدہ 3: اور ان دونوں (ان اور لو) کے لیے لازم ضروری ہے فعل لفظی ہو جیسا کہ گزر چکا یا ~~معنوی~~ تقدیری

اِنْ انت زائری فانا اکرمتک

اگر تو میری زیارت کرے گا تو میں تیری عزت کروں گا

(اب یہاں زائری سے پتا چلا زرتنی فعل تقدیری ہے)

اہم ترین مسئلہ:

قاعدہ نمبر 4: اور تو جان لے کہ بے شک اِنْ نہیں استعمال ہوتا سوائے امور مشکوکہ میں (یعنی لفظ ان صرف امور مشکوکہ میں ہی استعمال ہوتا ہے)

پس یہ نہیں کہا جائے گا آتیک ان طلعت الشمس میں تیرے پاس آؤں گا اگر سورج طلوع ہوا

اب یہ نہیں کیا جا سکتا کہ اگر سورج طلوع ہوا
کیونکہ سورج نے تو طلوع ہونا ہی ہے سورج کے طلوع ہونے
میں شک نہیں کیا سکتا۔ زید کے آنے جانے میں شک ہو سکتا ہے۔
بلکہ یہ کہا جائے گا آتیک اذا طلعت الشمس
میں تیرے پاس آؤں گا جب سورج طلوع ہو گا۔

قاعدہ نمبر ۵: اور لو دوسرے جملے کی نفی پر
دلالت کرتا ہے پہلے جملے کی نفی کے سبب کے ساتھ
جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان لوکان فیہما الھۃ الا اللہ
لفسدتا اگر اللہ کے علاوہ دوسرا الٰہ ہوتا تو ضرور وہ دونوں فساد کرتے
(اس میں دوسرے جملے میں یہ نفی ہے کہ فساد نہیں
ہے اور پہلے جملے میں یہ نفی ہے کہ دوسرا خدا ہی نہیں ہے)

قاعدہ نمبر ۶: اور جب کلام کے شروع میں
قسم واقع ہو اور وہ قسم شرط پر مقدم ہو
تو واجب ہے وہ فعل ہو لفظاً وہ فعل ماضی
ہو ایسا فعل کہ جس پر حرف شرط داخل ہو
واللہ ان اتیتنی لاکرمتک اللہ کی قسم اگر تو میرے پاس آئیگا تو میں تیرا عزت کروں گا
اب یہاں قسم پہلے ہے اور اِن شرطیہ فعل ماضی
سے پہلے ہے۔ اور یہ فعل لفظی ہے۔
یا پھر فعل معنوی ہوتا ہے۔ واللہ ان لم تاتنی لاھجرنک
اللہ کی قسم اگر تو میرے پاس نہیں آئے گا میں تجھے چھوڑ دوں گا۔

نقطہ: اب اس فعل تو لفظی طور پر بس مضارع لکھا ہوا
ہے لیکن یہ معنوی اس لیے ہے کہ اس پر لم داخل ہے
اور یہ صیغہ مضارع کے لم جب مضارع پر داخل ہوتا ہے تو

ماضی منفی کے معنی میں کر دیتا ہے اور اس کو ماضی معنوی بھی کہتے ہیں۔

جواب قسم جب شروع میں ہو تو:

جب ایسی صورت ہو یعنی شروع میں قسم ہو اور اس کے بعد حرف شرط اور پھر ماضی لفظی یا معنوی ہو تو اس وقت دوسرا جملہ لفظاً میں (یعنی لفظی طور پر) جواب قسم ہو گا شرط کی جزاء نہیں ہو گا پس اس کے لیے واجب ہے کہ اس میں وہ چیز ہو جو جواب قسم میں واجب ہے لام میں سے اس کی مثال جیسا کہ تو نے دیکھ لیا دونوں مثالوں میں۔

اب یہ صورت جب پائی گئی یعنی شروع میں قسم پھر حرف شرط پھر ماضی منفی تو اس میں دوسرا جملہ لفظی طور پر اس قسم کا جواب قسم ہے نہ کہ اس شرط کے لیے جزاء ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ فعل کے لیے دو چیزوں میں سے ایک ہوتی ہے یا وہ مجزوم ہوتا ہے یا غیر مجزوم۔ اب یہاں پر یہ دوسرا فعل مجزوم نہیں ہے شروع میں قسم ہے تو اس دوسرے جملے کو اس کا جواب قسم بنائیں۔ اور جواب قسم میں جو جو چیزیں ضروری ہوتی ہیں وہ اس دوسرے جملے میں ضرور لائیں گے جیسا کہ مذکورہ دونوں مثالیں واللہ ان لم تاتنی لاھجرنک . واللہ ان اتیتنی لاکرمتک

جواب قسم جب درمیان میں ہو تو اس میں دو صورتیں جائز ہیں۔

پہلی صورت: بہر حال اگر جواب قسم کلام کے درمیان میں واقع ہو تو جائز ہے کہ اعتبار کیا

جائے قسم کا اور اس کے لیے وہ دوسرا جملہ جواب قسم ہو
ان اتیتنی واللہ لآتینک

دوسری صورت یہ بھی جائز ہے کہ وہ لغو ہو جائے (یعنی وہ دوسرا جملہ اس کے لیے جواب قسم نہ بنے بلکہ شرط بن جائے
ان آتیتنی واللہ آتک۔

امّا: یہ تفصیل بیان کرنے کے لیے آتا ہے اس کی کہ جس کا اجمال ذکر کیا جائے

جیسے اس کی مثال الناس سعید وشقی لوگ نیک بخت اور بدبخت ہیں
اما الذین سعدوا ففی الجنۃ واما الذین شقوا ففی النار
بہر حال وہ لوگ جو نیک بخت وہ جنت میں داخل ہوں گے
اور بہر حال وہ لوگ جو بدبخت ہیں وہ جہنم میں ہیں۔

اب یہاں اجمالاً ایک چیز پہلے ذکر کی گئی ہے کہ لوگوں میں سے کچھ نیک بخت ہیں اور کچھ بدبخت پھر اما اس کی تفصیل بیان کرنے کے لیے آیا ہے کہ جس چیز کا اجمالاً ذکر پہلے کر دیا گیا ہے تو اس کی وضاحت اما نے کی ہے کہ کونسے لوگ بدبخت اور کونسے لوگ نیک بخت ہیں۔

قاعدہ نمبر 7: اگر پہلا جملہ دوسرے جملے کے لیے سبب ہو تو واجب ہے کہ جواب قسم پر فاء لایا جائے

قاعدہ نمبر 8: اور کبھی کبھی اس کے فعل کو حذف کیا جاتا ہے اس شرط کے ساتھ اس کے بعد فعل ضروری ہے۔ اس لیے کہ اس بات پر تنبیہ ہو جائے کہ بے شک اس کے

ساتھ اس کے بعد واقع ہونے والے اسم کا حکم
مقصود ہے اس کی مثال اما زید فمنطلق۔
بہر حال زید چلنے والا ہے۔
اس کی تقدیر (یعنی اس کا مقدر ہونا) اصل
میں وہ یہ ہے۔ مھما یکن من شیء
فزید منطلق پس حذف کیا گیا اس کے
فعل کو اور جار مجرور کو اور اما مھما کے
قائم مقام ہے۔ یہاں تک کہ باقی رہ گیا اما فزید منطلق
اما زید فمنطلق بہر حال زید چلنے والا ہے
اما یہ اصل میں مھما یکن من شیء تھا۔
یہاں اما کے شرط ہونے کے ساتھ مھما کے بعد
فعل کو حذف کو اور پھر جار مجرور کو حذف کر دیا۔
اور پھر اما باقی رہ گیا۔ یہاں فعل ضروری بھی
تھا اور اس کو حذف بھی کر دیا۔ اس لیے کہ اما
شرطیہ کے بعد یہ فعل مقصود نہ تھا بلکہ یہ اسم
زید مقصود تھا۔
اب جب ایسے جملے کی ترکیب کریں گے تو
اس طرح کریں گے اما زید فمنطلق۔ اما بمعنی
مھما۔ مھما حرف شرط۔ یکن فعل ناقص۔
ھو ضمیر اس کا اسم من جار شیء مجرور جار مجرور ملکر
ظرف لغو ہو کر خبر۔ فعل ناقص اپنے اسم اور خبر سے
ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر شرط فا جزائیہ زید مبتدا
منطلق خبر۔ مبتدا اور خبر ملکر جملہ خبریہ ہو کر جزاء

قاعدہ نمبر 9: یہ نواں قاعدہ آٹھویں کی ہی وضاحت کر رہا ہے یہ قاعدہ اس فاء کے متعلق ہے کہ فاء کو کیوں منتقل کیا دوسرے جزء کی طرف

تو اب قاعدہ یہ ہے

اور جب حرف شرط کا جزاء کی فاء پر داخل کرنا مناسب نہ تھا تو اس فاء کو دوسرے جزء کی طرف نقل کر دیا اور پہلے جزء کو اماَ کے درمیان اور اس فاء کے درمیان رکھ دیا جو فاء فعل محذوف کے بدلے میں عوض آئی۔

قاعدہ نمبر 10: پھر اگر اس کا پہلا جزء مبتدا بننے کی صلاحیت رکھتا ہو تو وہ مبتدا بنے گا جیسا کہ مثالوں میں گزرا

اما زید فمنطلق میں مبتدا اور خبر ہے۔

اور اگر ایسا نہ ہو (یعنی پہلا جملہ مبتدا بننے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو) تو اس کا عامل وہ ہوگا جو فاء کے بعد ہو۔ جیسے اما یوم الجمعۃ فزید منطلق پس منطلق عامل یوم الجمعۃ میں ظرفیت کی بناء پر۔

(اب اس میں ظرف شروع میں آ گیا۔ تو ظرف جب شروع میں آ جائے تو خبر مقدم بنتا ہے اور ظرف کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ اس کا کوئی نہ کوئی عامل ہو گا یعنی ظرف کسی کا مفعول فیہ ہو گا تو یہاں یوم الجمعۃ مفعول فیہ ہے منطلق کا۔ زید مبتدا موخر منطلق اسم فاعل۔ ھو ضمیر فاعل یوم الجمعۃ مفعول فیہ یہ جملہ خبر مقدم گیا۔

حروف ردع

یہ صرف ایک ہے کلا

تعریف: جس کو متکلم کو ڈانٹنے کے لیے وضع کیا گیا ہے اور اسے روکنے کے لیے جس کے بارے میں وہ کلام کرتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان۔

واما اذا ما ابتلاہ فقدر علیہ رزقہ فیقول ربی اھانن کلا

یعنی وہ اس کے بارے میں کلام نہیں کرتا وہ اس طرح نہیں ہوتا

اس وقت یہ **خبر کے بعد** ہوتا ہے۔

امر کے بعد: اور کبھی کبھی یہ امر کے بعد بھی روکنے کے لیے آتا ہے جیسا کہ جب تجھ سے کہا جائے۔

اضرب زیدا تو زید کو مار تو تو نے کہا کلا یعنی میں ہرگز ایسا نہیں کروں گا یعنی میں یہ کبھی بھی نہ کروں گا۔

حقیقت کا معنیٰ: کبھی کبھی یہ آتا ہے حق کے معنیٰ کے ساتھ یعنی حقیقت کے معنیٰ کے ساتھ

کلا سوف تعلمون بے شک ضرور تم یہ کرو گے۔

اس وقت یہ اسم مبنی ہوتا ہے اس لیے کہ کلا کے لیے حرف کی مثال بہت ہوتی ہے۔

کلا (لا افعل ھذا قط) اس کو کہا گیا ہے کہ یہ حرف کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ حرف ہے بمعنی "انّ" (انّ کے معنیٰ میں) جملہ کی تحقیق کے لیے آتا ہے۔ کلا ان الانسان لیطغی۔

فصل تاء التانیث الساکنہ:

تاء تانیث سے مراد وہ تاء جو ساکنہ ہو اور وہ ماضی کے ساتھ ملتی ہے تاکہ وہ اس مونث پر دلالت کرے جو کی طرف فعل مسند کیا گیا ہو (یعنی جس کی طرف فعل کی نسبت کی گئی ہو) ضربتْ هند

ادخال اور الحاق میں فرق:

ادخال: ادخال سے مراد وہ جو شروع میں داخل ہوتا ہے۔

الحاق: وہ جو کسی لفظ کے آخر میں ملتا ہے

⇦ اور تحقیق تو نے پہچان لیا اس کے الحاق کو چار جگہوں پر

قاعدہ نمبر 1:

اور جب اس تائے تانیث کے بعد ساکن حرف ملا ہوا ہو تو واجب ہے کہ تو اس تانیث والی کو کسرہ کے ساتھ حرکت دے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ

لان الساکن اذا حرک حرک بالکسر

اس لیے کہ ساکن کو جب تو حرکت دے تو کسرہ کے ساتھ حرکت دے

وضاحت: عام طور پر مشہور نحوی قاعدہ یہ ہے کہ فعل پر کسرہ نہیں آ سکتی لیکن جب فعل ساکن ہو اور اس ساکن کو حرکت دینا ہو تو اس ساکن کو کسرہ کے ساتھ حرکت دی جائے گی۔ جیسے ضربتِ الهند۔

اس میں ساکن کو کسرہ کے ساتھ حرکت دی۔

قاعدہ نمبر 2: اور اس کی حرکت واجب نہیں کرتی کہ سکون کی وجہ سے جو کچھ حذف کیا گیا ہے وہ لوٹایا جائے پس یہ نہیں کہا جائے گا رمات المراۃ اس لیے کہ اس کی حرکت عارضی ہے جو واقع ہوئی التقائے ساکنین کو دور کرنے کے لیے

وضاحت: یعنی تائے تانیث پر جو کسرہ لگائی جاتی ہے۔ یہ کسرہ عارضی حرکت ہوتی ہے۔ اصل میں یہ تاء ساکن ہوتی ہے صرف اس کو متحرک کرنے کے لیے کسرہ کی ساتھ حرکت دیتے ہیں۔ تو اس صیغے میں سے اگر کوئی حرف تاء ساکنہ کی وجہ سے حذف کر دیا جائے تو تاء متحرک ہونے سے وہ واپس نہیں آتا۔ جیسے رمت المراۃ اب اس کو رمات المراۃ نہیں کہا جائے گا

بعض نحویوں کا قول: کچھ نے اعتراض کیا کہ بعض نحوی جو کہتے ہیں المراتان رماتا۔ تو یہاں پر حرکت کیوں واپس آئی رمتا۔ رماتا کیوں ہو

الجواب: یہ قول کمزور ہے کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے۔
⇦ اور بہرحال جو الحاق علامت تانیث اور جمع مذکر اور جمع مونث کا تو پس وہ بھی ضعیف ہے کمزور ہے (اس کو نہ مانا جائے گا)
پس یہ نہیں کہا جائے گا قاما الزیدان وقاموا الزیدون. قمن النساء

قاعدہ نمبر 3: الحاق کی صورت میں

ضمائر نہ ہوں گے اس لیے کہ اضمار قبل از ذکر لازم آئے گا بلکہ یہ تو ایسی علامات ہیں جو فاعل کے احوال (حالات) پر دلالت کرتی ہیں جیسا کہ تاء تانیث ہے

وضاحت: الحاق کی صورت میں ان میں ضمیر نہ ہو گی مثلاً قاما الزیدان . قمن النساء کیونکہ اگر ان میں ضمیر مانیں تو اس کا پہلے ذکر ماننا لازم آئے اور یہ مان نہیں سکتے اور یہ علامات ہیں جو فاعل کی حالت کو بیان کرتی ہیں۔ قمن النساء یہ نہیں ہو سکتا یہ قامت النساء ہو گا۔ بہت ساری عورتیں کھڑی ہوئیں ہے

اس جگہ پہ فاعل اور نائب الفاعل کے ۱۶ قواعد ذہن میں مستحضر ہونے چاہیے۔

مثلاً فاعل یا نائب الفاعل اگر اسم ظاہر ہو تو فعل ، ہمیشہ واحد آئے گا۔

مثلاً قاما الزیدان یا قام زیدون

قامت النساء یا قامت هند

فاعل یا نائب فاعل اسم ظاہر تو فعل واحد چاہیے فاعل واحد ہو تثنیہ ہو یا جمع ہو ۔ ہر جگہ یہی قاعدہ ہے

فصل التنوین:

تعریف: تنوین سے مراد وہ نون ساکنہ ہے جو کلمہ کی آخری حرکت کی اتباع کرتی ہے نہ کہ فعل کی تاکید کا۔

تنوین کی اقسام:

اور تنوین کی پانچ اقسام ہیں۔

پہلی قسم: تنوین تمکن

وہ جو جملہ اسمیہ کا تقاضا کرتے ہوئے اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ بے شک وہ اسم متمکن ہے۔ یعنی کہ وہ منصرف ہے۔

اسم کی اصل: اسم کی اصل یہ ہے کہ وہ منصرف ہے

فعل کی اصل: اور فعل کی یہ ہے کہ وہ مبنی ہوتا ہے۔

اسم کی اصل کی وضاحت:

اصل سے ہماری مراد حقیقت ہے کہ حقیقت میں وہ منصرف ہے۔ کیونکہ اسم کی علامات میں سے یہ ہے کہ وہ منون ہو تنوین اسم پر ہی آتی ہے۔ اور منصرف کی علامت یا پہچان کا طریقہ بھی یہی ہے کہ اس پر کسرہ اور تنوین آسکتے ہیں۔ لہذا اسم اصل میں منصرف ہوتا ہے۔

فعل کی اصل کی وضاحت:

فعل کی اصل یہ ہے کہ وہ حقیقت میں مبنی ہوتا ہے۔ اور پھر ان میں سے ماضی اور امر بالکل ہی تبدیل نہیں ہوتے اور مضارع مختلف حالات کے ساتھ ساتھ تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں ضرب سے لم یضرب لیکن حقیقت میں یہ بھی مبنی ہی ہے

دوسری قسم : تنوین تنکیر :

وہ تنوین جو نکرہ پر آتی ہے ۔ اور وہ دلالت کرتی ہے اس بات پر کہ بے شک وہ اسم نکرہ ہے ۔ مثلاً صَهٍ

یعنی اسکت سکوتا ما فی وقت ما ۔

~~میں خاموش ہو~~ تو خاموش ہو جا وقت جتنا بھی ہو

وضاحت : اب اس میں صَهٍ ایسا اسم ہے جس پر تنوین آئی ہے اور یہ نکرہ ہے اس لیے کہ اس میں وقت خاص نہیں ہے ۔ معین نہیں ہے بلکہ یہ غیر معین وقت ہے اور غیر معین چیز نکرہ ہوتی ہے

⇐ اما صہ ۔ اور بہرحال جو صہ ۔ سکون کے ساتھ ہے اس کا معنی یہ ہے کہ میں ابھی سکوت حاصل کرتا (خاموش ہوتا) ہوں ۔

~~دوسری~~ تیسری قسم : تنوین عوض :

وہ تنوین جو عوض / بدلے میں آتی ہے ۔ یعنی مضاف کے بدلے میں مضاف الیہ پر آتی ہے ۔ وہ جو مضاف الیہ کے بدلے میں ہوتی ہے ۔

حینئذ ۔ ساعتئذ ۔ یومئذ

یعنی حین اذ کان کذا ۔

وضاحت : حینئذ اصل میں حین اذ کان کذا تھا ۔ جس وقت ایسا ہو تو یوں ہوگا ۔ اس کی ترکیب حین مضاف اور اذ کان کذا پورا مضاف الیہ یہ مرکب اضافی ہو کر قرینے کے مطابق ما قبل کیلیے / کچھ بنیں گے ۔

چوتھی قسم: تنوین مقابلہ:

وہ تنوین جو جمع مونث سالم کے مقابلے میں آتی ہے۔ جیسے مسلماتٌ

اس میں مسلماتًا نہیں ہوتا کیونکہ جمع مونث سالم کی حالت نصبی و جری دونوں کسرہ سے آتی ہے۔

پانچویں قسم: تنوین ترنّم:

وہ جو شعروں اور مصرعوں کے آخر میں ملی ہوتی ہے

اس شعر میں عتابَن اور اصابَن

اس میں تنوین ترنم ہے۔

جیسا اس کا قول یا ابتا علّک [illegible] یا عساکن میں

تنوین کی پہلی چاروں قسمیں اسم کے ساتھ خاص ہیں اور آخری قسم اسم اور فعل دونوں پر آ سکتی ہے۔

تنوین کو حذف کرنے کا قاعدہ:

اور کبھی علم (یعنی نام سے) تنوین کو حذف کر دیا جاتا ہے کہ جب ابن یا ابنۃ اس علم کی صفت ہو اور وہ ابن یا ابنۃ کسی دوسرے علم کی طرف مضاف ہو

جیسے جاءنی زید بن عمرو

ھند ابنۃ بکر

فصل نون التاکید: یہ فصل نون تاکید کے بارے میں ہے

تعریف: ھِیَ وُضِعَتْ لِتَاکِیْدِ الْاَمْرِ وَالْمُضَارِعِ اِذَا کَانَ فِیْہِ طَلَبٌ بِاِزَاءِ قَدْ لِتَاکِیْدِ الْمَاضِیْ

ترجمہ: وہ نون ہے جس کو امر اور مضارع کے لیے وضع کیا گیا ہو کہ جب اس میں طلب ہو۔ اس قد کے مقابلے میں جو ماضی میں تاکید کے لیے آتا ہے۔

وضاحت: جس طرح سے قد ماضی پر تاکید کے لیے آتا ہے اسی طرح نون تاکید بھی مضارع پر تاکید کے لیے آتا ہے۔ مثلاً قد ضرب بے شک اس نے مارا لیضربنّ ضرور ضرور وہ مارے گا۔ یہ ترجمہ بھی کر سکتے ہیں۔ بے شک وہ مارے گا

نون تاکید کی اقسام:

نون تاکید کی دو اقسام

نون خفیفہ: یعنی جو ہمیشہ ساکنہ ہوتا ہے۔ جیسے اِضْرِبَنْ۔

نون ثقیلہ: یعنی وہ جو مشدد ہوتا ہے۔

نون ثقیلہ کا اعراب: اس کا اعراب تین طرح سے آتا ہے۔

مفتوح: اگر اس سے پہلے الف نہ ہو تو یہ ہمیشہ مفتوح ہوگا جیسے اِضْرِبَنَّ۔

مکسور: اگر اس سے پہلے الف ہو تو یہ مکسور ہوتا ہے اضربان۔ اضربانِّ

قاعدہ نمبر 1: اور یہ داخل ہوتا ہے۔ امر، نہی، استفہام، تمنی اور عرض پر جائز طور پر۔ اس لیے کہ ان میں سے ہر

میں طلب پائی جاتی ہے۔

اس کی مثال اضربنّ لاتضربنّ ھل تضربنّ

لیتک تضربن الا ~~تضربن~~ تنزلن بنا فتصیب خیرا

قاعدہ نمبر 2: اور کبھی کبھی یہ قسم پر

داخل ہوتا ہے وجوبی طور پر ایسی جگہ پر

واقع ہونے کی وجہ یہ کہ جو متکلم کو اکثر طور پر مطلوب ہو

وضاحت: یعنی نون تاکید ایسی جگہ پر واقع ہوتا ہے

جو متکلم کو اکثر طور پر مطلوب ہوتا ہے۔

ترجمہ: پس ارادہ کیا بہت سارے نحویوں

نے کہ قسم کا ~~آخر~~ دوسرا تاکید کے معنیٰ سے خالی نہیں ہوگا

(یعنی جواب قسم تاکید کے معنیٰ سے خالی نہیں ہوگا)

جیسا کہ وہ تاکید سے خالی نہیں ہوتا جو اس کے

شروع میں ہے۔

اس کی مثال واللہ لافعلنّ کذا۔

وضاحت: اس میں قسم کا جو دوسرا حصہ ہے لافعلنّ کذا

میں اس ~~کو ضرور~~ اس طرح ضرور کروں گا اس

میں تاکید پائی جا رہی ہے۔

اور اسی طرح سے قسم کے پہلے حصے میں

واللہ میں اللہ کی قسم اس میں بھی تاکید پائی جاتی ہے

نون ثقیلہ کے ماقبل کا اعراب:

مفہوم: اور تو جان لے کہ بے شک واجب

ہے اس کے ماقبل کو ضمہ دینا جمع مذکر میں جیسے اضربُنّ

وجہ: تاکہ وہ اس بات پر دلالت کرے کہ واؤ کو حذف کر دیا

مکسور: اور مخاطبہ میں نون ثقیلہ کا ماقبل مکسور ہوگا۔ جیسے اضربِنّ

وجہ: تاکہ وہ یائے محذوفہ پر دلالت کرے۔

مفتوحہ: ان دو نوں صورتوں کے علاوہ نون ثقیلہ کا ماقبل مفتوحہ ہوگا۔

قاعدہ نمبر 3: بہرحال مفرد میں اگر اس کو مضموم کر دیا جائے تو اس کا جمع مذکر کے ساتھ التباس لازم آئے گا۔

وضاحت: مفرد اِضربَنّ ہوتا ہے۔ اگر اس کو مضموم یعنی اِضربُنّ کر دیا جائے تو یہ جمع مذکر اِضربُنّ کا التباس آئے گا

قاعدہ نمبر 4: اگر نون ثقیلہ کے ماقبل کو کسرہ دے دی جائے تو یائے مخاطبہ سے التباس لازم آئے گا۔

وضاحت: یعنی اگر مفرد کے نون ثقیلہ کے ماقبل ~~صیغے~~ میں کسرہ دے دی جائے تو مخاطبہ کا التباس لازم آئے گا۔ جیسے اضرِبِنّ لہٰذا یہ جائز نہیں۔

(یعنی اضرُبُنّ جمع مذکر اور اضرِبِنّ مخاطبہ کے ساتھ خاص ہیں اس کے علاوہ کے لیے نہیں ہو سکتے باقی تمام صیغوں میں نون ثقیلہ کا ماقبل مفتوح ہوگا)

قاعدہ نمبر 5: تثنیہ اور جمع مونث کا ماقبل:

تثنیہ اور جمع مونث سالم میں نون ثقیلہ کا ماقبل الف ہوگا۔ اس کی مثال اضربانّ۔ اضرِبْنانِّ

قاعدہ نمبر 6: جمع مونث سالم کے نون کے متعلق:

اور جمع مونث سالم میں نون

سے پہلے الف زائدہ کر دیا گیا ہے۔

اس لیے کہ تین نونوں کو جمع کرنا مکروہ ہے

تین نون کے جمع ہونے سے مراد:

اس سے مراد تین نون ہیں ایک نون ضمیر اور دو نون تاکید کے۔

نون خفیفہ کا تثنیہ اور جمع مونث سالم پر داخل نہ ہونا

تثنیہ اور جمع مونث سالم میں نون خفیفہ اصلاً داخل نہیں ہوتا اس لیے کہ اگر تو نون کو حرکت دے دے تو وہ خفیفہ باقی نہیں رہا۔ پس وہ اپنی اصلی حالت میں نہ ہوگا

اور اگر تو اس ساکنہ کو باقی رکھا تو بغیر کسی فاصلے (حد) کے التقائے ساکنین لازم آئے گا اور وہ اچھا نہیں ہے۔

وضاحت:

مثلاً نون خفیفہ میں ہم جمع مونث سالم کا صیغہ بناتے ہیں لیضربنان سے تو اب ہم نے اگر نون خفیفہ کو حرکت دے دی لیضربنانِ تو یہ خفیفہ اصلی حالت میں باقی نہ رہا نون ثقیلہ بن گیا۔

اور اگر ساکنہ کو باقی رکھتے ہو نون خفیفہ کو اس کے ساتھ ملایا لیضربنانْ نْ تو یہ دو نون بغیر فاصلے کے جمع ہو گئے تو یہ بھی بہتر نہیں ہے۔

لہذا نون خفیفہ سے تثنیہ اور جمع مونث سالم کے صیغے نہیں آتے۔

ھدایۃ النحو

نکتہ

اسم فعل اور حرف کی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہوئے ہر ایک کی علامات مع امثلہ

الجواب: اسم کی وجہ تسمیہ اسم کو اسم کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ اپنے دونوں قسیموں پر مشتمل (بلند) ہے اس کے اس معنی پر کہ وہ علامت ہے۔

فعل کی وجہ تسمیہ: فعل کو فعل کہنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ مصدر ہے کیونکہ وہ حقیقت میں فعل کا فاعل کا فعل ہے۔

حرف کی وجہ تسمیہ: اس کا نام اس لیے رکھا گیا ہے کہ یہ کلام عرب میں کنارے یعنی طرف میں واقع ہوتا ہے اس لیے یہ مسند اور مسند الیہ کی طرح مقصود بالذات نہیں ہوتا

اسم کی علامات: 1) اس کے (متعلق) خبر کا درست ہونا (مسند الیہ ہونا)
2) مضاف ہونا 3) الف لام کا داخل ہونا 4) جر کا ہونا بزیدٍ
5) تنوین کا ہونا زیدٌ 6) تثنیہ رجلانِ
7) جمع 8) موصوف اور 9) تصغیر کا ہونا

فعل کی علامات: 1) قد کا ہونا 2) سین کا ہونا
3) سوف 4) اور جزم کا ہونا 5) ماضی اور 6) مضارع
7) امر 8) نہی کا ہونا۔

حرف کی علامات: 1) نہ اس کی اخبار بہ ہونا
2) نہ اس کی اخبار عنہ ہونا
3) نہ اسماء کی علامتوں کو قبول کرنے والا ہونا۔
4) نہ افعال کی علامتوں کو قبول کرنے والا ہونا

سوال نمبر 4) کلام عرب میں حرف کے فوائد مع امثلہ تحریر کریں۔

الجواب: کلام عرب میں حرف کے فوائد درج ذیل ہیں۔
دو اسموں کے درمیان رابطہ پیدا کرتا زید گھر میں ہے۔
دو فعلوں کے درمیان رابطہ پیدا کرنا میں ارادہ کرتا ہوں کہ نماز
ایک اسم اور ایک فعل کے درمیان رابطہ پیدا کرنا میں لکڑی سے مارا
اور دو جملوں میں رابطہ پیدا کرنا۔

سوال نمبر 5: کلام اور اسناد کی تعریف لکھیں کلام کن کن کلمات سے ہوتا ہے ہر ایک کی تعریف بمع مثال اور کس سے نہیں ہوتا اور کیوں نہیں ہوتا۔

الجواب: کلام دو اسموں سے حاصل ہوتا ہے زید قائم
یا ایک اسم اور ایک فعل سے حاصل ہوتا ہے قام زیدٌ
حاصل نہ ہوتا ہے۔ دو اسموں سے جملہ حاصل
نہیں ہوتا اگر دو اسم مل جائیں تو وہ مرکب ناقص
بنتا ہے۔

اور جملہ حرف مسند اور مسند الیہ کے پائے جانے
سے حاصل ہوتا ہے ورنہ نہیں ہوتا۔ دو اسم ہونگے
تو وہ حرف مسند الیہ بنے گا۔ اس کا مسند نہ ہو
گا اسی لیے جملہ حاصل نہیں ہوتا۔

سوال نمبر 6: اسم معرب کی عربی میں تعریف کرتے ہوئے حکم بیان کریں نیز مبنی کی تعریف اور مبنی الاصل کتنی اور کونسی چیزیں ہیں تحریر فرمائیں۔

الجواب: هو كل اسم ركب مع غيره ولا يشبه مبنى الاصل
اسم معرب سے مراد وہ اسم جو غیر سے مرکب ہو اور وہ مبنی الاصل کے مشابہ نہ ہو
حکم: اس کا آخر عوامل کے تبدیل ہونے سے تبدیل ہو جائے گا لفظاً یا
تقدیراً

مبنی : جس کا آخر عامل کی وجہ سے نہ بدلے۔

حرف تین چیزیں مبنی۔ تمام حروف۔ امر حاضر معروف۔ فعل ماضی

سوال نمبر 7 : درج ذیل اسماء کی اعرابی حالتیں تحریر کریں۔

(1) جمع مکسر (2) اسمائے ستہ (3) غیر منصرف (4) اسم منقوص (5) جمع مذکر سالم

(1) جمع مکسر منصرف : وہ جمع جس میں واحد کا صیغہ سلامت نہ رہے

حالت رفعی ضمہ نصبی فتحہ جری کسرہ سے آتی ہے

(2) اسمائے ستہ : وہ چھ اسماء جو واحد ہوں اور یائے متکلم کے علاوہ کسی اور کی طرف مضاف ہوں اخوک. ابوک. ھنوک. حموک. فوک اور ذومال

حالت رفعی واؤ نصبی الف جری یاء سے آتی ہے۔

سوال نمبر 8 : درج ذیل اصطلاحات کی تعریف عربی میں

(1) منصرف (2) ترکیب (3) عجمہ (4) غیر منصرف۔

منصرف : ——————————

——————————

سوال نمبر 9 : وہ کونسے اسباب ہیں جن میں علمیت شرط ہے اور وہ کونسے اسباب ہیں جن میں علمیت سبب ہو کر جمع ہوتی ہے نیز اگر ان کو نکرہ کر دیا جائے تو کیا کوئی سبب باقی رہے گا یا نہیں وضاحت کریں۔

الجواب : درج ذیل اسباب میں علمیت شرط ہے۔

(1) مونث تاء کے ساتھ (2) مونث معنوی

(3) عجمہ (4) ترکیب

(5) اور وہ اسم جس کے آخر میں الف ونون زائدہ تان ہو۔

درج ذیل میں علمیت شرط نہیں لیکن وہ صرف ایک سبب کے ساتھ جمع ہوتی ہے

(1) علم معدول (2) وزن فعل۔

جب نکرہ کر دیا جائے: اور جب انھیں نکرہ کر دیا جائے

تو ان میں سے پہلی قسم میں صرف ایک سبب علم کے بغیر کسی سبب

کے باقی رہ جائے گا۔ جاء طلحۃ و طلحۃ آخر

اور دوسری قسم ایک سبب پر اسم باقی رہے گا۔

ضرب احمد و احمد آخر

سوال نمبر 10: تانیث عجمہ و صف کے غیر منصرف کا سبب بننے کے لیے کیا شرط ہے ہر ایک کی وضاحت فرمائیں۔

الجواب: تانیث: یہ کہ وہ تاء کے ساتھ ہو اس

کے لیے شرط یہ ہے کہ وہ علم ہو گا۔ طلحۃ

عجمہ: اس کے لیے علمیت شرط ہے۔

وصف: اس کے لیے شرط یہ ہے کہ وہ وصفی معنی کے لیے ہو

جیسا کہ اسود اور ارقم۔

سوال نمبر 11) اسمائے مرفوعہ تحریر فرمائیں۔

حرف اختتام

الحمد للہ رب العلمین اللہ جل جلالہ کا کروڑہاں کروڑ فضل وکرم ہے اور سرکار دو عالم نور مجسم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہِ رحمت ہے اور پیر و مرشد حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی فیضان نظر ہے۔ اور میرے پیارے پیارے استاذ محترم حضرت علامہ مولانا حافظ محمد منیر حالت رضوی قادری دامت برکاتھم العالیہ کے فیض عام سے آج فقیر کو داخلہ نصیب ہوا مسلک اعلیٰ حضرت پر پختگی ملی اور سکولوں کالجوں یونیورسٹیوں کے ماحول کو چھوڑ کر اس پرفتن دور میں جامعۃ المدینہ کا ماحول ملا اور ماحول ملنے کے بعد جامعہ میں یکسوئی کے صرف و نحو اور دیگر پڑھنے میں بھی اللہ کا فضل شامل حال ہے۔ اور اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ رب ذوالجلال نے صرف و نحو کا کچھ نہ کچھ فہم عطا فرمایا۔ اور درسی نظامی علم النحو کی ابتدائی کتاب ھدایۃ النحو مکمل کتاب کا ترجمہ اور تفصیل تحریر کرنے کی سعادت نصیب ہوئی اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ خالق کائنات مجھے اس کتاب کو صحیح معنوں میں سمجھ کر اس کے قواعد کو فقہ و اصول فقہ۔ حدیث و اصول حدیث۔ منطق و بلاغت اور فلسفہ اور تفسیر و اصول تفسیر یا ان کے علاوہ جتنے بھی درس نظامی کے علوم و فنون ہیں ان میں اجراء کر کے عبادت کو سمجھ کر مفہوم کو واضح کر کے ذہن کو اہمیت تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔

میرے میٹھے میٹھے. پیارے پیارے. اچھے سے اذ محترم جناب
استاذ العلماء، مفتی اسلام. عالم نبیل. فاضل
جلیل ماہر فنون. فاضل نوجوان
خطیب اعظم جامع مسجد فیضان عطار مہر سٹاپ ٹیکسلہ
مقرر شیریں بیان و خوش الحان
جناب حضرت علامہ مولانا

وسیم حسن

العطاری
المدنی

0344-5910498 2017

گاؤں: شیرپور، ڈاکخانہ و تحصیل: خورشید آباد، ضلع: فارورڈ کہوٹہ/حویلی کہوٹہ آزاد کشمیر

اللہ تعالیٰ میرے ان استاد صاحب کو درازی عمر بالخیر عطا فرمائے. حضور نے اپنے لب ہائے مبارکہ کو جنبش دی اور اپنی بابرکت زبان سے علم النحو کے پھول نچھاور فرما کر فقیر کو ابتدائی کتاب ھدایۃ النحو پڑھائی یہ میرے استاذ صاحب اصولوں کے بہت پکے ہیں وقت سے ایک سیکنڈ بھی لیٹ نہیں ہوتے مقصد کو کبھی نہیں بولتے کتاب روزانہ پڑھاتے اور نصاب وقت پر ختم کرواتے ہیں ہر فن میں ماہر ہیں انتہائی خوش طبع آدمی ہیں اللہ تعالیٰ ان کے علم میں مزید اضافہ فرمائے ان کو ان کے

علم و عمل میں برکتیں دے اور ان کے والدین کا سایہ ان کے سر پر تادیر قائم و دائم فرمائے اور ان کے بچوں کو دین اسلام کا باعمل عالم بن کر اسلام کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کے علم سے مجھے سے امت مسلمہ کو فیض یاب فرمائے۔

ان استاذ صاحب کے علاوہ بھی میرے جتنے استاذہ کرام ہیں اللہ تعالیٰ سب کو دین و دنیا کی بھلائیاں عطا فرمائے بالخصوص میرے استاذ محترم مولانا کاشف مدنی صاحب جنھوں نے بہت ساری کتب کے مختلف اسباق مجھے پڑھائے اللہ تعالیٰ ان کے علم و عمل میں برکتیں عطا فرمائے مثلاً کاشف صاحب نے مجھے منطق پڑھائی اس کے علاوہ ھدایۃ النحو و شرح مائۃ عامل کے مسائل حل کروائے اور بلاغت کے بھی کچھ اسباق حل کرائے اللہ ان کی زندگی میں برکت دے۔ اس کے علاوہ جتنے بھی میرے استاذہ ہیں اللہ سب کو ترقیاں دے بالخصوص حضرت علامہ عابد رضا مدنی صاحب کو دین و دنیا کی بھلائیاں نصیب ہوں۔

یاالٰہی! میرے ان پیارے پیارے استادوں (علماء کرام) کے وسیلے سے مجھے بھی باعمل عالم دین بنا۔ مجھے علم نافع عطا فرما۔ شریعت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرما یاالٰہی! مجھے ریاکاری سے بچا۔ مجھے تکبر و غرور و فخر سے محفوظ فرما۔ علم پر عمل کرنے کی توفیق اور اپنے تمام استادوں کا باادب و فرمانبردار بنا۔ آمین ثم آمین

۲۵ جمادی الاُخریٰ ۱۴۴۰ھ مطابق 03 مارچ 2019ء